

جَاءَ النَّبِيُّ هُوَ الْبَاطِلُ اِنَّكَ طَائِفٌ مِّنْهُمۡ ۝

حق آگیا اور باطل ٹٹ گیا۔ باطل تو یقیناً مٹنے ہی والا ہے

انکشافات

(مع اضافات)

مودودی اپنے اصلی روپ میں

(قاری، عبد الحمید)

مول ایجنٹ

مکتبہ پاکستان، لاہور

اتنی نہ بڑھا پاکی دامن کی حکایت
 دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندہ قبا دیکھ



(مع اضافات)

ترتیب: —————

مبلغ اسلام قاری عبدالحمید صاحب مدظلہ العالی

صدر دار التبلیغ لاہور



الکتاب لاہور

۹۰

تاریخ سیاحانہ و ادبیات

بارچہارم ایک ہزار ایک سو مارچ ۱۹۴۰ء

باہتمام الکتاب لاہور

پنجاب آرٹ پریس لاہور

مکتبہ پاکستان لاہور ۲

فہرست مضامین

صفحہ ۹۳ تک مسٹر مودودی کی صرف مذہبیات، اعتقادیات، ایمانیات، اسلامیات اور ان کی دینیات (بہ الفاظ دیگر کفریات) پیش کی گئی ہیں۔ صفحہ ۹۳ کے بعد بعنوان ”محیر العقول جواہر پار“ یعنی ان کی اجتہادیات، فقہیات، اخلاقیات، سیاسیات اور جمہوریات (بہ الفاظ دیگر مودودیات) درج کی گئی ہیں۔ لیکن مناسب ہوگا اگر ان سب سے پہلے صفحہ ۲ پر چند سطور بعنوان ”ضروری وضاحت اور چیلنج“ بھی ملاحظہ فرمائی جائیں۔ اور مودودی صاحب کی کتابوں کے پیش کردہ اقتباسات کے خلاصوں یا ان کے موضوعات کی مفصل فہرست صفحہ ۷۵ سے ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحات	نمبر اقتباسات
۱	دُعا	۶	-
۲	انتباہ	۷	-
۳	پیش لفظ	۸	-
۴	انذار مخاطب	۱۰	-
۵	تشکر - تمہید - التماس	۱۲	-
۶	مودودی کی مگرہی اور ان کے اسلام کش تجربہ اور تہجد کا خلاصہ	۱۷	-
۷	حدود اللہ یعنی قرآنی سزاؤں کو ظلم قرار دینے کا الزام ۱	۱۷	-
۸	سات آسمانوں کے متفقہ عقیدے میں اختلاف کرنے کا الزام ۲	۱۸	-
۹	رفع طور کا چرچہ دجل طریقے پر انکار کرنے کا الزام ۳	۱۸	-
۱۰	زکریا علیہ السلام کی نبوت سے انکار کا الزام ۴	۱۸	-
۱۱	عیسیٰ علیہ السلام کی رفع جسمانی کے عقیدے میں اختلاف کرنے کا الزام ۵	۱۹	-
۱۲	پیغمبر خدا کی پیشین گوئیوں کی توہین کرنے کا الزام ۶	۱۹	-

۱۳	۱۳	آٹومینک طریقے پر مجید و کامل اور امام مہدی شاہ کرنے کا الزام ۷	۱۹
۱۴	۱۴	خانہ کعبہ اور حرم پاک کی توہین کرنے اور ارض بیت اللہ کو عبادت کی روح سے خارج بنانے اور منتظمین کعبہ کی شان میں پٹتے اور جوگیوں کا خطاب دینے اور حج کے فضائل اور مناسک بیان کر نیوالے علماء کرام کو دلال اور سفری ایجنٹ بنانے کا الزام ۱۹	۱۹
۱۵	۱۵	پیغمبر خدا اور صحابہ کرام کی وضع قطع اختیار کرنے کو ڈرامہ کہنے اور اسوۂ رسول سے خود روئی کرنے اور آثار صحابہ کے انکار کا فتنہ کھڑا کرانے کا الزام ۹	۲۰
۱۶	۱۶	نتیجہ کی تمام کتب سے نفرت دلانے اور احادیث و تفاسیر کے تمام سابقہ پیروں کو یکبار ثابت کرنے اور قرآن کریم کو بغیر کسی استاد و تفسیر محض بنظر غائر پڑھے ہوئے پر و فیسر کو تعلیم قرآن اور روح اسلام کی تعلیم دلانے کے لیے کافی بتلانے کا الزام ۱۱	۲۰
۱۷	۱۷	ضروری وضاحت اور پہنچ	۲۰
۱۸	۱۸	الزام ۷ (متعلقہ ص ۱۷) مع استدلالات و تشریحات	۲۱
۱۹	۱۹	۲ (" ") (ص ۱۸)	۲۵
۲۰	۲۰	۳ (" ") (" ")	۲۸
۲۱	۲۱	۴ (" ") (" ")	۳۱
۲۲	۲۲	۵ (" ") (ص ۱۹)	۴۱
۲۳	۲۳	۶ (" ") (" ")	۴۴
۲۴	۲۴	۷ (" ") (" ")	۴۶
۲۵	۲۵	مجید و کی تعریف (از مودودی کا لم ۱)	۵۰
۲۶	۲۶	وضاحت تعریف مجید و مودودی (از مرتب کا لم ۲)	۵۰
۲۷	۲۷	الزام ۸ (متعلقہ ص ۱۹) مع استدلالات و تشریحات	۶۰
۲۸	۲۸	۹ (" ") (ص ۲۰)	۶۵
۲۹	۲۹	۱۰ (" ") (" ")	۸۲

۳۰	روحانی اور علم باطن کی بحث میں تصوف کے خلاف ایک تلبیسی فتویٰ	۹۲	۷۲
۳۱	مودودی کی نقابل ملامت بدعہ کی ایک نمونہ	۹۴	۷۳
۳۲	صحابہ کرام معیارِ حق نہیں بلکہ قابلِ تنقید ہیں۔ (مودودی)	۹۵	۷۴
۳۳	حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ صحابہ کرام کی طرح اس زمانے کے لوگ بھی قرآن و حدیث بغیر کسی استاد و تفسیر محض بنظر غائر پڑھ کر ہی معیاری مسلمان بن سکتے ہیں۔ (مودودی)	۹۷	۷۵ ۷۶ ۷۷
۳۴	حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت خالد بن ولیدؓ اور دیگر صحابہ کرام کی تحریروں میں لغزشیں اور ان کی توہین (اور ان کی شان میں گریہ نہ کرنے کا اہتمام)	۹۸	۷۶ ۷۷
۳۵	حضرت سیدنا محمدؐ کی روحانی اور ایمانی طاقت اور پیغمبرِ انبیاؑ سے (نعمتِ اللہ) بے معنی ہیں (مودودی)	۱۰۳	۸۱
۳۶	قرآن کریم (نعمتِ اللہ) نجات کے لیے کافی نہیں۔ (مودودی)	۱۰۴	۸۲
۳۷	قرآن کریم کی تفسیر و ترجمے میں محض اپنی رائے کو ترجیح دینا۔ (مودودی)	۱۰۵	۸۳
۳۸	قرآن کریم کے بیان کردہ احکام اور عقائد سے نہ صرف اختلاف بلکہ ان کی کھلی تکذیب (از مودودی)	۱۰۶	۸۴
۳۹	متعہ کو فیاضی کے ساتھ جائز قرار دینا۔	۱۰۸	۸۵
۴۰	خلع کا مسئلہ قاضی کے لیے ناقابلِ تنقیح ہے چاہے عورت مرد سے نفسانی خواہشات کے لیے ہی خلع چاہتی ہو۔	۱۱۰	۸۶
۴۱	خلع کی صورت میں مدت صرف ایک حیض ہے۔ (مودودی)	۱۱۰	۸۷
۴۲	نعمتِ اللہ (پچھونکو جی نفس شریک رہ نہی کے خطرے پیش آئے ہیں۔ (مودودی)	۱۱۱	۸۸
۴۳	عجیب و غریب زہد و تقویٰ کی دلی خواہش کا اظہار (مودودی)	۱۱۱	۸۹
۴۴	مودودی کی اپنی قائم کی جانے والی نئی اسٹیٹ میں وزیرِ داخلہ اور وزیرِ نشریات بنائے جانے والے دو اہم عہدیداروں کی غلطی کا رد و ان کی تفصیل مع ایک ضروری تمہید۔	۱۱۲ ۱۱۵	۹۰ الف
۴۵	سینما اور فلم سازی کا نہایت خوبصورت طریقہ پر واضح جواز (از مودودی)	۱۱۶	۹۱

- ۴۶ ہندوستان پاکستان کے مسلمانوں میں آپس میں نکاح کرنا قرآن کی منشا کے خلاف (مودودی) ۱۱۷ ۹۳
- ۴۷ مشرق سے لے کر مغرب تک سوائے جماعت اسلامی کے باقی تمام گروہ اور طبقے ۱۱۷ ۹۴
- ۴۸ غالب مرحوم کا بانی پیشین گوئیوں کے لئے بھی باعث شرم تھا لیکن ۱۱۷ ۹۴
- ۴۹ غالب بجائے ڈوب مرنے کے اُس پر فخر کرتا تھا۔ (مودودی) ۱۱۸ ۹۵
- ۵۰ پیشہ سپاہ گری کوئی فخر کی بات نہیں بلکہ باعث ننگ اور ڈوب مرنے کی بات (مودودی) ۱۱۸ ۹۵
- ۵۱ مکہ معظمہ کے قریب ساحل سے گذر جانے کے باوجود جو لوگ حج نہیں کرتے وہ ۱۱۸ ۹۵
- ۵۲ ہرگز مسلمان نہیں جو انہیں مسلمان سمجھے وہ قرآن سے جاہل ہے۔ (مودودی) ۱۱۹ ۹۷
- ۵۳ اسلام اب کہیں نہیں مسلمانوں میں نہ اسلامی سیرت ہے نہ اسلامی اخلاق ۱۱۹ ۹۷
- ۵۴ نہ اسلامی افکار نہ اسلامی جذبہ حقیقی اسلامی رُوح نہ اُن کی مسجدوں میں ۱۱۹ ۹۷
- ۵۵ ہے نہ درسوں میں نہ خانقاہوں میں۔ مسلمانوں کی افسردہ، جاہل اور ۱۱۹ ۹۷
- ۵۶ پسماندہ تہذیب کا مقابلہ ایک ایسی تہذیب سے ہے جس میں زندگی ہے ۱۱۹ ۹۷
- ۵۷ حرکت ہے، روشنی، علم ہے، گرمی، عمل ہے۔ (مودودی) ۱۲۰ ۹۸
- ۵۸ اجتہاد ضروری ہے اور علماء اجتہاد کو حرام کر چکے ہیں اسلام کی تعلیمات ۱۲۰ ۹۸
- ۵۹ اور اُس کے قوانین بیان کرنے کا جو طریقہ ہمارے علماء نے اختیار کر رکھا ہے ۱۲۰ ۹۹
- ۶۰ وہ قابل نفرت اور صدائے بے ہنگام ہے۔ (مودودی) ۱۲۰ ۹۹
- ۶۱ متبرجہ اور مقدس علماء کی شان میں انتہائی دریدہ دہمی اور شدید قسم کی ناقابل ۱۲۱ ۱۰۱
- ۶۲ برداشت اور شرافت سے گری ہوئی لایعنہ الیٰ نقابل لعنت بکراس (مودودی) ۱۲۵ ۱۰۳
- ۶۳ عام طبقوں کو بلا تخصیص ”بے غیرت“ ”بندہ نفس“ ”روٹی اور عزت کے بھوکے“ ۱۲۵ ۱۰۳
- ۶۴ ”کتوں کی طرح لپکنے والے“ وغیرہ وغیرہ (شرافت اور ادبیت اور تقدس ۱۲۵ ۱۰۳
- ۶۵ کا جنازہ نکال کر مودودی صاحب نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں) (مودودی) ۱۲۷ ۱۰۲

۱۰۴	۱۲۵	۵۵	مدارس عربیہ والوں کو ”مذہبی سوداگر“ خطیبوں اور واعظوں کو ”گمراہ کن“ مشائخ اور ادلیاء کو ”زہرن“ صحافی اور ایڈیٹروں کو ”سب سے زیادہ رذیل طبقہ“ سربراہ لیڈروں کو ”ملاحہ نیم ملاح“ اور مترنین“ اور تاجروں اور صنعت کاروں کو ”حرام و حلال سے بے نیاز“ کہہ کر مودودی صاحب گویا ہوتے ہیں کہ یہ تمام طبقے بناؤ کی ہر صحیح اور کارگر تدبیروں میں مزاحمت کرتے ہیں۔
۱۰۵	۱۲۶	۵۶	مسلمان قوم ہر قسم کے رطب و یابس لوگوں سے بھری ہوئی ہے جسے ٹاپ کافر قوموں میں ملیں گے اتنے ہی اس قوم میں۔ (مودودی)
۱۰۶ تا ۱۱۲	۱۲۷ تا ۱۵۰	۵۷	جمہوریت اور ہر طبقے ہر نظریے ہر مسلک اور ہر جماعت بالخصوص مسلم لیگ اور پاکستان کے خلاف مودودی کی قلمی شہ زوری اور اس کی گمراہ اور لایعنی ذہنیت کا نمونہ
۱۱۳	۱۳۱	۵۸	پاکستان کے لیے لادینی اسٹیٹ بننے کی مودودی پیشین گوئی
۱۱۴	۱۳۲	۵۹	ہندوستان کو انگریزی امپریل ازم سے آزاد کرنے کی سنگین مخالفت
۱۲۵، ۱۱۵	۱۳۸	۶۰	مودودی کے سیاسی نظریے کا مختصر ترین خلاصہ
۱۲۸ تا ۱۲۶	۱۴۲	۶۱	پاکستان بن جانے کے بعد مملکت پاکستان کے خلاف تخریبی اور زہریلی سرگرمیاں۔
	۱۴۴	۶۲	مودودی خود اپنے قلم سے بھی فائر اعلیٰ ہے۔
۱۳۰ تا ۱۳۴	۱۴۴ تا ۱۴۸	۶۳	مودودی کے غیر شعوری اور کافرانہ و قلبیسانہ اخباری بیانات
۱۳۵	۱۴۸	۶۴	سابقہ مسلم بادشاہوں کی جن روادارانہ خدمات اور کارگذاریوں کو سراہا جاتا ہے وہ جرائم کی فہرست ہیں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ (مودودی)

دُعَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
 اے اللہ! اے عَلِیْمُ الْغُیُوبِ! میں نے مودودی کو پوری تحقیق کے بعد تیرے دین کا خطرناک دشمن
 سمجھ اور جان کر عوام کو اس کی بے راہروی اور اس کے گمراہ کن باطل اجتہاد کے شر سے بچانے کے
 لیے یہ کتاب لکھی ہے! اور تیری ہی خوشنودی اور تیری ہی رضا اور تیرے ہی دین کی سر بلندی کے لیے
 ہر قسم کے خوف و خطر سے بے نیاز ہو کر اور تیرا ہی سہارا لے کر لکھی ہے!

اے اللہ! اے عِیْبُ الدَّعَوَاتِ اور اے ہادیِ راہِ مستقیم! اگر میرا یہ اقدام صحیح ہے اور خلوص
 پر ہی محمول ہے تو تو میری اس سچی کو قبول فرما اور میری مدد فرما اور اس کتاب کو مودودی کے گمراہ
 کیے ہوئے اور راہِ حق سے بھٹکائے ہوئے نیک نیت مسلمانوں کی اصلاح اور ان کی ہدایت
 کا ذریعہ بنا! (امین)

اے اللہ! اے احکم الحاکمین! مملکتِ اسلامیہ پاکستان کو دشمنانِ اسلام کے تباہ کن عزائم
 سے محفوظ و مامون رکھ اور دشمنانِ اسلام اور دشمنانِ پاکستان کو ہمیشہ ہمیشہ مغلوب اور ذلیل و
 خوار رکھ۔ (امین)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ - مُرَّتَب

نشاہ

☆ لکڑے آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لاتے اور پھیلاتے
رکتے ہیں؛ تو پڑھیے !



☆ لکڑے احکم الحاکمین کی عدالت میں پیش ہونے کا یقین اور
ایمان نہیں ہے؛ تو نہ پڑھیے !



☆ لکڑے آپ صحابہ کرام کو نطفہ انداز کر کے مودودی کو
معیار حق سمجھتے ہیں؛ تو نہ پڑھیے !



☆ لکڑے آپ فرمان رسول اور اقوال صحابہ کے مقابلے میں مہفوات
مودودی کو مقدس سمجھتے ہیں؛ تو ہرگز نہ پڑھیے !

(مرتب)

پیش لفظ

حقیقت میں یہ کتاب صرف کتاب ہی نہیں ہے بلکہ اُن خوابیدہ اور غافل قسم کے سیاسی اور مذہبی حیثیت رکھنے والے ممتاز علماء کے لیے ایک مفصل اور بیدار کن ”تعمیری استفتاء“ اور مودودی کی اسلام کش تحریبی سرگرمیوں اور اُس کی بدعتیہ کی ایک بالاختصار اور ”مفصل فہرست“ بھی ہے جو مذہبی اور سیاسی طبقوں میں خصوصی اور ذمہ دارانہ حیثیت رکھنے کے باوجود مجدد الضالین ابوالافتراق مودودی کی مودودیت سے اب تک صحیح طور پر بے خبر اور غیر متعلق رہے ہیں اور جو مودودی کی بدعتیہ کی اور ضلالت و بے راہ روی اور اس کے عالم اسلام میں تجدید و احیائے دین و اقامت دین کے محض نمائشی اور خوشنما مگر انتہائی پُر دجل و پُر فریب ڈھونگ کا مکمل طور پر مطالعہ نہ ہونے کے باعث چند علمائے کرام ہی کی خدمات کو مودودیت کے استیصال کے لیے کافی تصور کرتے رہے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ بعض علمائے کرام اور بعض ایسے حضرات جو ایمان اور حُبِ سُول سے عاری اور محض ریاکارانہ سنجیدگی کو ہی ایمانِ کامل تصور کرتے ہیں وہ میرے تبصروں کے الفاظ کو ابتداءً ضرور ثقیل اور کرخت محسوس کریں گے لیکن اگر اُن کے سینوں میں عقل و علم، دیانت و انصاف کی کوئی عظمت اور حیثیت ہوگی اور ملک و ملت کی بھی ان کے دلوں میں کوئی قدر و قیمت ہوگی تو یقیناً اُن کو میرے تبصروں کے وہ ثقیل اور کرخت الفاظ مودودی کے ان تمام پیش کردہ اقتباسات کی صحت کا اصل عبارتوں سے موازنہ کر لینے کے بعد میری کتاب میں کسی جگہ کوئی ثقالت اور کرختگی محسوس ہونے کے بجائے مودودی کے اقتباسات

میں ہی شدید قسم کا تعفن اور نمایاں قسم کا کھنہ نظر آئے گا۔

نیز میں اس حقیقت کو بھی ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میرے ان تبصروں میں جتنے الفاظ بھی گراں بار اور ثقیل قسم کے استعمال ہوئے ہیں وہ سب کے سب بالکل بے ساختہ اور غیر اختیاری طور پر ہی استعمال ہوئے ہیں جن میں فی الحقیقت میرے ارادے کو کوئی دخل نہیں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تبصروں میں استعمال کردہ وہ غیر اختیاری یا یہ الفاظ دیگر القائی خطابات بظاہر قواعد صرف اور ترکیب نحوی سے تو کچھ آزاد سے نظر آتے ہیں لیکن مودودی صاحب کا اپنا ذاتی اور الہامی خطابی اسم ”ابوالاعلیٰ“ تو ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد نظر آتا ہے؛ اور جس طرح مودودی صاحب اپنے اس خطابی اسم خاص کو تبدیل کرنے یا اس کا جواز شرعی بتلانے سے قاصر یا عاجز ہیں ٹھیک اُسی طرح میں بھی اُن کے ان غیر اختیاری القائی خطابات کو تبدیل یا حذف کرنے یا اُس کا جواز بتلانے سے عاجز اور قاصر ہوں۔ لیکن کسی فیصلہ بردہ میں مودودی صاحب اگر بالمقابل بیٹھنے کی جرأت اور ہمت کر سکتے ہیں تو میں اپنے تمام پیش کردہ القائی خطابات کا نہ صرف جواز ہی بلکہ اُن کے استعمال کی ضرورت بھی ثابت کر سکتا ہوں۔

خادم الاسلام عبد الحمید غفر اللہ عنہ

بنوں سٹی۔ مغربی پاکستان

۷ سنہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۳/۴/۶۲ء

۱۔ اور اس بات سے تو کوئی بھی ذی علم اور موقد مومن انکار نہیں کر سکتا کہ عالم اسلام میں تجدید و احیائے دین و اقامت دین کے ایک علمبردار اور عظیم دعوے دار مجدد اعظم کے لیے اپنے موروثی اسم خاص ”ابوالاعلیٰ“ کو پسند اور قبول کیے رکھنا ضرور ہے۔ اُن کے ”اَنَادِبُكُمْ الْاَعْلٰی“ جیسے مشرکانہ اور کافرانہ دعوے سے کہیں زیادہ قابلِ لعنت کفر اور گناہ اکبر ہے۔ ۱۲

اندازِ مخاطب

تم دوسروں کے مذہب و ملت اور اُن کے بزرگوں کی شان
میں بُرے الفاظ مت استعمال کرو کہیں وہ بھی تمہارے مذہب
اور تمہارے بزرگوں کی شان میں بُرے اور نازیبا الفاظ استعمال
کرنے لگیں۔ (خلاصہ فرمانِ نبوی)

۲۵ سال سے مسلسل علماءِ کرام اور دیگر اہل علم و قلم حضرات مودودی اور اُس کی پُر فتنہ
جماعت کی اصلاح کے لیے نہایت ہی متین اور سنجیدہ مصلحانہ و مشفقانہ اور مفاہمانہ انداز میں
کتاویں اور رسالے، ادارے اور مراسلے، مضامین اور کتابچے لکھ لکھ کر شائع کرتے اور کرتے
رہے ہیں مگر اسلام کا باغی اور مغربی ایجنٹ، ناخلف اور گستاخ مودودی اور اس کے مغربی دلدادہ
اور سرکش جماعتی افراد اپنی مذہبی اور ملی سرگوشیوں اور تحریبی سرگرمیوں سے باز نہ آ سکے۔ اس لیے
جہاں حکومتِ پاکستان نے انہی اسلام گنش اور ملی تحریبی سرگرمیوں کو شدت کے ساتھ محسوس کیا
اور فوری طور پر اُن کے خلاف تادیبی اور اصلاحی اقدام کو ضروری سمجھا، میں نے بھی اسلام اور
علماءِ اسلام اور ملتِ اسلامیہ کی بقا اور اس کی عزت کے پیش نظر سختی کے ساتھ ہی قلم اٹھانا
اس لیے ضروری اور مفید سمجھا کہ ان شاطروں پر علامہ نرم و نازک بے اثر ثابت ہو چکا ہے لیکن یہ بھی ممکن
ہے بعض ریاکار اور محض سنجیدگی کی پرستش کرنے والے حضرات میرے اس غیر اختیاری اور وابستہ
اندازِ مخاطب کو بیجا اور ناروا تصور کریں اس لیے میں ان کی خدمت میں یہ بات ضروری طور پر پیش
کروں گا کہ مودودی اور اُس نے پُر فتنہ خصوصاً جماعتی اسناد انتہائی دجل و
فریب سے کام لے رہے ہیں اگر وہ خود کو امتِ مسلمہ سے علیحدہ ظاہر کرتے اور محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے علی الرغم کسی نئے دین کے مدعی ہوتے اور نفاق و
دجل سے کام لینے کے بجائے کھل کر واشگاف الفاظ میں اپنے پُر دجل و پُر فریب و من ماسنے
اسلام اور ایمان کا اعلان کرتے تو یقیناً میرا یہ اندازِ مخاطب نہ ہوتا اور میں اپنے اس اندازِ خطا
کو فرمانِ نبوی کے خلاف سمجھتا مگر وہ چونکہ خود کو بظاہر اسی دین کا علمبردار کہتے ہیں جسے خدا کے

آخری پیغمبرؐ نے دنیا کے سامنے پیش کیا اور فی الحقیقت باطن میں اس دین کی جڑوں کو کاٹ رہے ہیں جیسا کہ مٹر مودودی کی تحریف قرآنی توہین رسالت، تنقیص صحابہ، تفضیک سلف الصالحین، تذیل اکابرین امت اور تخریب ملک و ملت جیسی نامتابل برداشت جبرأت و جبارت سے ظاہر ہے۔ اس لیے ۲۵ سالہ تمام مصلحانہ کوششوں سے گذر جانے کے بعد تشدد اختیار کرنا بھی اسی طرح ضروری ہو چکا ہے جس طرح کسی مسلمان کے مرتد ہوجانے کی صورت میں شرعاً اس کا قتل ضروری ہو جاتا ہے۔ میری اس کتاب کو مکمل پڑھ لینے کے بعد میرے اندازِ مخاطب کو بیجا اور ناروا کہنے والے صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں کہ جن کا دل و دماغ اور جن کا سینہ نہ صرف ایمان اور حب رسول سے عاری اور صحابہ کرام و سلف الصالحین کی عقیدت سے ہی محروم اور کورا ہوگا بلکہ مملکت پاکستان اور ملت اسلامیہ کی محبت اور ہمدردیوں سے بھی خالی اور بیگانہ ہوگا۔

یہیجے میں اپنے اندازِ مخاطب کی صحت اور اس کے جواز میں ”فرمانِ مودودی بھی پیش کیے دیتا ہوں ملاحظہ فرمائیے

(۱) (رسالہ مسائل حصہ اول ص ۲۳۶ بعنوان ”جزئیات شرع اور مقتضیات دین“)

مجھے یہ معلوم کر کے تعجب ہوا کہ آپ اہل دین کے ساتھ بھی چاہتے ہیں کہ وہی سلوک کیا جائے جو منکرین کے ساتھ ہونا چاہیے نیز یہ کہ آپ نے فقط نرمی ہی کو تقاضائے حکمت سمجھا ہے، حالانکہ قرآن و سنت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حق کے ماننے والوں سے جب خلافِ حق اقوال کا صدور ہو تو ان کے ساتھ ان لوگوں کی بہ نسبت مختلف برتاؤ کیا جاتا ہے جو دوسرے سے حق کو نہ ماننے والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے نیز یہ کہ اللہ اور رسولؐ نے جہاں بعض مواقع پر انتہائی نرمی برتی ہے اور وہ عین مقتضائے حکمت ہے بعض دوسرے مواقع پر سخت لب و لہجہ بھی اختیار کیا ہے اور تیز و تند الفاظ سے بھی کام لیا ہے اور وہ بھی مقتضائے حکمت ہی رہا ہے۔

”فرمانِ مودودی“

لے مٹر مودودی کی یہ تمام جبرأت و جبارت کتاب ہدایں بالتشریح و بالوضاحت مع حوالجات و اقتباسات مدلل اور مکمل طور پر ناقابل تردید انداز میں ثابت کی گئی ہے۔ ۱۷، ۱۸ دارالاسلام پبلیکیشنز میں مودودی صاحب کی کس تقریر کے اندازِ مخاطب پر تشدید قسم کی مکتہ چینی ہوئی تھی جس کے جواب میں یہ فرمانِ مودودی جاری ہوا تھا۔

تشکر - تمہید - التماس

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور درود علی نبینا محمد وآلہ واصحابہ واہل بیتہ کے بعد سب سے پہلے میں حکومت پاکستان کو مودودی اور جماعت مودودی کے خلاف بروقت تادیبی کارروائی کرنے پر بخیر صفت مبارک باد پیش کرتا ہوں اور بارگاہ مجیب الدعوات میں دست بہ دعا ہوں کہ اے اللہ تو حکومت پاکستان کے اس مبارک اقدام کو عالم اسلام میں پھیلانی جانے والی مودودی کی اس اسلام کش خفیہ سازش اور اس کی تخریبی سرگرمیوں کے خاتمے کا کامیاب ذریعہ بنا۔ (امین)

ناظرینے کرام! اب مودودی کی تصنیفات وتالیفات اور اس کے بعض غیر شعوری اخباری بیانات اور اس کی منظم اور خفیہ تخریبی سرگرمیوں سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مودودی اور اس کی جماعت کے خصوصی افراد نہ صرف اسلام اور ملت اسلامیہ کے لیے ہی بلکہ مملکت پاکستان کے لیے بھی چھپے ہوئے اور خطرناک دشمن ہیں۔ اور اب یہ حقیقت ناقابل تردید صورت میں واضح ہو چکی ہے کہ مودودی اور مودودی کی ماڈرن ٹائپ جماعت کے خصوصی افراد اپنی چال کردہ خفیہ طاقت اور مخداتہ و پرفریب طرز و تنظیم اور اسلام کش مطبوعہ تصنیفات کے ذریعہ امریکی اور فرنگی ساختہ ماڈرن اسلام پھیلا کر نہ صرف ملت اسلامیہ کے قلوب سے روح اسلام ہی نکال دینا چاہتے تھے بلکہ لفظ اسلام اور جمہوریہ اسلامی اقتدار کے خوشنما نعروں کے سہارے مملکت اسلامیہ پاکستان کی جڑوں پر بھی درپردہ کلھاڑے چلا رہے تھے۔ اس لیے تمام علماء پاکستان کا اولین فرض ہے کہ وہ فوراً ہی شریعت محمدی کا پوسٹ مارٹم کرنے والے تجرید و احیائے دین اور اقامت دین کے دعویدار مودودی کے گمراہ کن عقائد اور اس کی اسلام کش تخریبی سرگرمیوں کو منظم اور متحد ہو کر عوام میں بے نقاب کریں تاکہ نادانف اور سادہ لوح عوام باخبر ہو کر مودودی کی بدعتیہ کی اور ضلالت و بے راہروئی سے نہ صرف خود محفوظ رہ سکیں بلکہ حکومت سے اس کی تمام گمراہ کن مطبوعات بھی ضبط و تلف کرائیں اور دیگر ممالک اسلامیہ کے عوام کو بھی مودودی کی اسلام کش تنظیم اور خفیہ سازش سے

باخبر کرا سکیں۔ مقام حیرت اور افسوس ہے کہ بعض ذی اثر اور مقتدر علماء حق تو اپنے کثرتِ مشاغل اور انہماکِ درس و تدریس کے باعث مودودی کی تصنیفات و تالیفات کا مطالعہ کرنے سے قاصر رہے۔ اور بعض ذی اثر مگر زمانہ سازی سے بے نیاز سادہ لوح اور صوفی منش علماء حق نے مودودی کی تصنیفات و تالیفات کے مطالعہ کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ اور بعض زمانہ ساز اور حق گوئی سے محروم، علماء عصر مودودی کی ذاتی وجاہت و ٹیپ ٹاپ اور کرد و فر اور اس کی پُر فریب و خوشنما ادارت سے مرعوب و متاثر ہو کر اس کے خلاف قلم اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے۔ اور بعض علماء نے کسی خاص خوشگمانی اور مدارس عربیہ کے لیے عرب کے شاہی خزانوں سے دلائی ہوئی لاکھوں امدادی امیدوں کے باعث اس کے خطرناک معائب اور عزائم سے باخبر ہونے کے باوجود نہ صرف بے نقاب کرنے کی خود کوششیں نہیں کیں، بلکہ بعض اُن بیدار مغز مجاہد اور ہوشمند علمائے حق کے قلم و سخن کو بھی روکنے کی تدبیریں کیں جنہوں نے مودودی کی بد عقیدگی، کفریات و ضلالت اور اس کی بے راہروی کا بہ نظر غائر مطالعہ کر کے اس کی ماڈرن جدیدیت اور جدید اسٹائل کی اپٹوڈیٹ حدیث کو تاڑا اور بھانپا اور منظر عام پر لانے کی کامیاب کوششیں کیں اور معقول انداز میں خفیہ سرمائے سے بے نیاز رہنے کے باوجود حسب استطاعت کتابیں لکھیں اور شائع کرائیں۔ میں انتہائی سنجیدگی اور دعوے سے کہتا ہوں کہ صرف مودودی جماعت کے چند وظیفہ خوار ہمدرد و ہمنوا ایمان فروش اور عقل و ایمان سے کو محض نام نہاد علمائے متفقین کے سوا تمام عالم اسلام کے اکابر علماء کرام و مفتیان عظام میں کوئی بھی عالم اور مفتی دین ایسا نہیں جو مودودی کی خصوصی تصنیفات و تالیفات کے کفریہ اور گمراہ کن اقتباسات کا مطالعہ کر لینے کے بعد باخبر ہو کہ بھی مودودی یا اس کی جماعت کے خصوصی افراد کو مسلمان یا راہمنائے اسلام کہنے کی جرأت اور جسارت کر سکے۔ مودودی کی تصنیفات و تالیفات اور اس کے بعض جرائد و اقتباسات اور غیر شعوری متضاد اخباری بیانات نہ صرف کفریہ ہی ہیں بلکہ اس قدر ذلیل اور رکیک، لغو و بے معنی بھی ہیں کہ جن کو پڑھنے کے بعد ہر سمجھ دار پڑھا لکھا حق پرست انسان مودودی کو بے ساختہ فاجر العقل اور پاگل

کہنے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض علماء کرام نے مودودی پر فائز العقل اور پاگل
 ہونے کے ہی شبہ میں کفر کا حکم لگانے سے گریز کیا ہو کیونکہ مودودی نے خود بھی اپنی کتاب
 ”مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش“ حصہ سوم میں اپنے پاگل ہونے کا پختہ یقین دلانے کیلئے ایک ایسا
 ناقابل تردید گرتلا دیا ہے کہ جس کو پڑھ لینے کے بعد مجال نہیں کہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا ڈاکٹر
 یا برسرِ یا بڑی سے بڑی ہائی اتھارٹی بین الاقوامی عدالت کا کوئی بڑے سے بڑا چیف جسٹس بھی
 مودودی کے پاگل اور فتوری ہونے میں شک پیدا کر سکے! بہر حال شرعی حیثیت سے مودودی
 پر کفر کا حکم لگانے میں تقویٰ اور احتیاط کے تحت صرف فائز العقل اور پاگل ہونے کا ہی سہارا لیا
 جاسکتا ہے۔ لیکن مودودی کے بتلائے ہوئے گروے بے نیاز ہو کر اگر حقیقت اور واقعیت پر غور
 کیا جائے تو مودودی کو فائز العقل اور پاگل سمجھنے اور کہنے کے بجائے فی الحقیقت ذنی المعنیٰ ذنی الواقعہ
مُخْرِبِ سِلاَم، مفسدِ دین، فتنیٰ اعظم، علمائے حق کا دشمن، بے عمل مکار ملا، ملک و ملت کا خطرناک
 دشمن، ہوس اقتدار میں عقل و شعور، دین و ایمان کھو بیٹھنے اور ہار دینے والا ناکام سیاسی شاطر،
 گمراہ ہوئے درجے کا تجزیاتی لیڈر یا مغربی ممالک کا خفیہ ایجنٹ ہی سمجھا اور کہا جاسکتا ہے!
 لیکن بعض لوگ جو ایمان اور اسلامی حیثیت سے بیگانہ اور حسبِ رسولؐ سے عاری اور محض بیکارانہ
 سنجیدگی کو ہی ایمان کا حاصل سمجھتے ہیں وہ مودودی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات
 کے خلاف قلم کی شہ زوری، صحابہ کرام پر تنقید، تابعین، تبع تابعین، مجتہدین، محدثین اور فقہائے
 امت کی بے جا اور بے باکانہ تنقیص اور علمائے متقدمین و متاخرین اور صلحائے امت و مجددِ دین
 زمانہ کی ناجائز تضحیک و توہین کو جزوِ ایمان، خدمتِ دین اور اقامتِ دین کا ذریعہ تصور کرتے
 ہیں (لعنت ہو اللہ کی ایسی آزاد اور ذلیل ذہنیت اور گمراہ کن شریر جماعت پر) لیکن
 مودودی کے خلاف اگر جائز اور ضروری تنقید کی جائے یا ان کے مراتب اور صحیح استحقاق کے
 مطابق ناقابل تردید اور حقیقی خطابات سے مخاطب کیا جائے تو فوراً ہی چپیں بجیں اور سیخ پا
 ہو جاتے ہیں اور نہ صرف کھمبے ہی نوچتے پھرتے ہیں بلکہ در و دیوار سے اشتہارات اور پوسٹر بھی

پھاڑتے پھڑاتے اور نوچتے پنچراتے پھرتے ہیں اور بعض کج فہم لوگ جو محض ریاکارانہ سنجیدگی یا صرف مودودی کے احترام کو ہی ایمان کا حاصل اور سلام کامل تصور کرتے ہیں، وہ ادارے اور مراسلے لکھ لکھ کر چھینا چلانا اور دوا بلا شروع کر دیتے ہیں کہ ”دیکھو جی یہ دقیانوسی پرانی روش والے لکیر کے فقیر مولوی، حضرت مولانا قبلہ کی شان میں کیسی کیسی گستاخیاں اور ناروا حملے کر رہے ہیں اور بے بنیاد الزامات لگا کر ہماری دینی خدمات اور اقامت دین کی راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں!“ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ پہلے اپنے ایمانوں کا صحیح طور پر جائزہ لیں اُس کے بعد اپنے پیر میاں مودودی کی نہ صرف دریدہ دہشتی، بد لگامی اور قہمی ہفوات کا ہی بلکہ ان کی عربی دانی اور فصاحت و بلاغت اور اسلوب زبان کا اور ان کے علم و تقدس اور ہوس اقتدار کا بھی محاسبہ کریں اور دیانت داری سے فیصلہ کریں اور جائزہ لیں کہ آپ کے قبلہ حضرت مولانا نے دین میں فتور پیدا کرنے اور ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے پیشوایان اسلام کی شان میں کس درجہ رکیک اور بیہودہ حملے کیے ہیں اور اسلام اور علماء اسلام کے خلاف منافرت اور بغاوت پھیلانے کے کیسے کیسے خطرناک گمراہ کن اور اسلام کش تحریبی طور طریقے مسجائے اور پھیلاتے ہیں جس کے استیصال کے لیے جو اب ۲۵ سال تک انتہائی سنجیدگی اور اعلیٰ اسلوب زبان کے ساتھ با اصول اور معقول انداز میں علماء کرام اور دیگر اہل علم و قلم حضرات کی طرف سے بھی بے شمار کتابیں اور رسالے لکھے گئے ہیں جن کی ایک مختصر فہرست بھی رسالہ ہذا کے آخر میں مفصل درج کر دی گئی ہے۔ اگر حق پرستی اور صداقت شعاری اور ایمان کا ادنیٰ حصہ بھی حاصل تھا تو بجائے ردئے دھونے اور بسخ پا ہو جانے یا عقل و شعور کھو بیٹھنے اور شرافت کے خلاف جیا اور ایمان سوز متعلطات بکنے کے کسی ایک ہی الزام کی صحیح طور پر تردید کر کے اپنے اور مودودی کے نہ صرف سچے اور صحیح مسلمان ہونے کا ہی ثبوت پیش کرتے بلکہ مودودی کی عربی دانی اور اس کے مستند عالم ہونے کا بھی ثبوت پیش کرتے۔ مودودی یا جماعت مودودی کے ”پیشوائے اعظم“ انجمنی ابراہام بن کن (سابق صدر امریکہ) کے مقولے اپنی کتاب کے سرورق

پیش کرنے سے ملت اسلامیہ اور امت محمدیہ ہرگز یہ نہیں سمجھ سکتی کہ مودودی کی جماعت اسلامی جماعت ہے۔ اسی طرح دفتر جمعیتہ العلماء ہند دہلی میں روزنامہ اخبار الجمعیتہ کی ساٹھ روپے ماہوار نوکری کے ذریعہ علماء کرام کے دسترخوان کی ریزہ چینی کرنے یا ان کا پس خوردہ کھا لینے سے اور مولانا احمد سعید ناظم جمعیتہ العلماء ہند مرحوم دہلی کے خصوصی اور مشفقانہ رجحان اور التفات سے مستفیض ہو کر کچھ عربی زبان سیکھ لینے سے مودودی کو بھی مستند عالم یا ماہر عربی داں نہیں سمجھا جاسکتا اور رابطہ عالم اسلامی (مکہ معظمہ) کی مجلس تاسیسی کی ممبری کے پروپیگنڈا کرتے رہنے سے بھی مودودی کو مستند عالم یا ماہر عربی داں نہیں سمجھا جاسکتا؛ مودودی صاحب کی عربی دانی اور ان کے عالمانہ رنگ و روپ کا پول تو ان کی لغو، لایعنی اور گمراہ کن بست پارہ تفسیر ہم القرآن سے ہی کھل چکا تھا اور عرب جابجا کہ ہمیشہ اردو زبان میں ہی تقریریں کرتے رہنے اور عربی زبان کا مترجم ساتھ رکھنے سے تو مودودی صاحب کی عربی دانی کا رہا سہا بھانڈا بھی پھوٹ گیا۔ اب تو یہ بات ایک معمولی پڑھا لکھا انسان بھی اچھی طرح سمجھ چکا ہے کہ جب کہ مودودی صاحب نہ عربی زبان بول سکتے ہیں اور نہ عربی زبان میں تقریریں کر سکتے ہیں اور نہ عربی زبان میں لکھی ہوئی کوئی تقریر بھی معقولیت کیساتھ صحت الفاظی سے پڑھنے کی حیثیت اور مستند دیکھتے ہیں تو پھر انکے قرآن کریم کے ترجمے اور ان کی

۱۔ ”وزیر داخلہ کے الزامات اور ان کی حقیقت“ نامی ایک لایعنی اور پُر دجل کتاب سید کاظم علی صاحب نے جنوری ۱۹۶۲ء میں جماعت اسلامی کراچی یعنی عالم اسلام میں تجدید و احیائے دین و اقامت دین کے علمبرداروں کی طرف سے ”مشہور پریس“ کراچی سے چھپوا کر شائع کی ہے جس کے سرورق پر بجائے آیت تدرائی یا حدیث رسول یا فرمان صحابہ کرام، اپنی حقیقی اور فطری اور خلقی جبلت اور پولٹیکل روایات کے مطابق ابراہیم لیکن کا ایک مقولہ بشکل حدیث درج کیلئے اور اُس کے نیچے ”ابراہیم لیکن“ عربی رسم الخط میں اور ایسے انداز میں لکھا ہے کہ معمولی پڑھا لکھا نیک نیت اور خوشگمان مسلمان اس کو پڑھ کر بے ساختہ یہی تصور کرے گا کہ ”ابراہیم لیکن“ اس مندرجہ حدیث کے راوی کسی صحابی کا نام ہو گا۔ (مرتب)

تفسیر تفہیم القرآن کو کیسے صحیح سمجھا جاسکتا ہے؛ جبکہ قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر لکھنے کے لیے نہ صرف عربی زبان کے بولنے اور لکھنے پر ہی قادر ہونا ضروری ہے بلکہ کسی ایسے ماہر اور کامل عالم راسخ العقیدہ، صالح الاعمال استاد کی شاگردی بھی ضروری ہے جو تفسیر و احادیث کے درس و تدریس پر بھی پورا پورا عبور رکھتا ہو؛ چونکہ مودودی صاحب ایسے حامل الصفات استاد کامل کی شاگردی سے بھی محروم اور آزاد ہیں اور عربی زبان بولنے اور لکھنے پر بھی قادر اور ماہر نہیں ہیں اس لیے مودودی صاحب کا کیا ہوا، قرآن کریم کا بے روح و بے جان، بھونڈا اور کثیر الاغلاط و لالیعی ترجمہ اور ان کی گمراہ کن تفسیر یقیناً سمندر ہی کی نذر کر دیے جانے کے قابل سمجھی جاسکتی ہے؛ لیجیے مودودی صاحب کے ادبی، مذہبی اور سیاسی تہجد اور تہجد کا صحیح، مکمل اور مدلل خلاصہ اور ان کی فصیح و بلیغ، شستہ و شائستہ عبارتیں بغیر کسی ترمیم و تفسیح اصل مفہوم کے ساتھ اور ناور قسم کے ادبی، مذہبی اور سیاسی شہ پارے بھی مع مفصل حوالہ جات علی الترتیب الگ صفحات میں ملاحظہ فرمائیے اور دیانت داری سے اور ایمان کی روشنی میں فیصلہ فرمائیے کہ مودودی صاحب فی الحقیقت کن خطابات اور کس قسم کی تواضع اور خدمات یا صلے کے مستحق ہیں اور ساتھ ہی مودودی صاحب کے خصوصی صالحین و قانتین اور ان کے ہمدرد و ہموا مجسمہ مخلص علماء متفقین کے ایمانوں کا بھی اندازہ لگائیے کہ ان کے سینوں میں بھی صحیح عقل و ایمان اور دیانت کا کوئی ذرہ یا شائبہ نظر آتا ہے؛ یا محض ریاکارانہ طور پر اسلام اسلام پکار کر جھوٹی دینداری اور نام نہان اسلام پرستی کا ڈھونگ کسی خاص اور خفیہ پالیسی اور تجارتی مقاصد کے لیے ہی بچایا جا رہا ہے۔ عبدالحیہ غفرلہ

مودودی صاحب کی گمراہی اور ان کے اسلام کش تہجد اور تہجد کا خلاصہ

(۱) پیغمبرانہ منصب کو چیلنج کر کے من گھڑت قاعدے کلموں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود و نواہی کو مجروحہ دور میں شرابیوں کو دروں کی اور زانیوں کو سنگسار کرنے

کی چورس کو ہاتھ کاٹ دینے کی قرآنی سزاؤں کو نفع و زیانِ ظلم اور دُہرا ظلم قرار دینے اور انکے نفاذ کو ناقابلِ عمل ثابت کرنے والے مخرِبِ اسلام اور مفسدِ دین کو کون سے اسلامی اور شرعی قاعدے یا لالچ یا خوف یا مصلحت کے تحت مسلمان سمجھا جاسکتا ہے ؟ اور عالمِ اسلام کا وہ کون سا عالم یا مفتی دین ہے جو قرآنی حدود کو ظلم اور ان کے نفاذ کو ناقابلِ عمل کہنے والے گمراہ اور فتنینِ عظم کو مسلمان کہہ سکتا ہے ؟

(۲) سورۃ البقرہ کی ۲۹ ویں، سورۃ بنی اسرائیل کی ۴۴ ویں، سورۃ حٰسَم سجدہ کی ۱۲ ویں اور سورۃ المائدہ کی تیسری اور سورۃ نوح کی ۱۵ ویں آیات شریف اور دیگر بے شمار ہم معنی آیات قرآنی کے معانی اور مسئلہ مفہوم و تفسیر میں صریح تحریف کر کے سات آسمانوں کے مسئلہ اور متفقہ عقیدے میں ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد امتِ محمدیہ میں پہلی بار اختلاف اور فتور پیدا کرنے والا اور سردارِ دُعا عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث صحیحہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ واقعہ معراج کی تفصیل کو ٹھکرا کر محمدینِ زمانہ کی کھلی تائید کرنے والا کیا مخرِبِ اسلام، مفسدِ دین اور فتنینِ عظم نہیں ؟

(۳) سورۃ البقرہ کی ۶۳ ویں، سورۃ النساء کی ایک سو ۵۵ ویں، سورۃ اعراف کی ایک سو ۷۱ ویں آیات شریف کی تفسیر میں قرآنی مطالب اور مفہوم کے صریح خلاف اور تمام علمائے جمہور کی متفقہ تفسیر اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیان کردہ روایات اور توضیحات کے خلاف بغیر کسی حوالہ و استدلالِ دینیہ نہ فتح طور کا بصورتِ دجل انکار کرنے والا کیا مخرِبِ اسلام، مفسدِ دین و ایمان اور فتنینِ عظم نہیں ؟

(۴) سورۃ آل عمران کی ۳۷ ویں آیت شریف کے ترجمے میں (فصاحت و بلاغت کا امتناہی گھنڈ رکھنے کے باوجود) گستاخانہ اور بھونڈا لب و لہجہ اور بے ہودہ اندازِ بیان اختیار کر کے اس کی تفسیر میں حضرت مریم علیہ السلام کے سر پرست حضرت زکریا علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرنے والا کیا مخرِبِ اسلام و مفسدِ دین اور فتنینِ عظم نہیں ؟

(۵) سورۃ النساء کی ایک سو ۵۰ ویں آیت شریف کی تفسیر میں نہ صرف تمام علماء امت اور تابعین و صحابہ کرامؓ کے ہی بلکہ سردارِ دُعا عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ مبارک کے بھی صریح خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفعِ جہانی کے عقیدے کا بصورتِ دجل انکار کر کے اس میں شکوک و خفشات پیدا کرنے والا کیا مخرِبِ اسلام و مفسدِ دین و ایمان نہیں؟

(۶) سورۃ النجم کی تیسری چوتھی اور دیگر ہم معنی آیات شریف کو صریح ٹھکرہ کر اللہ کے رسولؐ کی بیان کردہ واضح اور متعدد اور مسلسل پیشین گوئیوں کو لغو و بالہ محض قیاس، اندیشہ اور افسانہ ثابت کرنے والا کیا مخرِبِ اسلام اور منکرِ حدیث نہیں؟

(۷) محض اپنی ذاتِ گرامی کو آٹومیٹک طریقے پر نہ صرف مجد و کامل ہی بلکہ نیرا سٹائل مہندی بھی منوانے اور ظاہر کرنے کے لیے ایک حدیثِ رسولؐ کے مفہوم کو (اپنی گمراہ کن زورِ بیانی کے ذریعہ اس کے مشہور معانی پر تنقید اور اس کی پُر پیچ تشریحات کے ذریعہ عام ذہنوں کو اپنا اور اپنی جماعت کا گرویدہ اور معتقد بنانے کے لیے) غلط استعمال کرنے والا، اور امامِ مہدی علیہ السلام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تفصیلات و علامات کو بصورتِ دجل لا علمی ظاہر کر کے جھٹلانے والا کیا مخرِبِ اسلام اور مفسدِ دین و ایمان اور منکرِ حدیث اور زندقہ نہیں؟

(۸) خانہ کعبہ اور حرمِ پاک کے مقدس ماحول کی شرمناک اور غیر مہذب اور ناقابلِ برداشت حقارت آمیز الفاظ میں (بہ مشابہ اعدائے دین) تذلیل و توہین کر کے ارضِ بیت اللہ کو عبادت کی روح سے ہی خارج اور محروم بتلانے والا اور منتظمینِ کعبہ کی شان میں خالص اپنے ہی عیوب اور اپنی ہی اسلامِ فردشی اور قرآنِ فردشی اور دینِ فردشی کا عکسِ تھوپ کر ان کی شانِ مقدس میں بنارس اور ہردوار کے پنڈتوں اور جوگیوں کے توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے والا اور حجِ بیت اللہ کے فضائل و مناسک کی تبلیغ و تلقین کرنے والے علماء کرام کی شان میں ذلیل و رکیک بلکہ واجبِ التعزیر الفاظ میں دریدہ دہنی کرنے والا کیا دشمنِ اسلام و مفسدِ دین و ایمان، بد لگام اور فقیں اعظم نہیں؟

(۹) پیغمبر خدا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی وضع قطع، لباس و تمدن اور طرز معاشرت اختیار کرنے کو محض ڈرامے کی حیثیت بتلا کر سنت نبوی اور اُسودہ رسولؐ سے روگردانی اور آثار صحابہ کے انکار کا فتنہ کھڑا کرنے والا کیا خرب اسلام اور مفسد دین دایمان نہیں؟ اور کیا شعار اسلام اور سنت رسول کا کھلا دشمن نہیں؟

(۱۰) کنز الدقائق، ہدایہ، بدائع اور عالمگیری وغیرہ فقہ کی تمام کتب سے نفرت دلا کر قرآن و سنت رسول کی تعلیم کے لیے تمام سابقہ تفسیروں اور احادیث نبوی کے زخیروں کو بلا استثناء بیکار قرار دے کر قرآن کریم کو بغیر کسی اساد و تفسیر محض بہ نظر غائر مطالعہ کیے ہوئے پر تفسیر کو ہی تعلیم قرآن اور روح اسلام سمجھانے کے لیے کافی بتلانے والا کیا خرب اسلام، منکر حدیث، مفسد دین و ایمان نہیں؟ اور کیا علماء اہل سنت کا دشمن اور مغربی مبلغ نہیں؟ اور کیا ملت اسلامیہ کی تاریخ میں مودودی کی اس حیثیت جاہلیتہ کی اس سے بدتر بھی کوئی مثال مل سکتی ہے؟

ضروری وضاحت اور چیلنج

مندرجہ بالا قائم کردہ الزامات سے متعلق مودودی صاحب کی کتابوں کے اقتباسات انتہائے طوالت کے پیش نظر بالا اختصار مگر بغیر کسی ترمیم و تنسیخ اُن کے اصل مفہوم کے مطابق پیش کرتا ہوں۔ البتہ اُن کے حوالجات مکمل اور نہایت واضح تفصیل کے ساتھ مع عنوانات پیش کر رہا ہوں تاکہ ناظرین حضرات بہ آسانی مودودی صاحب کی کتابوں اور رسالوں میں اصل عبارتوں کو سیاق و سباق کے ساتھ پڑھ کر اور ملا کر اطمینان اور یقین حاصل کر سکیں کہ فی الحقیقت یہ پیش کردہ عبارتیں مودودی صاحب کی ہی اصل عبارتوں اور اُن کے مفہوم کے عین مطابق ہی بغیر کسی

تسمیم و تسخیر درج کی گئی ہیں۔ اور مسٹر مودودی کی دائمی شاطرانہ پہلوئی کا بھانڈا پھوٹنے اور پردہ چاک کرنے کے لیے بھانگ دھل کھل کر (بتائید حق) چیلنج بھی کرتا ہوں کہ مسٹر مودودی اگر بحالت موجودہ خود (جیسا کہ اُن کو اجازت حاصل ہے) یا کسی کی دلت سے یا رہائی کے بعد تین ماہ کے اندر اندر میری اس کتاب میں پیش کردہ ماخوذ اقتباسات کو اپنی اصل عبارتوں کے خلاف یہ ثابت کر دیں کہ میری عبارتوں کو توڑ موڑ کر پیش کیا گیا ہے یا عبارتوں کو اُن کے مفہوم کے خلاف پیش کیا گیا ہے تو اُن کو ہر ایسے منحرفہ اقتباس پر ایک ایک ہزار روپیہ علی الاطلاق جلسہ عام میں حاصل کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہوگا۔ آدمیدان میں اور کرد و تربید اگر حق و صداقت اور ایمان و دیانت کا کوئی ذرہ یا شائبہ سینے میں موجود ہے!

(مرتب)

الزام مع استدلال و تشریحات

”پیغمبرانہ منصب کو چیلنج کر کے من گھڑت قاعدے کلیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود توڑ کر موجودہ دور میں شرابیوں کو دُرّوں کی اور زانیوں کو سنگسار کرنے کی چوروں کو ہاتھ کاٹ دینے کی قرآنی سزاؤں کو نعوذ باللہ ظلم اور دہرا ظلم قرار دینے اور ان کے نفاذ کو ناقابلِ عمل ثابت کرنے والے عجز اسلام اور مفسدِ دین کو کون سے اسلامی اور شرعی قاعدے یا لالچ یا خوف یا مصلحت کے تحت مسلمان سمجھا جاسکتا ہے؟ اور عالمِ اسلام کا وہ کون سا عالم یا مفتی دین ہے جو قرآنی حدود کو ظلم اور ان کے نفاذ کو ناقابلِ عمل کہنے والے گمراہ اور فتنی اعظم کو مسلمان کہہ سکتا ہے؟

مَنْ يَهْدِدِ اللَّهُ فَلَامُضٌ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ

(تفسیریمات جلد دوم ص ۲۸ بعنوان قطعید اور دوسرے شرعی حدود)

تقریرات کے باب میں سب سے پہلے اس قاعدے کیلئے کو ذہن نشین کر لینا

(۲)

چاہیے کہ ہاتھ کاٹنے کی سزا اور دوسری شرعی حدیں صرف اسی جگہ نافذ کرنے کے لیے مقرر کی گئی ہیں جہاں مملکت کا نظم و نسق اسلامی اصولوں پر ہو اور تمدن و معاشرت کی ترتیب و تنظیم اسی طرز پر کی گئی ہو جو اسلام نے تجویز کیا ہے۔ اسلام کے اصول اور قوانین ناقابلِ تجزیہ ہیں۔ یہ صحیح نہیں کہ بعض اصول اور قوانین تو نافذ کیے جائیں اور بعض کو چھوڑ دیا جائے۔ (مودودی)

سب سے پہلے تو اس سلسلے میں **ابوالحکلیہ** صاحب مودودی سے یہ بات دریافت طلب ہے کہ کیا قرآن کریم کے احکام میں کہیں کوئی قاعدہ کلیہ شائع اسلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پیش کیا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا جناب کا درجہ اور منصب نعوذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بلند و بالا ہے؟ اور کیا قاعدے کلیوں کے ذریعہ احکامِ خداوندی میں بھی تغیر اور تبدل کر دینے کے خصوصی اختیارات جناب والا کو حاصل ہیں اور کیا عالم اسلام میں تجدید و احیائے دین اور اقامتِ دین کی اہم ترین ضرورتوں کے لیے جناب والا کو ہائی اسٹینڈرڈ پیمانے پر فل پاور ماڈرن ٹائپ مجدد اور نیا سٹائل حمدی بنا دیے جانے کے باعث قرآنی احکام میں ترمیم و تفسیح کر دینے کے یہ ضروری اور خصوصی اختیارات حاصل ہیں؟

دوسری بات قابلِ استفسار یہ ہے کہ کیا کسی انجمن یا جماعت کی طرف سے کسی صوبائی یا قومی اسمبلی میں کہیں کوئی ایسی تجویز یا تحریک پیش ہوئی تھی کہ تمام فواحش اور منکراٹ اور صنفی محرکات اور غیر شرعی دستور اور ظالم سوسائٹیاں تو بجنسہ قائم اور جاری رکھی جائیں لیکن صرف زانیوں کو سنگسار کرنے اور چوروں کو ہاتھ کاٹ دینے اور شرابیوں کو دڑے لگانے کی ان تین قرآنی سزاؤں کو لازمی طور پر نافذ اور واجب العمل قرار دیا جائے؟ یا بغیر کسی تفصیل، محض بعض اصول و قوانین نافذ کرنے اور بعض کو چھوڑ دینے کا کسی جگہ کوئی مطالبہ یا احتجاج کیا گیا تھا جو جناب کو یہ قاعدہ کلیہ اختراع فرمانے اور ذہن نشین کرانے کی زحمت گوارا کرنی پڑی۔

تیسری بات یہ بھی استفسار طلب ہے کہ شاہ محمود نے یہ تینوں قرآنی اور شرعی سزائیں

بھی ایسے گندے حالات میں خلافتِ قاعدہ کیوں نافذ کی جوتی ہیں کہ جہاں آپ کے الزام کے مطابق نہ اسلام کا علم ہے، نہ اسلامی اخلاق، نہ اسلامی زندگی بلکہ ہر طرف جہالت، گندگی، طمع، بے حیائی، دنیا پرستی، بد اخلاقی، بد انتظامی اور عام باشندوں کی ہر طرح کی گری ہوئی حالت نظر آتی ہے یعنی ہندوستان اور پاکستان سے بھی کہیں زیادہ گرا ہوا معاشرہ سعودی عرب میں موجود ہے تو کیا جناب کی غم خواری کے مطابق وہاں کے عام لوگوں کی میٹھیں روزانہ کوڑوں سے داغدار کی جاتی ہیں؟ اور کیا وہاں ہزاروں لوگوں کے روزانہ ہاتھ کاٹے جا رہے ہیں؟ اور کیا وہاں سینکڑوں آدمیوں کو روزانہ سنگسار کیا جاتا ہے؟ اگر نہیں تو جناب کا یہ قاعدہ کلیہ لغو و لا یعنی اور خرب اسلام کیوں نہیں؟ (مرتب)

(تقیہات جلد دوم ص ۲۸۱ بعنوان قطع ید اور دوسرے شرعی حدود)

جہاں ہر طرف بے شمار صنفی محرکات پھیلے ہوئے ہوں اور ازدواجی رشتے کے بغیر خراہشات کی تسکین کے لیے ہر قسم کی سہولتیں بھی موجود ہوں، جہاں معیارِ اخلاق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو کچھ بہت معیوب نہ سمجھا جاتا ہو، ایسی جگہ زنا اور قذف کی شرعی حد جاری کرنا بلاشبہ ظلم ہوگا۔ اس لیے کہ وہاں ایک معمولی قسم کے معتدل مزاج اور نسیمِ انصاف آدمی کا بھی زنا سے بچنا مشکل ہے، اور ایسے حالات میں کسی شخص کا مبتلائے گناہ ہونا یہ نتیجہ نکالنے کے لیے کافی نہیں ہے کہ وہ غیر معمولی قسم کا اخلاقی مجرم ہے۔ رجم اور کوڑوں کی سزا حقیقت ایسے گندے حالات کے لیے اللہ نے مقرر ہی نہیں کی ہے۔

(مردودی)

واضح مطلب یہ ہے کہ رجم اور کوڑوں کی سزا اللہ نے صرف نیک لوگوں اور نیکیوں کے

زمانے میں محض بزرگوں اور اولیاء اللہ لوگوں کے لیے ہی مقرر فرمائی ہیں۔ (مرتب)

(مطابق بحوالہ بالا ص ۲۸۱ تا ص ۲۸۲)

(۴)

حقیقت میں ہاتھ کاٹنے کی سزا اس ظالم سوسائٹی کے لیے مقرر ہی نہیں کی گئی ہے جس میں سود جانز ہو، زکوٰۃ متروک ہو، انصاف قیمتاً فروخت کیا جاتا ہو، ٹیکسوں کی بھرمار سے ضروریات زندگی نہایت گراں ہو گئی ہوں اور تمام ٹیکس چند مخصوص طبقوں کے لیے سامان عیش فراہم کرنے پر صرف ہوتے ہوں ایسی جگہ توجہ جری کے لیے ہاتھ کاٹنا ہی نہیں بلکہ قید کی سزا بھی بعض حالات میں ظلم ہوگی (آگے چل کر زانیوں کی غم خواری میں مودودی صاحب رقمطراز ہیں) کہ اگر ان حالات میں اسلامی قانون فوجداری رائج کر دیا جائے تو شاید کوئی پیٹھ بھی کوڑوں سے نہ بچ سکے، ہزار ہا آدمیوں کے ہاتھ روزانہ کٹنے لگیں، اور ہر روز سینکڑوں آدمی سنگسار کیے جائیں۔ (مودودی)

بظاہر عقل کا تقاضا تو یہ تھا کہ مودودی صاحب بجائے ظلم لکھنے کے یہ لکھتے کہ ایسے حالات میں ایک ہاتھ ہی نہیں دونوں ہاتھ کاٹ دینے کی سزا دینا ضروری ہے تو عین ممکن تھا کہ کچھ عقلمند تسلیم بھی کر لیتیں! مگر جہاں اکثریت کو راضی اور خوش رکھنے اور ہموار رکھنے کا ہی پروگرام بن رہا ہو اور حصول اقتدار کے لیے ووٹ حاصل کرنے کی ہی مہم اور سکیم پیش نظر ہو وہاں کسی دوسری سطح پر کیسے سوچا جاسکتا ہے اور کیونکر زانیوں، شرابیوں اور چوروں کی حوصلہ شکنی کر کے ان کو اپنے سے ناراض اور بیگانہ بنایا جاسکتا ہے؟

زادہ نشان اسلامستان

زندہ باد

شرابیوں، زانیوں اور چوروں کے رہنما

زندہ باد

زانیان اسلامستان

زندہ باد

سارقان اسلامستان

زندہ باد

الزّٰم ۲ معہ استدلال و تشریحات

وہ سورۃ البقرہ کی ۲۹ ویں، سورۃ بنی اسرائیل کی ۴۴ ویں، سورۃ حسم سجدہ کی ۱۲ ویں اور سورۃ الملک کی تیسری اور سورۃ نوح کی ۱۵ ویں آیات شریف اور دیگر بے شمار ہم معنی آیات قرآنی کے معانی اور مسئلہ مفہوم و تفسیر میں ضریح تحریف کر کے سات آسمانوں کے مسئلہ اور متفقہ عقیدے میں ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد امت محمدیہ میں پہلی بار اختلاف اور فتور پیدا کرنے والا اور سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث صحیحہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ واقعہ معراج کی تفصیل کو ٹھکرا کر محدثین زمانہ کی کھلی تائید کرتے والا کیا مخرّب اسلام، مفسدِ دین اور فتنِ اعظم نہیں؟

مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ
(تفسیر القرآن جلد اول ص ۶۱ حاشیہ ۴۳۲)

ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ط (سورۃ البقرہ ۲۹ ویں آیت شریف)

۵ پھر اوپر کی طرف توجہ فرمائی اور سات آسمان استوار کیے (ترجمہ مودودی)

سات آسمانوں کی حقیقت کیا ہے اُس کا تعین مشکل ہے۔ انسان

ہر زمانے میں آسمان یا بالفاظ دیگر ماورائے زمین کے متعلق اپنے مشاہدات

یا قیاسات کے مطابق مختلف تصورات قائم کرتا رہا ہے جو برابر بدلتے رہے

ہیں۔ لہذا ان میں سے کسی تصور کو بنیاد قرار دے کر قرآن کے ان الفاظ کا

مفہوم متعین کرنا صحیح نہ ہوگا۔ بس مجھلا آشنا سمجھ لینا چاہیے کہ یا تو اس سے

مراد یہ ہے کہ زمین سے ماورائی جس قدر کائنات ہے اسے اللہ نے سات

محکم طبقوں میں تقسیم کر رکھا ہے یا یہ کہ زمین اُس کائنات کے جس حلقے

میں واقع ہے وہ سات طبقوں پر مشتمل ہے۔ (تفسیر حاشیہ مندرجہ بالا مودودی)

ماڈرن مجدد صاحب مودودی خط کشیدہ عبارت سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ قرآن کے ان الفاظ سے آسمان یا آسمانوں کی تعداد کا تعین کسی مفسر نے انسان کے قیاسی تصورات کو بنیاد قرار دے کر کیا ہے یعنی قرآن کے ان الفاظ سے آسمان یا آسمانوں کی تعداد کا تعین ثابت نہیں ہو رہا ہے۔ لغو باللہ اس ضلالت، بے راہروی، کوہِ پر جہالت اور اس عظیم جہارت کو ملاحظہ فرمائیے کہ قرآن کریم کے واضح اور صریح مفہوم کو ”محمل“ تصور کر اگر اور ناقابلِ فہم، لغو، لایعنی اور عمل عبارت لکھ کر خواہ مخواہ ذہنوں کو شکوک اور الجھنوں میں مبتلا کر رہا ہے بھلا قرآن کے ان الفاظ یا اس کے ترجمے سے ماڈرن مجدد مودودی کی اس لایعنی تفسیری عبارت کا کوئی جوڑ یا کوئی تعلق معلوم ہوتا ہے؟ یا مودودی کی اس تفسیری عبارت کا آیت کے ترجمے سے غیر متعلق ہی کوئی بامعنی مفہوم نکلتا ہے؟ یا محض ملا آں باشد کہ چپ نہ شود کے مصداق منشی آں باشد کہ ضرور مینویں والی بات تو نہیں ہے کہ لکھو چاہے کچھ بھی لکھو کوئی یہ نہ کہہ دے کہ منشی جی نے یہاں کچھ نہیں لکھا۔ لیجیے اسی مفہوم کی چند واضح آیتیں مع ترجمہ پیش کرتا ہوں، جن کو پڑھنے کے بعد زمین، آسمان وغیرہ کی ترتیب تخلیق میں محض تقدیم و تاخیر کا کچھ ابہام سا معلوم ہوتا ہے، مگر آسمانوں کے مفہوم میں قطعاً کسی قسم کا کوئی اجمال یا ابہام نہیں کہا جاسکتا۔

(۱) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی
عَلَى الْعَرْشِ یَدَبِّرُ الْاَمْرَ ط
(سورۃ یونس آیت ۳)

(۲) تَسْبِیْہٌ لِّہٖ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ
وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْہِنَّ ط
(بنی اسرائیل آیت ۴۲)

(۳) فَقَضٰیہُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ
ہیں۔
سو دو روز میں اُس کے سات آسمان بنادیے

اور ہر آسمان میں اُس کے مناسب اپنا حکم
بیج دیا۔ اور ہم نے اس قریب والے آسمان
کو ستاروں سے زینت دی اور اُس کی حفاظت
کی۔ یہ تجویز زبردست واقف الکل کی ہے۔
جس نے سات آسمان اُوپر نیچے پیدا کیے۔

وَاَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَّمَآءٍ اَمْرَهَا وَ
زَیِّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَنَازِلَ ۖ
وَحِفْظًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ
الْعَلِیْمِ ۝ (سورۃ النجم آیت ۱۲)
(۴) الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا
(سورۃ الملک آیت ۳)

(۵) اَلَمْ تَرَ اَکِیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ
سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ (سورۃ فوج آیت ۱۵)
کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ نے کس طرح سات
آسمان اُوپر نیچے پیدا کیے۔

ان پانچوں آیات مبارک کو کسی تفسیری ترجمے والے قرآن کریم میں اول آخر آیات کی بھی تفسیر
اور ترجمہ کے ساتھ پڑھیے تاکہ ابوالاختلف صاحب مودودی کی کج عقیدگی اور کج علمی اور کج فہمی
کا مزید انکشاف ہو سکے۔

پھر غور فرمائیے مودودی صاحب کی تفسیری عبارت کو ان آیات سے کوئی تفسیری نسبت
ہے قرآن توصات اور صریح الفاظ میں کہتا ہے کہ اللہ نے سات آسمان بنائے اور مودودی صاحب
فرماتے ہیں کہ قرآن کے الفاظ کا مفہوم متعین کرنا صحیح نہ ہوگا۔ بس مجھلا سمجھ لینا چاہیے کہ زمین
کے علاوہ جس قدر کائنات ہے اللہ نے اسے سات محکم طبقوں پر تقسیم کر رکھا ہے۔ ابوالمفسر صاحب
مودودی نے اپنی اس تفسیری مجمل عبارت سے جو مجھلا سمجھنے کا ایک اجمالی درس دیا ہے۔ اُس سے
انہوں نے اپنی صنالت اور بے راہروی و بد عقلی اور کج فہمی کے کیسے عجیب و غریب کمالات
و رموز و نکات کے دریا بہاتے ہیں کہ اب اُس کے بعد کسی مزید توضیح یا استدلال کی ضرورت
ہی باقی نہیں رہتی۔ کیا سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا سفر معراج میں ہر آسمان پر علیحدہ علیحدہ
انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کرنے کا تفصیلی بیان بھی آسمانوں کے وجود اور اُن کی تعداد
کے تعین کے لیے کافی نہیں؟ کیا اُس کے بعد بھی کسی صاحب ایمان مومن کے قلب و دماغ

میں آسمانوں کے طبقات کے تعین اور اُن کے وجود میں شک و شبہ کرنے کا داعیہ پیدا ہو سکتا ہے؟ اور کیا اُس کے بعد بھی کسی دوسرے تصور کا سننا کوئی صاحب ایمان مومن گوارا کر سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر فیصلہ کیا جائے کہ آیا ابوالاِختلاف صاحب مودودی کے سینے میں ایمان کا کوئی ذرہ ہے؟ اگر نہیں تو پھر ایسے بے ایمان کی ہفوات کو کیسے خاموشی سے گوارا کیا جاسکتا ہے؟

الزام مع استدلال و تشریحات

”سُورَةُ الْبَقَرَةِ ۲۴ دین ۹۳، سُورَةُ النِّسَاءِ ۴ کی ایک سو ۵۵ دین، سُورَةُ اَعْرَافِ ۱ کی ایک سو ۷ دین آیات شریف کی تفسیر میں قرآنی مطالب اور مفہوم کے صریح خلاف اور تمام علمائے جمہور کی متفقہ تفاسیر اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیان کردہ روایات اور توضیحات کے خلاف بغیر کسی حوالہ و استدلال دینیہ رفعِ طور کا بصورتِ دجل انکار کرنے والا کیا خرابِ اسلام مفسرِ دین و ایمان اور فتنِ اعظم نہیں؟

مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۝

(تفہیم القرآن ج ۱ ص ۸۳ مع تفسیری حاشیہ ۱۷۱ سُورَةُ الْبَقَرَةِ آیت ۲۴)

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

یاد کرو وہ وقت جب ہم نے طور کو تم پر اٹھا کر تم سے نچتے عمد لیا تھا اور کہا تھا

کہ ”جو کتاب ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی کے ساتھ تھا منا اور جو

احکام و ہدایت اس میں درج ہیں انہیں یاد رکھنا۔ اسی ذریعہ سے توبہ کی

جاسکتی ہے کہ تم تقوٰے کی روشنی چل سکو گے“ (ترجمہ مودودی)

۱۷۱ اس واقعہ کو قرآن میں مختلف مقامات پر جس انداز سے بیان کیا گیا ہے

اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اُس وقت بنی اسرائیل میں یہ

ایک مشہور و معروف واقعہ تھا۔ لیکن اب اُس کی تفصیلی کیفیت معلوم کرنا
 مشکل ہے بس مجھلا یوں سمجھنا چاہیے کہ پہاڑ کے دامن میں میثاق لیتے وقت
 ایسی خوفناک صورت حال پیدا کر دی گئی تھی کہ اُن کو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا
 پہاڑ اُن پر آپڑے گا۔ (تفسیری حاشیہ مودودی)

(تفہیم القرآن جلد دوم ص ۹۴ تا ۹۵ مع حاشیہ ۱۳۲ سورۃ اعراف آیت ۱۶۱)
 وَاذْنَتْنَا الْجَبَلَ نَوَقَهُمْ كَانَهُ ظِلَّةٌ وَظَنُوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ جَعَلْنَا
 مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورۃ اعراف آیت ۱۶۱)

(۷) انہیں وہ وقت بھی کچھ یاد ہے جبکہ ہم نے پہاڑ کو ہلا کر اُن پر اس طرح
 چھادیا تھا کہ گربادہ پھرتی ہے اور یہ گمان کر رہے تھے کہ وہ اُن پر آپڑیگا
 اور اس وقت ہم نے اُن سے کہا تھا کہ جو کتاب ہم تمہیں دے رہے ہیں
 اسے مضبوطی کے ساتھ تھا مواد و جبر کچھ اس میں لکھا ہے اسے یاد رکھو
 ترقی ہے کہ تم غلط روی سے بچے رہو گے (۱۳۲) (ترجمہ مودودی)

۱۳۲ اشارہ ہے اُس واقعہ کی طرف جو موسیٰ علیہ السلام کو شہادت
 نامے کی سنگین لوحیں عطا کیے جانے کے موقع پر کوہ سینا کے دامن میں پیش
 آیا تھا۔ بائبل میں اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے :-

”اور موسیٰ لوگوں کو خیمہ گاہ سے باہر لایا کہ خدا سے ملائے اور پہاڑ کے
 نیچے اکھڑے ہوئے اور کوہ سینا اوپر سے نیچے تک دھوئیں سے پھر گیا
 کیونکہ خداوند شعلہ میں ہو کر اس پر اُترا اور دھواں تنور کے دھوئیں کی
 طرح اوپر کو اٹھ رہا تھا اور وہ سارا پہاڑ زور سے ہل رہا تھا۔“

(خروج ۱۹ : ۱۷-۱۸)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے کتاب کی پابندی کا عہد لیا

اور عہد لیتے ہوئے خارج میں اُن پر ایسا ماحول غاری کر دیا جس سے
 اُنہیں خدا کے جلال اور اُس کی عظمت اور برتری اور اس کے عہد کی اہمیت
 کا پورا پورا احساس ہو اور وہ اس شہنشاہ کائنات کے ساتھ میثاق استوار
 کرتے ہو کہ کوئی معمولی سی بات نہ سمجھیں اس سے یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ وہ خدا
 کے ساتھ میثاق باندھنے پر آمادہ نہ تھے اور اُنہیں زبردستی خوف زدہ کر کے
 اس پر آمادہ کیا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ سب کے سب اہل ایمان تھے اور
 دامنِ کوہ میں میثاق باندھنے ہی کے لیے گئے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے معمولی
 طور پر ان سے عہد و اقرار لینے کے بجائے مناسب جانا کہ اس عہد و اقرار
 کی اہمیت ان کو اچھی طرح محسوس کرا دی جائے تاکہ اقرار کرتے وقت انہیں
 یہ احساس رہے کہ وہ کس قادرِ مطلق ہستی سے اقرار کر رہے ہیں اور اس کے
 ساتھ بد عہدی کرنے کا انجام کیا کچھ ہو سکتا ہے۔ (تفسیری حاشیہ مودودی)

دونوں آیتوں کا ترجمہ اور دونوں تفسیری حاشیے اور خط کشیدہ سطور بغور پڑھیے تو اب انفسر
 صاحب مودودی کا باطل اور گمراہ کن نظریہ خود بخود چھلک اُٹھے گا۔ ترجمے میں الفاظ کے معانی کو
 مودودی صاحب نے بدل ڈالنے کی بڑی حد تک کوشش کی مگر اپنی منشا کے مطابق خاطر خواہ
 کام نہ چلا سکے اور چونکہ صراحتاً معانی بدل ڈالنے کے نتائج سے واقف تھے اس لیے خائف ہو کر
 ترجمے میں صرف ہیر پھیر پر ہی اکتفا کرنا پڑا اور کلی طور پر مودودی صاحب اپنا طحزانہ نظریہ ترجمے
 میں پیش کرنے سے قاصر و عاجز رہے۔ اس لیے کہ کوہ طور کا اپنی جگہ سے اٹھ کر محاذات
 میں متعلق بصورتِ چھت اور سا بیان ہو جانا قرآن کریم میں متعدد مقامات پر صاف اور صریح واضح
 ترین الفاظ میں بیان کیا گیا ہے لیکن پھر بھی مودودی صاحب نے باوجود صحابہ کرام کی روایات
 اور عرب و عجم کی تمام بڑی سے بڑی اور مستند تفاسیر کی واضح اور مفصل تصریحات کے اپنے
 تفسیری حاشیے میں قرآن کریم کے اصل مفہوم کو بائبل کی غیر محفوظ روایات کا سہارا لے کر کافی

حد تک بھل بنانے اور ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مودودی صاحب کی تفسیر میں اکثر استدلال بائبل اور تورات وغیرہ جیسی غیر محفوظ اور منسوخ و مسخ شدہ کتب کے درج ملیں گے۔ احادیث سے تو بہ امر مجبوری ہی جبکہ اپنے کسی مسلک اور نظریے کو تقویت ہی احادیث سے ملتی ہو تو ایسی جگہ احادیث سے استدلال پیش فرمائیں گے در نہ کیا مجال کہ حدیث یا صحابہ کرام کی کسی روایت کو پیش کر دیں جیسا کہ کوہ مطہر کو نشانہ بنانے، ساتیان اور چیت کی صورت میں بلند اور معلق ہونے کے استدلال کے لیے احادیث رسول سے احادیث اور انوار کیا اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایتوں سے اجتناب کیا اور تاریخ اسلام کے بڑے بڑے عظیم المرتبت مفسرین کے اقوال سے گریز کیا۔ اور بے چارے مفسرین کے اقوال کو ٹھکانا تو مودودی صاحب کی صرف فطرت ثانیہ ہی نہیں بلکہ عین مذہب اور عقیدہ خاص ہے اور اپنی جماعت کا جس کے ساتھ لفظ اسلامی بھی لگایا ہوا ہے اُس کا تو در پردہ نصب العین ہی یہی ہے کہ تمام پرانی تفسیروں اور احادیث کے ذخیروں کا جس طرح ہو سکے قلع قمع اور خاتمہ کرایا جائے! اور اسلام اور ملت اسلامیہ کے عقائد اور ایمانوں کو مودودی کے دریائے تجدد و تبحر میں غسل دے کر ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کی اسلامیت اور ایمانیت کی پرانیت اور اُس کی زنگ آلود گیت و خود اُلی جائے اور امریکی اور فرنگی نیو اسلام ساز فیکٹریوں میں اسلام اور پرانے ایمانوں پر تجدید و احیاء کا نکل کر اکر صاف ستھرا اور چمک دار قابل قبول نیو ٹائپ اسلام تمام عالم میں قلم فروشی کے ذریعہ پھیلا یا جائے!

الرمم مع استدلال و تشریحات

”سورۃ آل عمران کی ۷۱ ویں آیت شریف کے ترجمے میں (فصاحت و بلاغت کا لامتناہی گھنڈ رکھنے کے باوجود) گستاخانہ اور بھونڈا لب و لہجہ اور بے ہودہ انداز بیان اختیار کر کے اس کی تفسیر میں حضرت مریم علیہ السلام کے سمر پرست حضرت زکریا علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرنے والا کیا محزب اسلام و مفسد دین اور فتنہ انگیز اعظم نہیں؟“

مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ه

اس جگہ سب سے پہلے ابوالمفسر صاحب مودودی کی تفسیر تفہیم القرآن کے اُس مقدس اور مغظم دیباچے کا وہ ابتدائی عظیم حصہ بطور اقتباس پیش کرتا ہوں جس میں ابوالمفسر صاحب مودودی نے اپنے تفسیر و ترجمہ لکھنے کا اصل سبب پیش فرمایا ہے۔ یہ ایک ناقابل انکار اور صحیح حقیقت ہے کہ اس مقدس اقتباس کو پڑھنے کے بعد ہر شخص یقیناً ہی محسوس کرے گا کہ مودودی صاحب کا ترجمہ نہ صرف روانی عبارت، زور بیاں، بلاغت زبان اور تاثیر کلام کا ہی ایک نادر اور عظیم الشان نمونہ ہو گا بلکہ اُن کا ترجمہ ایک ایسی جاندار عبارت کا بھی حامل ہو گا کہ جس کو پڑھتے ہی پڑھنے والے کی رُوح پر دوبارہ طاری ہو جانے کا روزگٹے کھڑے ہو جائیں گے، آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں گے اور اُس کے جذبات میں ایک طوفان برپا ہو جائے گا۔ اور اس کو یہ محسوس ہونے لگے گا کہ جیسے کوئی چیز اُس کی عقل و فکر کو تسخیر کرتی ہوئی قلب و جگر کو چیرتی چلی جا رہی ہو بلکہ مودودی صاحب کا ترجمہ پڑھ کر ہی اس بات کا یقین ہو گا کہ واقعی یہی ہے وہ کتاب جس کی نظیر لانے کے لیے دنیا بھر کو چیلنج دیا گیا تھا کیونکہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کی تند و تیز اسپرٹ بھی ابوالمفسر صاحب مودودی کے ترجمہ میں بدرجہ اتم چمک اور دمک رہی ہوگی۔

(دیبچہ تفہیم القرآن جلد اول ص ۷)

جو مقصد میں نے اس (تفہیم القرآن کے) کام میں اپنے سامنے رکھا ہے وہ یہ ہے کہ ایک عام ناظر اس کتاب کو پڑھتے ہوئے قرآن کا مفہوم و مدعا بالکل صاف صاف سمجھتا چلا جائے اور اس سے وہی اثر قبول کرے جو قرآن اس پر ڈالنا چاہتا ہے۔ نیز دوران مطالعہ میں جہاں جہاں اسے الجھنیں پیش آسکتی ہوں وہ صاف کزدی جائیں اور جہاں کچھ سوالات اُس کے ذہن میں پیدا ہوں اُن کا جواب اسے بروقت مل جائے یہ میری کوشش ہے اب اس امر کا فیصلہ عام ناظرین ہی کر سکتے ہیں کہ میں اس میں

(۸)

کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔ (مودودی)

اس کے بعد ابوالمفسر صاحب مودودی آگے چل کر مزید وضاحت کے بعد اصل سبب پیش فرماتے ہیں، ذرا غور سے پڑھیے۔

(دیسب چہ تفہیم القرآن جلد اول ص ۶)

کچھ ضروری باتیں ایسی ہیں جو لفظی ترجمے سے پوری نہیں ہوتیں اور نہیں ہو سکتی ہیں۔ انہی کو میں نے ترجمانی کے ذریعہ پورا کرنے کی کوشش کی ہے لفظی ترجمے کا اصل فائدہ یہ ہے کہ آدمی کو ہر ہر لفظ کا مطلب معلوم ہو جاتا ہے اور وہ ہر آیت کے نیچے اُس کا ترجمہ پڑھ کر جان لیتا ہے کہ اُس آیت میں یہ کچھ فرمایا گیا ہے لیکن اس فائدے کے ساتھ اس طریقے میں کئی پہلو نقص کے بھی ہیں جن کی وجہ سے ایک غیر عربی دان ناظر قرآن مجید سے ایسی طرح مستفید نہیں ہو سکتا۔ پہلی چیز جو ایک لفظی ترجمے کو پڑھتے وقت محسوس ہوتی ہے وہ روایتی عبارت، زور بیان، بلاغت زبان اور تاثیر کلام کا فقدان ہے۔ قرآن کی سطروں کے نیچے آدمی کو ایسی ہیجان عبارت ملتی ہے جسے پڑھ کر نہ اُس کی رُوح وجد میں آتی ہے، نہ اُس کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، نہ اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں، نہ اُس کے جذبات میں کوئی طوفان برپا ہوتا ہے، نہ اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ کوئی چیز عقل و فکر کو تسخیر کرتی ہوئی قلب و جگر تک اترتی چلی جا رہی ہے اس طرح کا کوئی تاثر و نما ہونا تو درکنار، ترجمے کو پڑھتے وقت بسا اوقات آدمی یہ سوچا رہا جاتا ہے کہ کیا واقعی یہی وہ کتاب ہے جس کی نظیر لانے کے لیے دُنیا بھر کو چیلنج دیا گیا تھا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظی ترجمے کی چھلنی صرف دراکے خشک اجزاء ہی کو اپنے اندر سے گزرنے دیتی

ہے۔ یہی ادب کی وہ تند و تیز اسپرٹ جو قرآن کی اصل عبارت میں بھری ہوئی ہے، اس کا کوئی حصہ ترجمے میں شامل ہونے نہیں پاتا..... آگے چل کر لکھتے ہیں :-

(ویسب اچہ تفہیم القرآن جلد اول ص ۱۱۱)

اسلوب بیان میں ترجمہ پن نہ ہو، عربی مبین کی ترجمانی اردوئے مبین میں ہر تقریر کا ربط فطری طریقے سے تحریر کی زبان میں ظاہر ہو اور کلام الہی کا مطلب و مدعا صاف صاف واضح ہونے کے ساتھ اس کا شاہانہ وقار اور زور بیان

بھی جہاں تک بس چلے ترجمانی میں منعکس ہو جائے۔ (مودودی)

لیجئے اب اس کے بعد ابوالمغرد صاحب مودودی کے ترجمے اور تفسیر کے اقتباسات پیش کرتا ہوں، ذرا خوب سنہل کر اور سنہال کر بغور پڑھیے اور پھر اپنے اور ہمارے تاثرات عوام تک پہنچا کر اللہ کے حضور سنے اجر عظیم حاصل کیجیے۔ (مرتب)

(تفہیم القرآن ص ۲۴۸ حاشیہ ۳۵ سورۃ آل عمران آیت ۳۷)

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَ حَارِزَتِهَا قَالًا يَمْزِيغُ آفِي لَكَ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّا اللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ه (سورۃ آل عمران آیت ۳۷)

زکریا جب کبھی اُس کے پاس محراب میں جاتا تو اس کے پاس کچھ نہ کچھ کھانے پینے کا سامان پاتا۔ پوچھتا مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا، وہ جواب دیتی اللہ کے پاس سے آیا ہے، اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔ (ترجمہ مودودی)

بڑا شور مٹتے تھے پسلو میں دل کا

جو چیرا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا

یہ ہے وہ فصیح و بلیغ اور سلیس، آسمانی الفاظ کے مقابلے میں رُلا دینے والا، ہلا دینے والا، کون و مکان اور زمین و آسمان کو لرزادینے والا، وجدِ آفرین اور پُرکِیف ترجمہ، جس کا تفہیم القرآن کے دیباچے میں دھندلوا رہا تھا؛ ع

تقوٰہ بر تو اے چرخِ گردوں تقوٰہ

لیجیے اس بھونڈے اور غلط ترجمے کی صحت اور فصاحت کا موازنہ کیجیے۔ یہ ایک قاعدہ ہے کہ ترجمہ کرنے کے لیے اور بالخصوص قرآنِ کریم کا با محاورہ اور سلیس ترجمہ کرنے کے لیے ترجمہ کی عبارت میں متن کے الفاظ کا نفسِ مفہوم اور ربطِ عبارت قائم رکھتے ہوئے بعض مقامات میں ضروری طور پر ایسے الفاظ کا اضافہ کرنا پڑتا ہے جو بظاہر تو متن کے الفاظ سے زائد معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اضافی الفاظ ہی متن کے اصل الفاظ کے معنی اور مفہوم کی رُوح اور جزر ہوتے ہیں جن کو صرف و نحو اور ادب کے ماہر ہی خوب سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ بات قطعاً ناممکن ہے کہ ترجمے کی عبارت میں متن کے الفاظ کا ترجمہ بالکل ہی چھوڑ کر جملے کا اصل مفہوم اپنی تمام معنوی خصوصیات کے ساتھ واضح کیا جاسکے۔ لیکن فصیح اللسان، بلیغ الکلام، ابوالمترجم صاحب مؤدب نے اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ کے ترجمے میں "اِنَّ" اور "يَرْزُقُ" کے معانی کو ساقط اور نظر انداز کر کے بھی قرآنِ کریم کے اصل الفاظ کی ادبی تند و تیز امپرٹ کو ترجمے کی چھلنی سے گزار کر اپنے شارٹ کٹ اور طوفانِ انگیز ترجمے سے پڑھنے والوں کے رونگٹے کھڑے کر کے دکھا دیے! لیجیے اب اسی آیت شریفہ کا عالمِ اسلام کے ایک بڑے عالم کا کیا ہوا ترجمہ پیش کرتا ہوں پڑھ کر دونوں ترجموں کی صحت اور فصاحت کا موازنہ کیجیے:-

”جب کبھی حضرت زکریاؑ ان کے پاس مخصوص مکان میں تشریف لے جاتے تو ان کے نزدیک کچھ نہ کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے۔ فرماتے، اے مریم! یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں؟ وہ کہتیں اللہ کے پاس سے آئیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ

جسے چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں۔ (ترجمہ سلف)

ان دونوں ترجموں کو بار بار غور سے پڑھیے اور صحت و فصاحت کا ایمان داری سے فیصلہ فرمائیے اس کے بعد اسی آیت شریفہ کا البرالمفسر صاحب مودودی کا تفسیری حاشیہ نمبر ۳۵ بھی ملاحظہ فرمائیے اور حضرت زکریا علیہ السلام کے نبوت سے اعراج و انکار کا جدید تحقیقی اور عظیم نکتہ پڑھ کر اپنے خوابیدہ ایمان کو جلا اور تازگی بخشنے۔ (مرتب)

(حاشیہ متعلقہ اقتباس ۱۲)

اب اس وقت کا ذکر شروع ہوتا ہے جب حضرت مریم سن رشد کو پہنچ گئیں اور بیت المقدس کی عبادت گاہ (ہیکل) میں داخل کر دی گئیں اور ذکر الہی میں شب و روز مشغول رہنے لگیں۔ حضرت زکریا جن کی تربیت میں وہ دی گئی تھیں غالباً رشتے میں ان کے خالوتھے اور ہیکل کے مجاہدوں میں سے تھے یہ وہ زکریا نبی نہیں ہیں جن کے قتل کا ذکر بائبل کے پڑانے عمد نامے میں آیا ہے۔ (تفسیری حاشیہ مودودی)

یہ ہے تفسیری حاشیہ جس میں البرالمفسر صاحب مودودی نے علی وجہ البصیرت نکات اور رموز قرآنی کے دریا بہائے ہیں اور شان نزول کی علی وجہ البصیرت محققانہ توضیحات پیش فرمائی ہیں۔ انتہائی حیرت اور افسوس ہے کہ مودودی صاحب اپنی اس لایعنی تفسیر پر کس قدر نازاں ہیں۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تاریخ اسلام میں کسی مفسر نے بھی ایسی لغو، لایعنی اور مہمل تفسیر نہیں لکھی اور نہ کسی مفسر نے اپنے دیباچے میں ایسے پُر غرور اور متکبرانہ بلکہ ابلیس اعظم کو بھی شرما دینے والے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ دیکھیے اسی آیت شریفہ کی تفسیر میں دوسرے مفسرین حضرات نے کیسے کیسے لطیف اور اچھوتے انداز میں حضرت مریم علیہ السلام کی کرامت اور حق تعالیٰ کی طرف سے غیب سے رزق عطا فرمائے جانے کے تذکرے اور نعمتوں کے غیر فصلی ہونے کے نکات بیان کیے ہیں لیکن "البرالمفسر"

صاحب مودودی ان محیر العقول چیزوں کے بیان کرنے والے مفسرین پر ایسے برستے اور بگڑتے ہیں کہ اگر ابوالمغرور صاحب مودودی کا بس چل جائے تو ایسے نکات یا رموز بیان کھنڈے والوں کی گردنیں اڑوا دیں! ثبوت کے لیے ملاحظہ فرمائیے تفہیمات جلد دوم کا مضمون بعنوان ”بے اصل فتنے“ جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے شاہد کو بھی گھوارے کا بچہ لکھنے والے مفسرین پر جن میں بعض تابعین کے تو نام لکھ لکھ کر اور بعض صحابہ کرام پر بغیر نام یہ لفظ ”وغیرہم“ کا سہارا لے کر ابوالمغرور صاحب مودودی ایسے سنگین اور دہخراش انداز میں برسے ہیں کہ اگر خدا نخواستہ کہیں کسی جگہ سامنے نظر پڑ جاتے تو گردنیں ہی نہیں بلکہ ایک ایک کی کھال ہی کچھوڑ کر دم لیتے! لیجیے علی الترتیب ان دونوں واقعات کی عبارتیں ملاحظہ فرمائیے اور ابوالمغرور صاحب مودودی کے تحریری تیور بھی ملاحظہ فرمائیے اور سلف الشیخین سے ابوالمغرور صاحب مودودی کی محبت اور انس کا بھی اندازہ لگا لیجیے۔

(مرتب)

(تفہیمات جلد دوم ص ۱۳۴ بعنوان ”بے اصل فتنے“)

آیت کے الفاظ صرف یہ کہتے ہیں کہ ”حضرت زکریاؑ واجب کبھی حضرت مریم علیہا السلام کے پاس محراب میں جاتے تو ان کے پاس کچھ نہ کچھ کھانے کا سامان موجود پاتے اور جب حضرت مریم سے پوچھتے کہ یہ کہاں سے آیا؟ تو وہ جواب دیتیں کہ خدا کے پاس سے“ اب رہا یہ امر کہ وہ کھانے کا سامان دراصل گرمی کا میوہ جاڑے میں اور جاڑے کا گرمی میں ہوتا تھا، تو یہ نہ قرآن میں مذکور ہے اور نہ کسی حدیث صحیح میں، بلکہ یہ قنادہ، عکرمہ سعید بن جبیر اور ضحاک وغیرہم کا بیان ہے۔ تو کیا اب ان لوگوں کی رائے سے اختلاف کرنے والے بھی کافر بنائے جائیں گے؟ (مودودی)

کچھ توضیحات و تشریحات و استدلالی تفصیلات کے بعد آگے چل کر غیر فصلی میروں پر مزید فلسفیانہ مگر پر جلال انداز میں روشنی ڈال کر گویا ہوتے ہیں۔

(بحوالہ بالا ص ۱۳۴ تا ۱۳۵)

(۱۴)

گرمی کا میوہ جاڑے میں اور جاڑے کا گرمی میں ملنا بحرِ خرقِ عادت کے اور کون سی خوبی اپنے اندر رکھتا ہے؟ اللہ نے جو میوہ جس موسم میں پیدا کیا ہے وہ اسی موسم کے لیے نعمت ہے، کیونکہ وہ اس موسم کی طبیعت کے لحاظ سے پیدا کیا گیا ہے۔ دوسرے موسم میں اس میوہ کا ملنا عجوبہ تو ہو سکتا ہے مگر نعمت نہیں۔ (مودودی)

کیا یہ غیر فصلی میووں کی نفسیانہ مگر متعصبانہ اور لالچینی کھود کر دیکھ کر کسی ملتِ اسلامیہ کے فرد کو زیب دیتی ہے؟ یہ ہے ”جناب قبلہ حضرت مولانا مولوی“ مودودی صاحب کا ششستہ و ثنائستہ اندازِ تحریر اور مہماتِ امورِ دینیہ کا ایک عالمانہ اور محققانہ نمونہ، کہ غیر فصلی میووں کے عظیم الشان نکتے کو بلاوجہ محض سلف الصالحین اور صحابہ کرام سے بغض و عناد کے باعث، ٹھکرا کر کتنے گرے ہوئے لب و لہجے میں لکھتے ہیں کہ ”کیا اب ان ”لوگوں“ کی رائے سے اختلاف کرنے والے بھی کافر بنائے جائیں گے“ جیسے شاید یہ فتادہ اور عکرمہ یہ سعید بن جبیر اور یہ ضحاک وغیرہم میکوڑ روڈ یا مال روڈ کے کوئی دکاندار ہیں جو ان سے اختلاف رکھنے پر کافر بنا دیے جانے کے خطرے یا شبہ میں تعزیری استفسار ہو رہا ہے۔ میں ابوالنقا و صاحب مودودی سے پوچھتا ہوں کہ کیا صرف وہی امور قابلِ اجتناب یا قابلِ گرفت ہوتے ہیں کہ جن کے ارتکاب سے انسان کافر ہو جاتا ہے؟ اچھا لیجیے ذرا قلب و نظر کو وسیع کر کے معقولیت کے ساتھ جواب دیجیے کہ اگر جناب کی جماعت کا کوئی صالح رکن جناب کے چہرہ مبارک پر برسرِ عام تھوک دے اور جناب کی ناک پکڑ کر ایک دو ٹپانچے بھی ادھر ادھر رسید کر دے تو کیا جناب اور جناب کے دیگر صالحین و قانتین جماعتی افراد اپنے اس ٹپانچے باز صالح رکن کی اس حرکتِ قبیحہ کے ارتکاب پر کوئی نوٹس نہیں دیں گے۔ اس لیے کہ اس نے کوئی کفریہ ارتکاب نہیں کیا؟ اب ابوالنقا و صاحب مودودی کے جلال و غضب کا دوسرا نمونہ بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کے خلاف ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

(بحوالہ بالا ص ۱۳۷)

۱۵

اس میں یہ سوال کہ شاہد کی عمر کیا تھی بالکل غیر اہم تھا اس لیے قرآن نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ مگر بعض مفسرین نے شاہد کی عمر کا کھوج لگانا بھی ضروری سمجھا۔ ایسی باتوں سے جس شخص کو دلچسپی ہو وہ مفسرین کے اقوال کو قبول کرنے کا اختیار رکھتا ہے لیکن یہ کیا ظلم ہے کہ جو لوگ ان اقوال کو نظر انداز کر دیں اور صرف اُنہی امور تک تفسیر کو محدود رکھیں جنہیں قرآن نے بیان کیا ہے تو اُن کی تکفیر کی جائے اور پھر تکفیر بھی اس بنیاد پر کہ تم نے سلف کے قول سے انحراف کیا ہے! آخر معلوم تو ہو کہ یہ "سلف" کون سے انبیاء تھے جن پر ایمان لانے کی مسلمانوں کو تکلیف دی گئی ہے؟

(مودودی)

دیکھا مودودی صاحب کا جلال — فرماتے ہیں کہ "یہ کیا ظلم ہے کہ اگر صرف اُنہی امور تک تفسیر کو محدود رکھا جائے جنہیں قرآن نے بیان کیا ہے تو اُن کی تکفیر کی جائے اور پھر تکفیر بھی اس بنیاد پر کہ تم نے سلف کے قول سے انحراف کیا ہے؟" حالانکہ مودودی صاحب اچھی طرح جانتے ہیں اور ہر پڑھا لکھا سمجھ دار مسلمان بھی جانتا ہے کہ قرآن کریم میں صد ہا مقامات ایسے محل طور پر وارد ہوئے ہیں کہ جن کی وضاحت شارع اسلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صحابہ کرام نے اور صحابہ کرام کے ذریعہ دیگر تابعین و محدثین و مفسرین حضرات نے ہی کی ہے۔ لیکن مودودی صاحب تو کسی مفسر کو بھی چاہے وہ صحابہ کرام ہی کیوں نہ ہوں انہیں سلف کا درجہ بھی دینے کے لیے تیار نہیں کیونکہ خط کشیدہ عبارت سے مودودی صاحب کا اصل عقیدہ اور گمراہ کن نظریہ صاف ظاہر اور عیاں ہو رہا ہے کہ سلف صرف انبیاء ہی ہوتے ہیں جن پر ایمان لانے کی مسلمانوں کو تکلیف دی گئی ہے! اور جن کو عام اصطلاح میں سلف کہا جاتا ہے یعنی صحابہ کرام یا تابعین وغیرہم۔ تو اُن کے اقوال سے انحراف کرنے والوں کو تو کافر کسی حالت میں بھی نہیں کہا جاسکتا چاہے اُن کے وہ

اقوال احادیثِ رسول سے ہی مستنبط کیوں نہوں !

اُس کے بعد قرآنِ کریم کا گہرا مطالعہ رکھنے والے اور تفسیرِ بین حضرات کے لیے مودودی صاحب کا ایک لطیف اور نایاب مگر لایعنی تفسیری تخیل پیش کرتا ہوں جو یوسف علیہ السلام کے شاہد کے متعلق وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے خلاف پیش کیا ہے۔

(تفہیم القرآن جلد دوم ۳۹۵ حاشیہ ۲۴ سورہ یوسف)

(۱۶) شاہد نے قرینے کی جس شہادت کی طرف توجہ دلائی ہے وہ سراسر ایک معقول شہادت ہے اور اس کو دیکھنے سے بیک نظر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ شخص ایک معاملہ فہم اور جہانگیر آدمی تھا جو صورتِ معاملہ سامنے آتے ہی اُس کی تہہ کو پہنچ گیا۔ بعید نہیں کہ وہ کوئی جج یا مجسٹریٹ ہو۔ (تفسیری حاشیہ مودودی)

ملاحظہ فرمائیے ابوالنقاد صاحب مودودی کی عقل کے خلاف اس بلند پروازی کو کہاں صحابہ کرام کا شاہد کے متعلق گوارے کے شیرخوار بچے کا تصور اور کہاں مسٹر مودودی کا ایک جہانگیر جج یا مجسٹریٹ کا تعبیر اور لایعنی تخیل !

ناظرین حضرات غور فرمائیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس غیب سے پہنچنے والے میوؤں کا غیر فصلی ہونا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بے گناہی کی اعجازی شہادت دینے والے کے متعلق پتہ ہونے کی تصدیق یہ دونوں واقعات احادیثِ صحیحہ اور صحابہ کرام کے متعدد اقوال سے مستند طور پر ثابت ہیں۔ یہ دونوں محیر العقول واقعات (یعنی میوؤں کا غیر فصلی ہونا جو نعمتوں کا غیب سے آنے کا ثبوت ہے اور یوسف علیہ السلام کے شاہد کا شیرخوار بچہ ہونا جو اُن کی بے گناہی کا غیر شکوک اور ناقابل تردید ثبوت ہے) درحقیقت بجانب اللہ اُن کی معجزانہ حیثیت کا اظہار اور حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے غیر معمولی مراتب اور اُن کے تقدس کا ظہور ہیں۔ لہذا احادیث اور مستند روایتوں کی موجودگی میں ان دونوں چیزوں سے

اختلاف کرنا یا اُن کی تحقیر کرنا یا اُن کو معمولی اور غیر اہم ثابت کرنے کی کوشش کرنا یقیناً کلمِ علی و کوتاہ عقلی اور تبیسانہ ذہنیت کا کھلا ثبوت ہے۔
(مرتب)

الزم مع استدلال و تشریحات

”سُورَةُ النِّسَاءِ“ کی ۱۵۸ ویں آیت شریف کی تفسیر میں نہ صرف تمام علماء امت اور تابعین و صحابہ کرامؓ کے ہی بلکہ سردارِ دُعا عالمِ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ مبارک کے بھی صریح خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفعِ جسمانی کے عقیدے کا بصورتِ دجل انکار کر کے اس میں شکوک و خفشار پیدا کرنے والا کیا محزبِ اسلام و مفسرِ دین و ایمان نہیں؟

مَنْ يَهْدِي اللَّهُ فَلَامُضٌ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ لَهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۝

(تفہیم القرآن جلد اول صفحہ ۲۲ مع تفسیری حاشیہ ۱۹۵ متعلقہ سُورۃ النسا آیت ۱۵۸)

بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ (سُورَةُ النِّسَاءِ آیت ۱۵۸)

بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور

حکیم ہے۔ (ترجمہ مودودی)

۱۹۵ء یہ اس معاملہ کی اصل حقیقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے

اس میں جزم اور مزاحمت کے ساتھ جو چیز بتائی گئی ہے وہ صرف یہ

ہے کہ حضرت مسیح کو قتل کرنے میں یہودی کامیاب نہیں ہوئے اور یہ کہ اللہ

تعالیٰ نے اُن کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اب رہا یہ سوال کہ اٹھالینے کی کیفیت

کیا تھی، تو اس کے متعلق کوئی تفصیل قرآن میں نہیں بتائی گئی۔ قرآن نہ اس

کی تصریح کرتا ہے کہ اللہ اُن کو جسم و رُوح کے ساتھ کرۂ زمین سے اُٹھا کر

آسمانوں پر کہیں لے گیا، اور نہ ہی صاف کہتا ہے کہ انہوں نے زمین پر طبعی

موت پائی اور صرف اُن کی رُوح اٹھائی گئی۔ اس لیے قرآن کی بنیاد پر نہ قرآن میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جاسکتی ہے اور نہ اثبات۔ لیکن قرآن کے اندازِ بیان پر غور کرنے سے یہ بات بالکل نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہے کہ اٹھائے جانے کی نوعیت و کیفیت خواہ کچھ بھی ہو، بہر حال مسیح علیہ السلام کے ساتھ اللہ نے کوئی ایسا معاملہ ضرور کیا ہے جو غیر معمولی نوعیت کا ہے۔ اس غیر معمولی پن کا اظہار تین چیزوں سے ہوتا ہے۔

(مودودی)

اس کے بعد غیر معمولی پن کی تینوں چیزوں کو مودودی صاحب نے بڑی طویل بحث کے ساتھ پیش کیا ہے مگر قابلِ حیرت بات یہ ہے کہ مودودی صاحب نے غیر معمولی پن کی تینوں چیزیں تقریباً وہی بیان کی ہیں جو رفحِ جسمانی کے ہی ثبوت کے لیے معقول دلائل ہو سکتے ہیں مگر نہ معلوم مودودی صاحب کی عقل کو دیکھنے نے چاٹ لیا ہے یا اللہ کی ہی مار اور پٹسکار ہوئی ہے کہ جب اُن تینوں غیر معمولی پن کی چیزوں کو بیان کر کے خلاصہ نکالتے ہیں تو پھر وہی (ڈھاک کے تین پات جو اُن کی گھٹی اور سرشت میں کچ عقلی و کچ فہمی و کچ علمی کے باعث مستقل طور پر ٹٹسا اور گھٹسا ہوا ہے) پیش نہ دیتے ہیں کہ :-

(بحوالہ بالا ص ۴۲۱ خلاصہ تفسیری حاشیہ ۱۹۵ متعلقہ سورۃ النساء)

پس قرآن کی رُوح سے زیادہ مطابقت اگر کوئی طرزِ عمل رکھتا ہے تو وہ صرف یہی ہے کہ رفحِ جسمانی کی تصریح سے بھی اجتناب کیا جائے اور موت کی تصریح سے بھی، بلکہ مسیح علیہ السلام کے اٹھائے جانے کو اللہ تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ کا ایک غیر معمولی ظہور سمجھتے ہوئے اس کی کیفیت کو اسی طرح مجمل چھوڑ دیا جائے جس طرح خود اللہ تعالیٰ نے مجمل چھوڑ دیا ہے۔

(تفسیری حاشیہ مودودی)

کاش کہ ابوالاجال صاحب مودودی نے صرف دُخو کی دو تین کتابیں کافیہ، شافیہ اور شرح جامی وغیرہ ہی کسی ماہر فن اُستاد سے سمجھ کر پڑھ لی ہوتیں تو بھی ممکن تھا کہ ضلالت کے اس عمیق غار میں نہ گرے ہوتے ! لیکن اگر فرمانِ خداوندی (خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَّ عَلٰی سَمْعِهِمْ وَّ عَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاقًا) نہ سُوْرۃ البقرۃ آیت ۷ کی مہر ہی لگ چکی ہے تو بھلا بچاری صُرف دُخو کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے جیسا کہ ابوالاجال صاحب مودودی آیت ۱۹۵ کے اس تفسیری حاشیہ میں اور دیگر متعلقہ آیات وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَاُخْرٰی تَشْرِیْحًا میں خود بھی بیان کیا ہے کہ عیسٰی علیہ السلام نہ قتل ہی کیے گئے اور نہ سولی ہی پر چڑھائے گئے اور نہ ہی عام انسانوں کی طرح انہوں نے طبعی موت پائی اور عام انسانوں کے مرجانے کے بعد جو الفاظ ”اٹھا لیے گئے“ کے بولے جاتے ہیں اور اُس کے معنی مرنے کے ہی لیے جاتے ہیں۔ عیسٰی علیہ السلام کے لیے یہ الفاظ ان معنوں میں بھی استعمال نہیں ہو سکتے یہ سب کچھ لکھنے کے بعد بھی خلاصہ وہی کہ عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ بغیر معمولی نوعیت کا کوئی (نا قابلِ فہم) معاملہ پیش آیا جس کو اللہ تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ کا بغیر معمولی طور سمجھ کر عمل ہی چھوڑ دینا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ ابوالاجال صاحب مودودی نے جگہ بہ جگہ قرآنِ کریم کے واضح ترین مسائل کو محلِ قرار دے دے کر ایک عام انسان کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قرآنِ کریم میں ان واقعات کی تشریحات یا حقیقت سمجھنے کی کسی نے درخواست کی تھی تو پھر محلِ کیوں بیان کیے گئے اور اگر کسی نے درخواست نہیں کی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ان واقعات کو سمجھانا یا بتلانا چاہا تھا تو پھر محلِ طور پر بیان کر کے اُدھور اکیوں چھوڑ دیا گیا۔ جس کا کھلا مطلب نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ یٰۤاٰیُّہُ کَاکُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی کو صاف اور سلیجی ہوئی عبارت میں اپنا مطلب ظاہر کرنے تک کا سلیقہ نہیں ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ ! اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ! حالانکہ فرمانِ خداوندی لِیَسْتَبِیْنَ لِلنَّاسِ مَآزِلَ اِلَیْہِمْ کے بعد کوئی اجمال باقی نہیں رہنا چاہیے اور اگر پھر بھی بوجہ ناقصِ عقل یا کم علمی کوئی مقامِ سمجھ میں نہ آ سکے تو اُس کو اللہ کے رسول کے اقوال کی روشنی میں سمجھنے اور

سمجھانے کی کوشش کرنا چاہیے لیکن ابوالاجمال صاحب مودودی کی ضلالت اور جرات ملاحظہ فرمائیے کہ اللہ کے رسول کے اقوال سے سمجھنے اور سمجھانے کے بجائے قرآن کریم کے واضح اور کھلے ہوئے مطالب کو محفل ہی ثابت کرنے کے لیے اپنی قابیلیت اور محقق ہونے کا مظاہرہ کر رہے ہیں کتنے ظلم کی بات ہے کہ ابوالاجمال صاحب مودودی خود تو عربی زبان پر عبور نہ رکھنے کے باعث قرآن کریم کے اہم اور بیخ مقامات سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے مگر حکم لگا دیتے ہیں کہ اللہ نے جس طرح اس کو محفل چھوڑ دیا ہے تم بھی اسی طرح اس کو محفل ہی چھوڑ دو! ”ناج نہ آوے آنگن طبرہا“ مودودی صاحب! اگر آپ کو مفسر قرآن بھی کہلانے کا شوق تھا تو جس طرح آپ نے اپنی دیگر اردو کی کتابوں کا عربی زبان میں جناب عاصم حماد صاحب وغیرہ جیسے اعلیٰ عربی دان ماہرین سے تراجم کر اگر ممالک عرب بھیجی ہیں اسی طرح کسی اعلیٰ عربی دان ماہر قرآن و حدیث استاد سے تفسیر قرآن بھی کرا لیتے تو اس گناہ عظیم سے توبہ جاتے اور آپ کے نام کی شہرت اُسی طرح ہوتی جس طرح آپ کے نام کی شہرت دوسروں سے عربی زبان میں ترجمہ کرائی ہوئی کتابوں سے ہو رہی ہے۔ (کیجیے تردید اگر صداقت اور جرأت ایمانی حاصل ہے) (مرتب)

الزام ۲ مع استدلال و تشریحات

”سورۃ النجم کی تیسری چوتھی اور دیگر ہم معنی آیات شریف کو صریح ٹھکر کر اللہ کے رسولؐ کی بیان کردہ واضح اور معتد اور مسلسل پیشین گوئیوں کو نعوذ باللہ محض قیاس، اندیشہ اور افسانہ ثابت کرنے والا کیا محزب اسلام اور منکر حدیث نہیں؟

مَنْ يَمْدِدْهُ اللَّهُ فَلَا مُمْسِلَ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا مُهَادِيَ لَهُ ۝

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ (سورۃ النجم آیات ۳-۴)

اور آپ اپنی خواہش سے باتیں نہیں بناتے آپ کا ارشاد تو نرمی و مہربانی پر

بھیجی جاتی ہے۔ (ترجمہ آیات غیر مودودی)

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس مفہوم کو انتہائی وضاحت اور تشریح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تاکہ لوگ آپ کی ہر قسم کی باتوں کو سچی اور صحیح سمجھیں اور آپ کی ہر قسم کی باتوں کو عین وحی سمجھیں اور آپ کے ہر قسم کے ارشاد اور فرمان پر بلاشبک و شبہ یقین اور ایمان رکھیں ے

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

لیکن افسانہ و اندیشہ نویس صاحب مودودی کی نظر میں اللہ اور رسول کے فرمان کی جو حیثیت ہے وہ ان کے اقتباسات سے ظاہر ہے، پڑھیے اور فیصلہ کیجئے اور اس کا نشر عوام کو گمراہی سے بچانے کے لیے اپنا فرض سمجھئے۔ (مرتب)

(۱۹) رسائل مسائل حصہ اول ص ۴۷ بعنوان قرآن و حدیث اور سائنٹیفک حقائق، یہ کا نا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ ان چیزوں کو تلاش کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت بھی نہیں عوام میں اس قسم کی جو باتیں مشہور ہوں، ان کی کوئی ذمہ داری اسلام پر نہیں ہے اور ان میں سے کوئی چیز اگر غلط ثابت ہو جائے تو اس سے اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ (مودودی)

رسائل مسائل حصہ اول ص ۴۹ بعنوان تحقیق حدیث دجال

(۲۰) کیا ساڑھے تیرہ سو برس تک بھی اس شخص کا ظاہر نہ ہونا جسے حضرت تمیم نے بزرگ سے میں مجبوس دیکھا تھا یہ ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں ہے کہ اس نے اپنے دجال ہونے کی جو خبر حضرت تمیم کو دی تھی وہ صحیح نہ تھی؛ حضور کو اپنے زمانے میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ کے عہد ہی میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانے میں ظاہر ہو، لیکن کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ساڑھے تیرہ سو برس گزر چکے ہیں اور ابھی تک دجال نہیں آیا ہے؛ (مودودی)

دجال کے متعلق تقریباً تیس روایتیں متعدد احادیث بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداؤد شریف اور ترمذی شریف وغیرہ میں موجود ہیں جن کی نکتہ میں کلام ہی نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن مودودی صاحب کی نظر میں سب سے بڑی اصح الکتاب بعد از کتاب اللہ یعنی بخاری شریف کی جو وقعت ہے وہ بھی

درج کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے۔

(مرتب)

(رسائل مسائل حصہ دوم ص ۴۴ بعنوان چند احادیث پر اعتراض اور اس کا جواب)

(۲۱)

یہ دعویٰ کرنا صحیح نہیں کہ بخاری میں جتنی احادیث درج ہیں ان کے مضامین کو بھی جوں کا توں بلا تنقید قبول کر لینا چاہیے۔ اس سلسلہ میں یہ بات بھی جان لینے کی ہے کہ کسی روایت کے سند صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا نفس معنوں بھی ہر لحاظ سے صحیح اور جوں کا توں قابل قبول ہو۔ (مودودی)

(رسائل مسائل حصہ اول ص ۲۳ بعنوان خلافیات)

(۲۲)

آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسول مان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں۔ لیکن ہم سند کی صحت کو حدیث کے صحیح ہونے کی لازمی دلیل نہیں سمجھتے۔ ہمارے نزدیک سند کسی حدیث کی صحت معلوم کرنے کا واحد ذریعہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہم یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ متن پر غور کیا جائے، قرآن و حدیث کے مجموعی علم سے دین کا جو فہم ہمیں حاصل ہوا ہے اس کا لحاظ بھی کیا جائے۔ (مودودی)

(ماہنامہ رسالہ ترجمان القرآن ج ۹۱، عدد ۱۱، بابت ماہ اکتوبر ۱۹۷۳ء)

(۲۳)

جہاں تک اسناد کا تعلق ہے ان میں سے اکثر روایات کی سند قوی ہے اور باعتبار روایت اس کی صحت میں کلام نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن حدیث کا معنوں صریح عقل کے خلاف ہے اور پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ہرگز نہ فرمائی ہوگی۔ (مودودی)

اب میں شیخ الحدیث والتفسیر کلمائے والے ممتاز علماء اسلام اور دیگر محققین و متکلمین حضرات سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا ان مندرجہ بالا اقتباسات پڑھنے اور سمجھنے کے بعد بھی محزب حدیث ابو النعاد مودودی کے کور ایمان اور منکر حدیث ہونے میں مزید کوئی کسر باقی ہے؟ اور کیا منکر حدیث ثابت ہونے کے لیے مودودی کی پیشانی پر دعوہ و سنگوں کا پیدا ہونا ضروری ہے؟ یا آسمان سے مودودی کے منکر حدیث ہونے کی نذر آنا ضروری ہے؟ اگر نہیں تو پھر از روئے حدیث نبوی علماء اسلام کی ایسی بے معنی خاموشی پر کیا قیامت کو ان کے منہ میں آگ کی لکام نہیں ڈالی جائے گی؟ جبکہ اس بے معنی خاموش رہنے کے اسباب بھی باقی نہ رہتے ہوئے۔ (دب)

لے صفحہ ۱۴ پر اقتباس نمبر ۱۴۶ ملاحظہ فرمائیے ہمیں ایک مشہور حدیث کا صریح مذاق اڑایا ہے۔

الزام کے معنی استدلال و تشریحات

”محض اپنی ذات گرامی کو آؤ میٹھ طریقے پر نہ صرف مجددِ کامل ہی بلکہ نیرِ اسٹارل ہمدی بھی منوانے اور ظاہر کرنے کے لیے ایک حدیثِ رسول کے مفہوم کو (اپنی گمراہ کن زور بیانی کے ذریعہ اس کے مشہور معانی پر تنقید اور اس کی پُر پیچ تشریحات کر کے عام ذہنوں کو اپنا اور اپنی حجت کا گردیدہ اور معتقد بنانے کے لیے) غلط استعمال کرنے والا اور امامِ ہمدی علیہ السلام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تفصیلات و علامات کو بصورتِ دجل لاٹھی ظاہر کر کے جھٹلانے والا کیا مخرِبِ اسلام اور مفسدِ دین و ایمان اور منکرِ حدیث نہیں؟

مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ
(تجذید و احیائے دین ص ۴۹ بعنوان مجددِ کامل کا مقام)

تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجددِ کامل پیدا نہیں ہوا ہے۔ قریب تھا کہ عمر ابن عبدالعزیز اس منصب پر فائز ہو جاتے، مگر وہ

(۲۴)

کامیاب نہ ہو سکے۔ اُن کے بعد جننے مجدد پیدا ہوئے اُن میں سے ہر ایک نے کسی خاص شعبے یا چند شعبوں ہی میں کام کیا۔ مجددِ کامل کا مقام ابھی تک خالی ہے۔ مگر عقل چاہتی ہے، فطرت مطالبہ کرتی ہے اور دنیا کے حالات کی رفتار متقاضی ہے کہ ایسا ”میٹر“ پیدا ہو۔ (مودودی)

اب اس کے بعد ایک حدیثِ صحیح پیش کرتا ہوں جو ابوالمجدد صاحبِ مودودی کی احادیث کے پُرانے ذخیروں سے چھانٹی اور چنی ہوئی ایک پسندیدہ حدیث ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

(حدیث ابوداؤد شریف بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا

دَيْنَهَا۔ (حدیث)

(۲۵) اشد ہر صدی کے سر پر اس امت کے بیسے لوگ اٹھاتا رہے گا جو اس کے لیے اس کے دین کو تازہ کریں گے۔ (ترجمہ مودودی۔ تجدید اچائے دین ص ۱۲ بعنوان شرح حدیث) یہ حدیث شریف اُن خوش نصیب حدیثوں میں سے ایک ہے کہ جن کو مادرِ مجد و عظم مودودی نے مزاج شناس رسول ہونے کی حیثیت سے بہ اعتبارِ سند اور صحت لفظی و معنی مفہوم درست اور صحیح قرار دے کر شرفِ قبولیت بخشا ہوا ہے نیز ابراہیمؑ صاحب مودودی نے اس حدیث شریف کا لفظی ترجمہ کرنے کے بعد ساتھ ہی اس کے تفسیری ترجمے میں اصلاحی تنقید اور نکاتی تبصرہ فرما کر اپنی جماعت کو مجددین کا گروہ اور اپنی ذات گرائی کو مجددِ کامل یا ابراہیمؑ سمجھانے کا ایک لطیف اندازِ تحریر اختیار فرمایا ہے جو بغور اور بہ تکرار قابلِ ملاحظہ ہے جس کو پڑھ کر مرزا غلام احمد قادیانی کے لاہوری گروہ کو یقیناً اپنے مجدد کے نہ صرف غیر کامل معلوم ہونے پر ی بلکہ اُن کو اپنے مجدد کی تجدیدی لاو لدی پر بھی سخت سخت اور نہ اہمیت محسوس ہوئی ہوگی۔

(مرتب)

(تجدید و حیثیتِ دین ص ۴۲ بعنوان "شرح حدیث")

(۲۶) مگر اس حدیث سے بعض لوگوں نے تجدید اور مجددین کا بالکل ہی ایک غلط تصور اخذ کر لیا۔ انہوں نے علیٰ رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَہْ مِائَةِ سے صدی کا آغاز یا اختتام مراد لے لیا اور من یجد د لہما کا مطلب یہ سمجھا کہ اس سے مراد لازماً کوئی ایک ہی شخص ہے۔ اس بنا پر انہوں نے تلاش کرنا شروع کر دیا کہ اسلام کی پچھلی تاریخوں میں کون کون ایسے اشخاص رہتے ہیں جو ایک ایک صدی کے آغاز یا اختتام پر پیدا ہوئے یا مرے ہوں اور انہوں نے تجدیدِ دین کا کام بھی کیا ہو۔ حالانکہ نہ رَأْسِ کے معنی سر کے ہیں اور صدی کے سر پر کسی شخص یا گروہ کے اٹھائے جانے کا مطلب صاف ظہور پر ہے کہ وہ اپنے

دور کے علوم، افکار اور رفتار عمل پر نمایاں اثر ڈالے گا۔ اور من کا لفظ عربی زبان میں واحد اور جمع دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس لیے من سے مراد ایک شخص بھی ہو سکتا ہے، بہت سے اشخاص بھی ہو سکتے ہیں، اور پورے پورے ادارے اور گروہ بھی ہو سکتے ہیں جنہوں نے جو خبر دی ہے اُس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ انشاء اللہ اسلامی تاریخ کی کوئی صدی ایسے لوگوں سے خالی نہ گذرے گی جو طوفان جاہلیت کے مقابلے میں انھیں گے اور اسلام کو اُس کی اصلی رُوح اور صورت میں از سر نو قائم کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ ضروری نہیں کہ ایک صدی کا مجدد ایک ہی شخص ہو۔ ایک صدی میں متعدد اشخاص اور گروہ یہ خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ تمام دنیائے اسلام کے لیے ایک ہی مجدد ہو ایک وقت میں بہت سے ملکوں میں بہت سے آدمی تجدید دین کے لیے سعی کرنے والے ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ شخص جو اس سلسلہ کی کوئی خدمت انجام دے ”مجدد“ کے خطاب سے نوازا جائے یہ خطاب تو صرف ایسے اشخاص ہی کو دیا جاسکتا ہے جنہوں نے تجدید دین کے لیے کوئی بہت بڑا اور نمایاں کارنامہ انجام دیا۔ (تشریح حدیث مودودی)

اس اقتباس کی پہلی خط کشیدہ سطور بغور ملاحظہ فرمائیے۔ اُس میں ابوالمجدد صاحب مودودی فرماتے ہیں کہ ”نہ راس کے معنی سر کے ہیں“ اور پھر راس کے معنی بتائے بغیر پوری حدیث کے مفہوم کو بصورت معانی سمجھانا شروع کر دیا جس کا لغت یا محاورات سے تو کوئی تعلق ہو ہی نہیں سکتا صرف یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ ابوالمجدد صاحب مودودی کو اچانک کشف یا الہام ہوا اور حدیث شریف کے ترجمے کی پوری عبارت کا یہ نیا ”صاف مطلب“ بذریعہ کشف یا الہام ہی حاصل کر کے بتلا دیا۔ اُس کے بعد پھر ابوالمجدد صاحب مودودی اُسی حدیث شریف کا ”واضح مفہوم“ بھی اگلی خط کشیدہ سطور میں تحریر فرماتے ہیں اس کو بھی بغور ملاحظہ فرمائیے پھر بقیہ عبارت

کو پڑھ کر دوبارہ از سر نو پورا اقتباس بنظر غائر پڑھتے ہوئے لگے اقتباس میں مجدد کی تعریفیں
لاحظہ فرمائیے۔

(تجدیدِ جمعیۃ دین ص ۴۵ بعنوان ”مجدد کی تعریف“)

تعریفِ مجدد از مودودی

(۲۷)

مجدد نبی نہیں ہوتا مگر اپنے
مجدد کی تعریف مزاج میں مزاجِ نبوت سے

یعنی مزاجِ شناسِ رسول ہوجاتا ہے۔

بہت قریب ہوتا ہے۔

نہایت صاف دماغ،

یعنی اعتدال، پُرکشی، وظیفوں اور نوافل وغیرہ

کے پتروں سے دماغ صاف رکھتا ہے۔

یعنی تصوف، عبادت، قیام اور محاسن و جہوں وغیرہ

کی ”کج ذہنیت“ اور ”غریت“ سے پاک

یعنی پرانی تفسیروں اور حدیثوں کے پرانے ذخیروں

میں اٹکے ہوئے ”دقیانوسی“ علمائے زمانہ کے

ساتھ اہم سے اہم تر مسئوں اور مرحلوں میں اہم

سے اہم تر موقعوں پر تعاون یا اتحاد دینا

مصلحت کرنے سے بے نیاز رہنے کی ”قابلیت“

اور ”قوت“ کا معاملہ۔

یعنی فہمِ بینی اور انگیزی بالوں کے جائز کرنے

اور دائرہٴ عمومی وغیرہ جیسے شعارِ اسلام کو غیر ضروری

قرار دینے کی بدرجہ اتم صلاحیت اور اہلیت

یعنی عملاً صورتہ اور لباساً چاہے پورا مسلمان

حقیقت رسِ نظر ہر قسم کی کجی سے پاک

بالکل سیدھا ذہن، افراط و تفریط سے بچ کر

توسط و اعتدال کی سیدھی راہ دیکھنے اور اپنا توازن

قائم رکھنے کی خاص قابلیت، اپنے ماحول اور صدیوں

کے جے اور پے ہوئے تعصبات سے آزاد ہو کر

سوچنے کی قوت۔

زمانے کی بگڑی ہوئی رفتار سے لڑنے کی طاقت

و جرات، قیادت و رہنمائی کی پیدائشی صلاحیت

اجتہاد اور تعمیر نو کی غیر معمولی اہلیت۔

اور ان سب باتوں کے ساتھ اسلام میں

مکمل شرح صدر نقطہ نظر اور فہم دشعور میں
پورا مسلمان ہونا۔

نہو لیکن نقطہ نظر اور فہم دشعور میں پورا مسلمان
ہو اور شرح صدر ایسا ہو کہ بیک نظر قرآن کریم
کے بیان کردہ قوانین کو دورِ حاضرہ کے تقاضوں
کے مطابق ناقابلِ عمل قرار دینے کے لیے علمائے
امت کے مقابلے میں سینہ سپر ہو سکتا ہو۔

یعنی طلاق، عدت، خلع اور مُتغہ وغیرہ جیسے فقرہ
کے مدتہائے دراز کے پھیلے ہوئے دقیقاً نویسی
مسائل کی تباہ کاریوں اور ان کی الجھنوں
میں سے امرِ حق ڈھونڈ کر مہماتِ امورِ دینیہ کو
آسان کر سکتا ہو۔

باریک سے باریک جزئیات تک میں اسلام
اور جاہلیت میں تمیز کرنا اور مدتہائے دراز کی الجھنوں
میں سے امرِ حق کو ڈھونڈ کر الگ نکال لینا۔

یہ وہ خصوصیات ہیں جن کے بغیر کوئی شخص مجدد
نہیں ہو سکتا اور یہی وہ چیزیں ہیں جو اس سے
بہت زیادہ بڑے پیمانے پر تہی میں ہوتی ہیں۔

(مرتب)

(مودودی)

یہ تمام صفات شاہ ولی اللہ اور مجددِ اہل ثانی رحمہ اللہ وغیرہ کے نقائص نکالنے
والے ابوالمجدد صاحب مودودی میں بدرجہ اتم موجود ہیں اور یہ تمام تعریفات چونکہ حقائق
پر محمول اور کشف و الہام سے متعلق ہیں اس لیے حوالجات کی نہ ضرورت ہی ہے اور
نہ ابوالمجدد صاحب مودودی جیسی بلند و بالا شخصیت سے حوالجات کا مطالبہ ہی کیا
جاسکتا ہے۔

لیجیے اب ابوالمجدد صاحب مودودی کی تجدّد نوازی اور وریا دلی ملاحظہ فرمائیے
مگر مذکورہ بالا ابوداؤد شریف کی حدیث کا پورا مضمون اور مندرجہ بالا مجدد کی تعریف کا مکمل
اقتباس بغور پڑھ کر اور اس کو ذہن میں محفوظ رکھ کر پڑھیے تاکہ مزید نکات و رموز

سے خود بخود مستفیض ہو سکیں۔

(تجدید دینی کے ادین محکمۃ بعنوان منصب تجدید اور امام مہدی)

(۲۸)

ہمارے علم میں جس شخص نے بھی دین کو از سر نو تازہ کرنے کی کوئی خدمت انجام دی ہو، ہم اسے مجدد کہہ سکتے ہیں اور دوسرے شخص کی رائے میں اگر اُس کا کارنامہ اس مرتبہ کا نہ تو وہ اسے اس لقب کا مستحق ٹھہرانے سے انکار کر سکتا ہے۔ نادان لوگوں نے اس معاملے کو خواہ مخواہ اہم بنا دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی تھی وہ صرف یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو مٹنے نہیں دے گا بلکہ ہر صدی کے سر پر ایسے شخص یا اشخاص کو اٹھاتا رہے گا جو اس کے دھندلے ہوتے ہوئے آثار کو پھر سے تازہ کر دے گا یا کر دیں گے۔ حدیث میں مَن کا لفظ عربیت کے لحاظ سے اس بات کا متقاضی نہیں ہے کہ ضرور کوئی ایک ہی شخص ہو اس کا اطلاق متعدد اشخاص پر بھی ہو سکتا ہے اور حدیث میں کوئی لفظ ایسا بھی نہیں ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکے کہ مجدد کو اپنے مجدد نہ ہونے کا شعور بھی ہونا چاہیے یا یہ کہ لوگوں کے لیے مجدد کا پہچانا بھی ضروری ہے۔ (مردودی)

اب اس کے بعد بغیر دعوئے کیے آٹھ ممکن طریقے پر مجدد کا مل بننے کے ثبوت میں ایک اور اہم اقتباس پیش کرتا ہوں جو ابوالمجدد و صاحب مردودی نے مجدد کا مل ہونے کی حیثیت سے پر جلال انداز میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور مجدد الف ثانی سرمدی رحمہما اللہ علیہم کے بنیادی نقائص میں سے ایک مزید فقہ اثباتی نے والا متعدی نقص کا اظہار فرمایا ہے۔

(مرتب)

(تجدید دینی ۱۴۷۰ بعنوان کشف والہام کی حقیقت)
 میں تو یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ان دونوں بزرگوں کا اپنے مجدد
 ہونے کی خود تصریح کرنا اور بار بار کشف والہام کے حوالہ سے اپنی
 باتوں کو پیش کرنا ان کے چند غلط کاموں میں سے ایک ہے۔ اور
 ان کی یہی غلطیاں ہیں جنہوں نے بعد کے بست سے کم ظرفوں کو طرح
 طرح کے دعوے کرنے اور امت میں نت نئے نئے اٹھانے کی

(مودودی)

جرات دلائی۔

دیکھا آپ نے ابوالمجدد صاحب مودودی کی تجدیدی ذہنیت کا تبلیسی تیرہ جوانوں
 بزرگوں کے ہی تقدس کو مجروح کرنے کے لیے نہیں بلکہ آخری منزل تک پہنچانے کے لیے
 چھوڑا ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ ذَالِکْ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ ذَالِکْ کیونکہ خط کشیدہ عبارت
 کا مطلب تو صاف یہی نکلتا ہے کہ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکْ اگر تمام انبیاء علیہم السلام اور
 خاتم الانبیاء سردارِ دجہاں علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بھی نبوت کے دعوے نہ کیے ہوتے تو دوسرے
 فتن و کتاب اور کم ظرف لوگوں کو بھی نبوت کے جھوٹے دعوے کر کے نت نئے اور عظیم
 فتنے اٹھانے کی ہرگز جرات نہ ہوتی ہوتی۔

(مرتب)

حضرت امام ہمدی علیہ السلام کے متعلق جو علامتیں مشکوٰۃ شریف، ابو داؤد اور
 ترمذی شریف وغیرہ احادیث میں منقول ہیں اور عام طور پر مشہور بھی ہیں وہ یہ ہیں کہ
 ”امام ہمدی علیہ السلام سید اور اولادِ فاطمۃ الزہراء میں ہوں گے، آپ کا ذاتی نام محمد
 ہوگا، والد کا نام عبد اللہ، والدہ کا نام آمنہ ہوگا، آپ کا قد مبارک قدرے لمبا ہوگا،
 بدن چست، رنگ صاف کھلا اور نکھرا ہوا ہوگا، اپنی ناک اور کشادہ پیشانی ہوگی چہرہ مبارک
 سردارِ دجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے مشابہ ہوگا، آپ کے اخلاق و عادات

بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے ہوں گے، آپ کی زبان مبارک میں کلمت ہوگی جس کی وجہ سے کبھی عاجز ہو کر رازوں پر ہاتھ مارا کریں گے، آپ کا علم خداداد ہوگا، بیعت کے وقت عمر چالیس سال ہوگی اور بیعت سے قبل رمضان شریف میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکا ہوگا اور آپ اپنے آپ کو انتہائی چھپائے رکھنے کی کوششیں بھی کریں گے، لیکن بعض اہل اللہ احادیث کی علامات دیکھ کر آپ کو رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے پہچان لیں گے اور جبراً و کرہاً آپ سے لوگ بیعت کر لیں گے اور بیعت کے وقت آسمان سے صاف یہ ندا آئے گی **هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَاَطِيعُوا** (ترجمہ) یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں سنو ان کی اور اطاعت کرو جس کو تمام خاص و عام لوگ سنیں گے۔ اب اس کے بعد ابوالمجدد صاحب مودودی کی ایمانیات ملاحظہ فرمائیے اور نور مودودی سے قلب کو منور کیجیے۔

(مرتب)

(تجدید دہائیے دین ص ۵۲ بعنوان "الامام المہدی")

(۳۰) مسلمانوں میں جو لوگ الامام المہدی کی آمد کے قائل ہیں وہ بھی ان تجدیدین سے جو اس کے قائل نہیں ہیں، اپنی غلط فہمیوں میں کچھ پیچھے نہیں ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ امام مہدی کوئی اگلے وقتوں کے مولویانہ و صوفیانہ وضع قطع کے آدمی ہوں گے۔ تبسح ہاتھ ہیں ایسے بیکار کسی مدرسے یا خانقاہ کے حجرے پر سے برآمد ہوں گے۔ آتے ہی انا اللہی کا اعلان کریں گے۔ علماء اور مشائخ کتابیں لیے ہوئے پہنچ جائیں گے اور کھٹی ہوئی علامتوں سے ان کے جسم کی ساخت وغیرہ کا مقابلہ کر کے انہیں شناخت کر لیں گے، پھر بیعت ہوگی اور اعلان جہاد کر دیا جائے گا۔ پتے کیسے ہوئے درویش اور سب پرانے طرز کے "بقیۃ السلف" ان کے جھنڈے تھے جمع ہوں گے۔ تواریخ محض شرط پوری کرنے کے لیے برائے نام چلائی پڑے گی۔

اصل میں سارا کام برکت اور روحانی تصرف سے ہوگا۔ پھونکوں اور
 وظیفوں کے زور سے میدان جیتے جائیں گے۔ جس کافر پر نظر مار دیں گے
 تڑپ کر بے ہوش ہو جائے گا اور محض بددعا کی تاثیر سے ٹہنکوں اور
 ہوائی جہازوں میں کھڑے پڑ جائیں گے۔ (مودودی)

یہ ہے ابوالجہد صاحب مودودی کی سچی سچی 'صاف صاف' ایمانیات کی ادنیٰ سی
 جھلک! فرمائیے؛ اتباع رسول کی اس 'تحمید و تحمیم' سے اور مسلم شریف کی ذمہ داری
 صحیح حدیث کی اس 'تقدیس و توقیر' سے قلب میں کچھ نور پیدا ہوا؛ ایمان میں کچھ تازگی محسوس
 ہوئی؛ اگر نہیں تو یحییٰ ابوالجہد صاحب مودودی کے خصوصی اور تجلیاتی و ایمانی تصورات بھی
 ملاحظہ فرمائیے تاکہ کسی صاحب مکاشفہ، عابد و زاہد اور روحانی متصرف بزرگ کی کرامتوں
 کا شکار ہو کر ابوالجہد صاحب کی قائم کردہ جدید قسم کی اسلامی اسٹیٹ میں کسی غبارے سے
 دوچار نہ ہو جائے پڑے۔

(گزشتہ سے پیوستہ)

عقیدہ طور مہدی کے متعلق عام لوگوں کے تصورات کچھ اسی قسم کے ہیں
 مگر میں جو کچھ سمجھا ہوں اس سے مجھ کو معاملہ بالکل برعکس نظر آتا ہے۔ میرا
 اندازہ یہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانے میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر
 ہوگا۔ وقت کے تمام علوم جدیدہ پر اس کو مجتہدانہ بصیرت حاصل ہوگی۔
 زندگی کے سارے مسائل مہمہ کو وہ خوب سمجھتا ہوگا۔ عقلی و ذہنی ریاست
 سیاسی تدبیر اور جنگی مہارت کے اعتبار سے وہ تمام دنیا پر اپنا سکہ
 جما دے گا اور اپنے عہد کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید ثابت
 ہوگا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اُس کی "بدتوں" کے خلاف مولوی اور صوفی
 صاحبان ہی سب سے پہلے شورش برپا کریں گے۔ پھر مجھے یہ بھی

امید نہیں کہ اپنی جہانی ساخت میں وہ باہم انسانوں سے کچھ بہت مختلف ہوگا کہ اس کی علامتوں سے اُس کو تاثر دیا جائے، نہ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے ہمدی ہونے کا اعلان کرے گا۔ بلکہ شاید اُسے خود بھی اپنے ہمدی موعود ہونے کی خبر نہ ہوگی اور اس کی موت کے بعد اُس کے کارناموں سے دنیا کو معلوم ہوگا کہ یہی تھا وہ خلافت کو منہاج النبوة پر قائم کرنے والا جس کی آمد کا خردہ سنایا گیا تھا۔ جیسا کہ میں پہلے اشارہ کر چکا ہوں، نبی کے سوا کسی کا یہ منصب نہیں ہے کہ دعوے سے کام کا آغاز کرے اور نہ نبی کے سوا کسی کو یقینی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس خدمت پر مامور ہوا ہے۔ ہمدیت دعویٰ کرنے کی چیز نہیں، کر کے دکھا جانے کی چیز ہے۔ اس قسم کے دعوے جو لوگ کرتے ہیں اور جو ان پر ایمان لاتے ہیں میرے نزدیک دونوں اپنے علم کی کمی اور ذہن کی پستی کا ثبوت دیتے ہیں۔ ہمدی کے کام کی نوعیت کا جو تصور میرے ذہن میں ہے وہ بھی ان حضرات کے تصور سے بالکل مختلف ہے۔ مجھے اس کے کام میں کرامات و خوارق کشف و الہامات اور چیلوں اور ”مجاہدوں“ کی کوئی جگہ نظر نہیں آتی میں یہ سمجھتا ہوں کہ انقلابی لیڈر کو دنیا میں جس طرح شدید جدوجہد اور کشمکش کے مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے انہی مرحلوں سے ہمدی کو بھی گزرنا ہوگا۔ وہ خالص اسلام کی بنیادوں پر ایک نسیب مذہب فکر (SCHOOL OF THOUGHT) پیدا کرے گا۔ ذہنیوں کو بندے گا۔ ایک زبردست تحریک اٹھائے گا جو بیک وقت تہذیبی بھی ہوگی اور سیاسی بھی، جاہلیت اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ اُس کو کچلنے کی

کوشش کرے گی، مگر بالآخر وہ جاہلی اقتدار کو الٹ کر چٹیک دیگا اور ایک ایسا زبردست اسلامی اسٹیٹ قائم کرے گا جس میں ایک طرف اسلام کی پوری روح کارفرما ہوگی اور دوسری طرف سائنٹیفک ترقی اور کمال پر پہنچ جائے گی۔ (مودودی)

(تجدید حیات دین ص ۱۶۴ بعنوان "المہدی کی علامات")

اول تو خود لفظ "مہدی" پر غور کرنا چاہیے جو حدیث میں استعمال کیا گیا ہے حضور نے مہدی کا لفظ استعمال فرمایا ہے، جس کے معنی میں ہدایت یافتہ کے "ہادی" کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے۔ مہدی ہر وہ سردار، لیڈر اور امیر ہو سکتا ہے جو راہ راست پر ہو۔ "المہدی" زیادہ سے زیادہ خصوصیت کے لیے استعمال ہوگا جس سے آنے والے کی کسی خاص امتیازی شان کا اظہار مقصود ہے اور وہ امتیازی شان حدیث میں اس طرح بیان کر دی گئی ہے کہ آنے والا خلافت علی منہاج النبوة کا نظام درہم برہم ہو جانے اور ظلم و جور سے زمین کے بھر جانے کے بعد از سر نو خلافت کو منہاج نبوت پر قائم کرے گا اور زمین کو عدل سے بھر دیگا۔ (مودودی)

غور فرمایا آپ نے! اللہ کا رسول تو فرمائے کہ مہدی میری اولاد سے ہوگا اور یہ اور یہ اس کی علامات ہوں گی اور ابوالاستہزا صاحب شریعہ مودودی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام علامتوں کو انتہائی تحقیر اور تبیسا نہ انداز میں جھٹلا کر فرماتے ہیں کہ مہدی ہر وہ سردار، لیڈر اور امیر ہو سکتا ہے جو راہ راست پر ہو! اب تو صاف سمجھ میں آگیا ہوگا کہ ابوالاستہزا صاحب شریعہ مودودی کے لیے نعوذ باللہ من ذالک ابوالانبیاء کا خطاب بھی یقیناً ضروری ہی ہے کیونکہ خاتم الانبیاء سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے نہ صرف صریح اختلاف ہی کرنا بلکہ استہزا اور مذاق اڑانا اور آپ کے متبعین اور پیروں پر ایک قسم کا چارج شیٹ بھی لگانا

یعنی نا اہل قرار دینا (جیسا کہ اقتباس نمبر ۲۹۱ کی خط کشیدہ سطور سے ظاہر ہے) کیا کسی معمولی مراتب کے انسان کا کام ہو سکتا ہے؟ کسی حاکم کے فرمان کے خلاف یقیناً کوئی بڑا حاکم ہی اختلاف یا رائے زنی کر سکتا ہے۔ اور کیا پیغمبرانہ منصب سے گذر کر حدود اللہ میں رائے زنی کرنا یا قاعدے کٹے اختراع کرنا ابوالاستہزا صاحب شریعہ مودودی کے غیر معمولی ”مراتب“ کی نشاندہی نہیں؟ اور کیا ان حالات کے پیش نظر تمام علمائے پاکستان کا متحد و متفق اور منظم اور صحت آراء ہو کر ابوالاستہزا صاحب شریعہ اور فقہین مودودی کی خدمت میں پہنچ کر ”بیعت“ ہونا یا کم سے کم خدماتِ علو دین کی ”داد پیش کرنا“ ضروری اور فرض نہیں؟ اور کیا ان واضح اور نمایاں حالات کے پیش نظر ابوالاستہزا صاحب شریعہ مودودی کو ”نَعُوذُ بِاللّٰهِ“ ”ابوالانبیاء“ کے خطاب سے محروم رکھنا اگر اپنے ایمانوں کا ضیاع نہیں تو کیا یہ اُن کی حق تلفی اور ناحق شناسی بھی نہیں؟ اور کیا بغیر دعویٰ کیے خود بخود آٹومیک طریقے پر ماڈرن عہد اور نیو اسٹائل ہمدی بن جانے کے لیے مودودی کی یہ تشریحات کافی اور مدلل نہیں؟

آنکھوں والا تیسرے جو بن کا تماشا دیکھو

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھو

اب بھی اگر ابوالاستہزا صاحب مودودی کے قُل پاور ماڈرن عہدِ اعظم اور نیو اسٹائل ہمدی ہونے میں شک و شبہ باقی ہو تو پھر آپ کو چاہیے کہ نیو اسٹائل ہمدی کی ”مصیقتی ایمان“ کتب ”تجدید و احیائے دین، تحقیقات، تعلیمات، رسائل مسائل، مسلمان اور موجودہ سیاسی محسوس اور حقوق الزوجین“ وغیرہ کا باقاعدہ مطالعہ کریں مگر ان ”مصیقتی ایمان“ کتب کے مطالعے کے لیے درسِ نظامی کا مستند فاضل ہو یا کسی مستند عالم کے ذریعہ سمجھنا ضروری ہے اس کے باوجود بھی اگر شکوک باقی رہ جاتے ہیں تو پھر آپ ضرور کسی دارالعلوم میں داخلہ لیں یا کسی شیخِ کامل کی خدمات حاصل کریں اور اپنی ”کج ذہنیت“ اور کم علمیت کا فوری علاج کرائیں۔

(مرتب)

(رسائل مسائل حصہ اول مسئلہ ۴۳ بعنوان ”مسئلہ ہمدی“)

(۳۳)

کتاب ”علامات قیامت“ میں جس روایت کا ذکر ہے اس کے متعلق
میں نفیاً یا اثباتاً کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اگر وہ صحیح ہے اور فی الواقع حضور
نے یہ خبر دی ہے کہ ہمدی کی بیعت کے وقت آسمان سے ندا آئے
گی کہ ”هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْتَبِعُوا آلَهُ وَأَطِيعُوا“
تو یقیناً میری وہ رائے غلط ہے جو تجدید و احیائے دین میں میں نے
ظاہر کی ہے لیکن مجھے یہ توقع نہیں کہ حضور نے ایسی بات فرمائی ہوگی۔

(مودودی)

قابل غور امر ہے کہ اول تو شاہ ربیع الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرقوم اول
قرآن کریم جو برادر حقیقی ہیں حضرت شاہ عبدالعزیز، حضرت شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالغنی صاحب
رحمۃ اللہ علیہم کے، ان کا اپنی کتاب ”علامات قیامت“ میں اس حدیث ”هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ
الْمَهْدِيُّ فَاسْتَبِعُوا آلَهُ وَأَطِيعُوا“ کا بیان فرمانا ہی صحت اور سند ہے۔ اور پھر
کیا ابوالجہد صاحب مودودی کے لیے یہ بات قابل شرم و غیرت اور قابل صد ہزار لعنت نہیں
ہے کہ اتنے بڑے (وہم دگمان اور قیاس و تصور سے بالا) عالم اور مفسر قرآن ہو کہ اور کچھ معطر
میں مؤثر اسلامی کے رکن اور رابطہ عالم اسلامی کی مجلس تاسیسی کے ممبر اور احادیث اور احادیث
کے راویوں کو پرکھنے کے ماہر ہو کہ اور عالم اسلام میں تجدید و احیائے دین اور اقامت دین
کے دعوے دار اور علمبردار ہو کہ یہ فرمائیں کہ ”میں نفیاً یا اثباتاً کچھ نہیں کہہ سکتا اگر وہ صحیح
ہے اور فی الواقع حضور نے یہ خبر دی ہے کہ ہمدی کی بیعت کے وقت آسمان سے ندا آئے
گی تو میری وہ رائے غلط ہے جو تجدید و احیائے دین میں نے ظاہر کی ہے“ کیا مودودی
صاحب اپنے اس تذبذب کو رفع کرنے کے لیے احادیث کی کتابوں میں تلاش کر کے
اپنی یقینی رائے کا اظہار نہیں کر سکتے تھے؟

بات در حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ مودودی صاحب کو پورا پورا یقین ہے کہ یہ حدیث ہے اور صحیح ہے مگر اس کی صحت اور اس حدیث شریف کے مضمون سے مودودی صاحب کا وہ سارا کا سارا بنا بنایا تجدید و احیائے دین و اقامت دین کا پُر فریب پلان اور تمام تصانیف اور خود ذات شریف بھی سمندر ہی کی نظر کر دیے جانے کے قابل سمجھے جانے لگیں گے۔ (مرتب)

الزام مع الاستدلال و تشریحات

”خانہ کعبہ اور حرم پاک کے مقدس ماحول کی شرمناک اور غیر مہذب اور ناقابل برداشت حقارت آمیز الفاظ میں (بہ مشابہ اعدائے دین) تذلیل و توہین کر کے ارض بیت اللہ کو بادت کی رُوح سے ہی خارج اور محروم بتلانے والا اور منتظمین کعبہ کی شان میں خالص اپنے ہی عیوب اپنی ہی اسلام فردشی قرآن فردشی اور دین فردشی کا عکس تصویر کر اُن کی شان مقدس میں بنارس اور ہردار کے پنڈتوں اور جوگیوں کے توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے والا اور حج بیت اللہ کے فضائل و مناسک کی تبلیغ و تہقین کرنے والے علماء کرام کی شان میں ذلیل و رکیک بلکہ واجب التعزیر الفاظ میں دریدہ دہنی کرنے والا کیا دشمن اسلام، مفسد دین و ایمان بد گام اور فتنہ اعظم نہیں؟“

اس جگہ سب سے پہلے مودودی صاحب کی تفسیر تفہیم القرآن کی طبع چہارم کے سرورق کے اندر دنی صفحے کا ایک اہم اور خصوصی اعلان پیش کرتا ہوں کہ جس کا الزام نمبر ۵ کے حوالجات سے غیر معمری تعلق ہے۔ (مرتب)

مَنْ يَمْدِدْهُ اللَّهُ فَلَا مَضْلَ لَهُ وَمَنْ يَضِلُّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۝

(تفہیم القرآن جلد اول طبع چہارم کے سرورق کا اندر دنی صفحہ)

اس کتاب کے تین ہزار نسخے نکل چکے تھے کہ ہمارے علم میں یہ بات

آئی کہ ایک صاحب اُسے ناجائز طور پر طبع کرنے کی کوشش کر رہے
 ہیں۔ لہذا ہم نے اب یہ اہتمام کیا ہے کہ ہر نسخے پر مصنف اور طابع و
 ناشر کے قلمی دستخط ہوں گے۔ تاکہ ہر وہ نسخہ بال سرودہ قرار پائے جس پر
 یہ دستخط نہ ہوں۔ دستخط کرنے کا یہ طریقہ قسم اول کے نسخے ۲۰۰۱
 قسم دوم کے نسخہ ۲۰۰۱ اور قسم سوم کے نسخہ ۵۰۱ سے شروع کیا
 جا رہا ہے۔ ہم اس امر کا اعلان بھی کرتے ہیں کہ مکتبہ تعمیر انسانیت
 کے دفتر میں ان سب لوگوں کے نام اور پتے محفوظ رکھے جاتے ہیں
 جن کو کتاب کا کوئی نسخہ قیماً یا ہدیہ دیا جاتا ہے۔ لہذا جو صاحب
 مصنف کی اجازت کے بغیر یہ کتاب طبع اور شائع کریں گے، اُن
 کی چوری چھپ نہ سکے گی اور اُن کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی
 جائے گی۔

طابع و ناشر

مصنف

محمد قمر الدین

ابوالاعلیٰ

ہدیہ ۱۶/۲۵

(اعلان برائے تفہیم القرآن مودودی)

قرآن کریم اور اس کی تفسیر ہی دین و اسلام کا سرچشمہ ہے اور اللہ کے دین کی اشاعت
 اور اعلائے کلمۃ الحق کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور اللہ کے دین کی اشاعت اور اعلائے
 کلمۃ الحق حتی الامکان ہر مسلمان کا فرض ہے اس لیے قرآن کریم اور اس کی تفسیر کا زیادہ
 سے زیادہ چھپنا بھی یقیناً اُسکی زیادہ سے زیادہ اشاعت کا پُر سہولت اور آسان و ارزاں سبب
 ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم اور تفاسیر، احادیث شریف اور فقہ، ہر گز بھی کسی فرد واحد یا کسی
 کمپنی کی جاگیر نہیں بن سکتی۔ جیسا کہ تاریخ اسلام میں آج تک قرآن و حدیث اور فقہ و
 تفسیر کی طباعت اس قدر عام رہی ہے کہ نوکل کشور وغیرہ جیسے غیر مسلموں نے بھی لامتناہی
 تعداد میں قرآن و حدیث و فقہ و تفسیر کی طباعت کرائی ہے جو ارزاں سے ارزاں تر

قیمتوں پر فراہم ہونے اور زیادہ سے زیادہ شائع ہونے کا سبب بنا۔ لیکن ابراہیم صاحب
 مودودی نے اپنی تفسیر اور اپنی وہ تمام خصوصی تصانیف جو عالم اسلام میں تجدید دین، احیائے
 دین، اقامت دین، اشاعت دین، تبلیغ دین، ترغیب دین اور تلقین دین کا ہی سہارا لے کر
 لکھی اور شائع کرائی گئی ہیں، اُن سب کے جملہ حقوق پر طباعت کی پابندی لگا کر اور گراں سے
 گراں ترقیمتوں پر فروخت کر کے نہ صرف اپنی یا اپنے باپ دادا کی جائگاری بنالی ہے بلکہ
 اس گمراہ کن طریقے کو دوسروں کے لیے جواز اور مشعل راہ بنا دیا ہے۔ اور یہ اسلام اور دین
 فروشی اور قلم فروشی کا ایسا ناقابل تردید اور واضح ثبوت ہے کہ جس کا سوائے ڈوب مرنے یا
 پاکستان اور تمام ممالک اسلامیہ سے روپوش ہو جانے یا پھر اللہ کے حضور میں توبہ کرنے اور
 قوم سے معافی مانگنے کے کوئی تدارک یا جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن اس کے برعکس بے غیرتی
 اور ڈھٹائی ملاحظہ فرمائیے کہ اگر کسی نے ابراہیم صاحب مودودی کی ان پُر فریب اور پُر دہش
 چالوں کو تاڑ اور بھانپ کر اور اُن کے اسلام فروشی کے پُر خطر نتائج سے متاثر ہو کر صرف
 قلم فروش ہی کہہ دیا یا لکھ دیا تو فوراً ہی اُن کے ”صالحین“ اور ”قانتین“ کوٹ پتلون کے بٹن کھول
 اور آستین چڑھا دیے برہم ہوتے ہیں کہ جیسے نہ معلوم حضرت قبلہ مولانا ابراہیم صاحب مودودی
 کی شان مبارک میں کوئی ناروا گستاخی یا بے بنیاد الزام اور مکروہ ہتان لگا دیا ہو۔ اس
 لیے اب میں ابراہیم صاحب مودودی کا ایک دینی اور علمی و ادبی و اصلاحی اقتباس
 پیش کرتا ہوں کہ جو ابراہیم صاحب مودودی نے قرآن کریم کی آیت مبارک اُدْعُ اِلٰی
 سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ (پہلے آخر)
 (ترجمہ :- آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلائیے
 اور اُن کے ساتھ حُسن و خوبصورتی سے بحث کیجیے) پر عمل کر کے ہی آپ زمزم میں غسل فرما
 کر اور با وضو ہو کر نہایت سستہ و شائستہ انداز و الفاظ میں بکھا ہو گا۔

(خطبات حصہ چہارم ص ۵۲ تا ۵۴ بعنوان حج کا عالمگیر اجتماع)

وہ سرزمین جہاں سے کبھی اسلام کا نور تمام عالم میں پھیلتا تھا، آج اسی جاہلیت کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں وہ اسلام سے پہلے مبتلا تھی؛ اب نہ وہاں اسلام کا علم ہے، نہ اسلامی اخلاق ہیں، نہ اسلامی زندگی ہے۔

لوگ دُور دُور سے بڑی گری عقیدتیں لینے ہوئے حرم پاک کا سفر کرتے ہیں۔ مگر اس علاقے میں سینکڑ جب ہر طرف اُن کو جہالت، گندگی، طمع، بے حیائی، دنیا پرستی، بد اخلاقی، بد انتظامی اور عام باشندوں کی ہر طرح گری ہوئی حالت نظر آتی ہے تو اُن کی توقعات کا سارا ظلم پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بہت سے لوگ حج کر کے اپنا ایمان بڑھانے کے بجائے اور اُٹا کچھ لٹاتے ہیں۔ وہی پرانی منست گری جو حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کے بعد جاہلیت کے زمانے میں کبھی میں مُسلط ہو گئی تھی اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکو ختم کیا تھا، اب پھر تازہ ہو گئی ہے، حرم کعبہ کے منتظم پھر اُسی طرح منست بن کر بیٹھ گئے ہیں۔ خدا کا گھر اُن کے لیے جائیداد اور حج اُن کے لیے تجارت بن گیا ہے۔ حج کرنے والوں کو وہ اپنا اسامی سمجھتے ہیں۔ مختلف ملکوں میں بڑی بڑی تنخواہیں پانے والے ایجنٹ مقرر ہیں تاکہ اسامیوں کو گھیر گھیر کر بھیجیں۔ ہر سال اجمیر کے خادموں کی طرح ایک لشکر کا لشکر دلاؤں اور سفری ایجنٹوں کا مکہ سے نکلتا ہے تاکہ دنیا بھر کے ملکوں سے اسامیوں کو گھیر لائے۔ قرآن کی آیتیں اور حدیثیں احکام لوگوں کو سنا سنا کر حج پر آمادہ کیا جاتا ہے، نہ اس لیے کہ انہیں خدا کا عابد کیا ہو، فرض یاد دلایا جائے، بلکہ صرف اس لیے کہ ان احکام کو سن کر یہ لوگ حج کو نکلیں تو آمدنی کا دروازہ کھلے۔ گویا اللہ اور اُس کے

رسولؐ نے یہ سارا کاروبار انہی مسنتوں اور ان کے دالوں کی پرورش
 کے لیے پھیلایا تھا۔ پھر جب اس فرض کو ادا کرنے کے لیے آدمی گھر
 سے نکلتا ہے تو سفر شروع کرنے سے لے کر واپسی تک ہر جگہ اس
 کو مذہبی مزدوروں اور دینی تاجروں سے سابقہ پیش آتا ہے معلم،
 مطوف، وکیل مطوف، کلید بردار کعبہ اور خود حکومت حجاز، سب
 اس تجارت میں حصہ دار ہیں۔ حج کے سارے مناسک معاوضہ لے کر ادا
 کرائے جاتے ہیں۔ ایک مسلمان کے لیے خانہ کعبہ کا دروازہ تک فیس کے
 بغیر نہیں کھل سکتا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ بنارس اور ہردوار کے
 پنڈتوں کی سی حالت اس دین کے نام نہاد خدمت گزاروں اور مرکزی
 عبادت گاہ کے مجاہدوں نے اختیار کر رکھی ہے جس نے محنت گری
 کے کاروبار کی جڑ کاٹ دی تھی۔ بھلا جہاں عبادت کرانے کا کام مزدوری
 اور تجارت بن گیا ہو، جہاں عبادت گاہوں کو ذریعہ آمدنی بنایا گیا ہو
 جہاں احکام الہی کو اس غرض کے لیے استعمال کیا جاتا ہو کہ خدا کا حکم
 سن کر لوگ فرض بجالانے کے لیے مجبور ہوں اور اس طاقت کے بل پر
 ان کی جیبوں سے روپیہ گسیٹا جائے، جہاں آدمی کو عبادت کا ہر رکن
 ادا کرنے کے لیے معاوضہ دینا پڑتا ہو اور دینی سعادت ایک طرح سے
 خرید و فروخت کی جنس بن گئی ہو، ایسی جگہ عبادت کی روح باقی کہاں
رہ سکتی ہے؟ کس طرح آپ امید کر سکتے ہیں کہ حج کر کے دالوں اور
 حج کرانے والوں کو اس عبادت کے حقیقی دروہانی فائدے سے حاصل
 ہوں گے جبکہ یہ سارا کام سوداگری اور دوسری طرف خریداری کی ذہنیت
 سے ہو رہا ہو۔
 (مودودی)

ملاحظہ فرمائی؟ ابراہیم خاں صاحب مودودی کی کلیجہ چیر دینے والی مسلم اور مومن آزار تحریر؟ کیا عالم اسلام میں تجدید و احیائے دین کا کوئی علمبردار یا دعویدار تو درکنار کوئی عام اور مذہب سے آزاد رہنے والا مسلمان بھی کہیں اتنی جرأت اور بے باکی دکھا سکتا ہے؟ مجھے یقین ہے کہ کوئی غیر مسلم بھی حرم پاک اور علمائے حق اور منتظمین کعبہ کے خلاف اتنی جرأت اور بے باکی سے قلم نہیں اٹھا سکتا۔ اچھا میں بھی پوچھتا ہوں کہ اللہ نے یہ سارا نظام اسلام قرآن و حدیث اور غلاف کعبہ وغیرہ کا کاروبار صرف مودودی پرشاد اور اس کے دلائل ساتھیوں کے لیے پھیلایا ہے؟

(مرتب)

الزام ۹ مع استدلال و تشریحات

”پیغمبر خدا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی وضع قطع، لباس و تمدن اور طرز معاشرت اختیار کرنے کو محض ڈرامے کی حیثیت بتلا کر سنت نبوی اور اسوۂ رسولؐ سے روگردانی اور آثار صحابہ کے انکار کا قلعہ کھڑا کرنے والا کیا مخرّب اسلام اور مفسد دین و ایمان نہیں؟ اور کیا شعار اسلام اور سنت رسولؐ کا کھلا دشمن نہیں؟

مَنْ يَتَّبِدِ اللَّهَ فَلَا يُضِلِّ لَهُ دَمْنٌ يَفْضِلُهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۝

(رسائل مسائل حصہ اول ص ۱۸۹ بعنوان ”تقلید و عدم تقلید“)

میں نہ منکب اہم حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ خفیت یا شافیت ہی کا پابند ہوں۔ - (مودودی)

(بحوالہ بالام ۱۵۴ بعنوان ”جماعت اسلامی کے متعلق چند شبہات“)

میرا طریقہ یہ ہے کہ میں بزرگان سلف کے خیالات اور کاموں پر بے لاگ تحقیقی و تنقیدی نگاہ ڈالتا ہوں۔ جو کچھ ان میں حق پاتا ہوں اسے حق کہتا ہوں اور جس چیز کو کتاب و سنت کے لحاظ سے یا حکمت عملی کے اعتبار

(۳۶)

(۳۷)

سے درست نہیں پاتا اُس کو صاف صاف نادرست کہہ دیتا ہوں۔

(مودودی)

کیا ابوالحکمت صاحب مودودی کی اس خط کشیدہ ”حکمت عملی“ کے معنی یا اس کی شرعی تفصیل کوئی عالم دین بتلانے اور سمجھانے کی تکلیف گوارا کر سکتے ہیں؟ کہ اللہ کے دین میں ”حکمت عملی“ کا کیا مقام ہے اور شرعی اصطلاحات اور محاورات میں ”حکمت عملی“ کسے کہتے ہیں؟ اور کیا تاریخ اسلام میں یہ ”حکمت عملی“ کی اصطلاح اس سے قبل بھی کبھی کسی مجتہد یا محدث یا کسی فقیہ نے استعمال کی ہے؟ یا محض ابوالمجدد صاحب مودودی نے تجدید دین کی ضرورتوں کے لیے یہ جدید اصطلاح اپنے حاصل کردہ خصوصی اختیارات کے تحت ایجاد فرمائی ہے؟

(تنقیحات ص ۳۷۱ بعنوان ”مرض اور اُس کا علاج“)

اتباع رسول و اصحاب کا یہ مفہوم ہی سرے سے غلط ہے، اور اکثر دیندار لوگ غلطی سے اُس کا یہی مفہوم لیتے ہیں۔ اُن کے نزدیک سلف صالح کی پیروی اُس کا نام ہے کہ جیسا لباس وہ پہنتے تھے ویسا ہی مسم پنیں جس قسم کے کھانے وہ کھاتے تھے اُسی قسم کے کھانے ہم بھی کھاتیں، جیسا طرز معاشرت اُن کے گھروں میں تھا بعینہ وہی طرز معاشرت ہمارے گھروں میں بھی ہو، تمدن و حضارت کی جو حالت اُن کے عہد میں تھی اُس کو ہم بالکل متحر (FOSEILISED) صورت میں قیامت تک باقی رکھنے کی کوشش کریں اور ہمارے اس ماحول سے باہر کی دنیا میں جو تغیرات واقع ہو رہے ہیں اُن سب سے آنکھیں بند کر کے ہم اپنے دماغ اور اپنی زندگی کے ارد گرد ایک حصار کھینچ لیں جس کی حسیہ میں وقت کی حرکت اور زمانے کے تغیر کو داخل ہونے کی اجازت نہ ہو

(۳۸)

اتباع کا یہ تصور جو دورِ انحطاط کی کئی صدیوں سے دیندار مسلمانوں کے دماغوں پر مستطرب رہا ہے درحقیقت رُوحِ سلام کے بالکل منافی ہے اسلام کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ ہم جیتے جاگتے آثارِ قدیمہ بن کر رہیں اور اپنی زندگی کو قدیم تمدن کا ایک تاریخی ڈرامہ بنائے رکھیں۔ (مودودی)

کیا یہ اقتباس ابوالمجدّد صاحب مودودی کرہائی اسٹنڈرڈ حیثیت کا فلی پاور ماڈرن مجدّد اعظم اور ہائی اتھارٹی رکھنے والا نیواسٹائلی مغربی مہدی سمجھنے اور تسلیم کرنے کے لیے کافی نہیں؟ اگر نہیں تو لیجیے اس سے بھی زیادہ صاف اور صریح ارشاد پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے اور فیصلہ بھی نشر فرما کر اللہ کے حضور سے اجرِ عظیم حاصل کیجیے۔ (مرتب)

(تجدیدِ حیات دین ص ۱۱۹ بعنوان ”پہلا سبب“)

پہلی چیز جو مجدّد کو حضرت مجدّد الف ثانی کے وقت سے شاہ صاحب اور ان کے خلفاء تک کے تجدیدی کام میں کٹھن ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے تشریف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا پورا اندازہ نہیں لگایا اور نادانستہً ان کو پھر وہی غذا دے دی جس سے مکتل پر مہیز کرانے کی ضرورت تھی۔ (مودودی) آگے چل کر اسی مضمون میں پر مہیز والی غذا کو واضح فرماتے ہیں کہ:-

(مطابق بحوالہ بالا)

جس چیز کو میں لائق پر مہیز کہہ رہا ہوں وہ متقوفانہً رموز و اشارات اور متقوفانہً زبان کا استعمال اور متقوفانہً طریقے سے مشابہت رکھنے والے طریقوں کو جاری رکھنا ہے۔ (مودودی)

(مطابق بحوالہ بالا ص ۱۲۰)

پس جس طرح پانی جیسی حلّی چیز بھی اُس وقت ممنوع ہو جاتی ہے جب

وہ مریض کے لیے نقصان دہ ہو، اسی طرح یہ قاب بھی مباح ہونے کے
 باوجود اسی بناء پر قطعی چھوڑ دینے کے قابل ہو گیا ہے کہ اسی کے لباس میں
 مسلمانوں کو افیون کا چسکا لگایا گیا ہے اور اس کے قریب جاتے ہی اُن
 مزمن مریضوں کو پھر وہی چنیا بگم یاد آجاتی ہیں۔ جو صدیوں ان کو تھپک تھپک
 کر سلاتی رہی ہیں۔ بیعت کا معاملہ پیش آنے کے بعد کچھ دیر نہیں گزرتی کہ
 مریدوں میں وہ ذہنیت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے جو مریدی کے ساتھ
 مختص ہو چکی ہے۔ (مودودی)

(بحوالہ بالا ص ۱۲۲)

اب جس کسی کو تجدید دین کے لیے کوئی کام کرنا ہو اُس کے لیے لازم ہے
 کہ متصوفین کی زبان و اصطلاحات سے، رموز و اشارات سے، لباس و
 اطوار سے، پیری مریدی سے اور ہر اُس چیز سے جو اس طریقے کی یاد تازہ
 کرنے والی ہو، مسلمانوں کو اس طرح پرہیز کرائے جیسے ذیابطیس کے
 مریض کو شکر سے پرہیز کر دیا جاتا ہے۔ (مودودی)

(اسلامی نظام زندگی ص ۲۹۱ بعنوان "امامت کے باب میں خدا کی سنت)

ہیں کوئی سعی محض پاکیزہ خواہشات اور اچھی نیتوں کی بناء پر کامیاب
 نہیں ہو سکتی اور نہ محض نفوسِ قدسیہ کی برکتیں ہی اس کو بار آور کر سکتی
 ہیں، بلکہ اس کے لیے اُن شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے جو ایسی مساعی کی
 بار آوری کے لیے قانونِ الہی میں مقرر ہیں۔ آپ اگر ذرا غمت کریں تو خواہ
 آپ کتنے ہی بزرگی صفت انسان ہوں اور تسبیح و تحمیل میں کتنا ہی مبالغہ
 کرتے ہوں، بہر حال آپ کا پھینکا ہوا کوئی بیج بھی برگ و بار نہیں لاسکتا
 جب تک آپ سعی کاشت کاری میں اُس قانون کی پوری پوری پابندی

محفوظ رکھیں جو اللہ تعالیٰ نے کھیتوں کی بار آوری کے لیے مقرر کر دیا ہے

اسی طرح نظامِ امامت کا وہ انقلاب بھی جو آپ کے پیشِ نظر ہے، کبھی محض دُعاؤں اور پاک تناؤں سے رونما نہ ہو سکے گا۔ بلکہ اُس کے لیے بھی ناگزیر ہے کہ آپ اس قانون کو سمجھیں اور اس کی ساری شرطیں پوری کریں جس کے تحت دنیا میں امامت قائم ہوتی ہے، کسی کو ملتی ہے اور کسی سے پہنچتی ہے۔
(مودودی)

واقعی ملتِ اسلامیہ کی گتھی میں یہ خط کشیدہ گمراہ عقیدہ پرانے زمانے سے ٹھسا ہوا چلا آرہا تھا جس کی ابراہن شرمسار صاحب مودودی نے خوب وضاحت کے ساتھ اصلاح فرمائی ہے اور منصبِ امامت اور نظامِ امامت کے پیش آمدہ لایخیل مسائل بھی نہایت ہی صاف اور سلیجے ہوئے شائستہ اور اچھوتے نشرانہ و ناقدانہ انداز میں حل فرمادیے جس کے لیے بے ساختہ بارگاہِ مجیب الدعوات میں پر خلوص دُعا دل سے نکلتی ہے کہ اے اللہ ابراہن شرمسار صاحب مودودی کو ان کی ان خدماتِ جلیلہ کے صلے میں ”عقابِ کاملہ و عاجلہ“ فرما کر اسفلِ اسافلین کی تمام اسفل اور اکل خصوصیات سے بہرہ ور فرما۔ (امین شہ امین)

(اسلامی نظامِ زندگی ص ۲۶۵ بعنوان تحریکِ اسلامی کی اخلاقی بنیادیں)

(۴۴) آدمی خدا اور وحی اور رسول اور آخرت کو مانتا ہے یا نہیں؟ طہارتِ نفس اور نیتِ خیر اور عملِ صالح سے آراستہ ہے یا نہیں؟ اچھے مقصد کے لیے کام کر رہا ہے یا بڑے مقصد کے لیے قبیح نظر اس سے کہ کسی میں ایمان ہو یا نہ ہو، اور اس کی زندگی پاک ہو یا ناپاک، اس کی سعی کا مقصد اچھا ہو یا بُرا، جو شخص اور جو گروہ بھی اپنے اندر وہ اوصاف رکھتا ہو گا جو دنیا میں کامیابی کے لیے ناگزیر ہیں وہ یقیناً کامیاب ہو گا۔

(مودودی)

لاحظہ فرمایا آپ نے: ابراہیم صاحب مودودی جن اوصاف اور خوبیوں کو غیر ضروری قرار دے رہے ہیں اسلام میں یہی وہ بنیادی اوصاف ہیں کہ جن کے حصول کے بغیر دین و دنیا کی کوئی کامیابی حاصل کرنا ممکن نہیں۔ (مرتب)

(اسلامی نظام زندگی ص ۲۸۴ بعنوان ”بنیادی اخلاقیات“)

مجھے امید ہے کہ آپ نے یہ بھی اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ مسلمانوں کی موجودہ پست حالی کا سبب کیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جو لوگ نہ مادی وسائل سے کام لیں نہ بنیادی اخلاقیات سے آراستہ ہوں، اور نہ اجتماعی طور پر ان کے اندر اسلامی اخلاقیات ہی پائے جائیں وہ کسی طرح بھی امامت کے منصب پر فائز نہیں رہ سکتے۔ خدا کی اٹل بے لاگ سنت کا تقاضا یہی ہے کہ ان پر ایسے کافروں کو ترجیح دی جائے جو اسلامی اخلاقیات سے عاری سہی مگر کم از کم بنیادی اخلاقیات اور مادی وسائل کے استعمال میں تو ان سے بڑھے ہوئے ہیں اور اپنے آپ کو ان کی بہ نسبت انتظام دنیا کے

(مودودی)

یہ اہل تر ثابت کر رہے ہیں۔

غور فرمایا آپ نے: خط کشیدہ عبارت کے بعد ماڈرن مجددِ اعظم مودودی کو اسلام کا سچا اور صاف ستھرا حق گو اور عالم اسلام میں تجدید و احیائے دین و اقامت دین کا علمبردار اور نیا سٹائل مغربی مہدی نہ تسلیم کیا جانا کیا ناقص شناسی کا کھلا ثبوت نہ ہوگا؟ (مرتب)

(اسلامی نظام زندگی ص ۲۹ بعنوان ”ایمان“)

جہاں ایمان ہی ان حیثیات سے اپنی وسعت و ہمہ گیری اور پختگی و مضبوطی میں ناقص ہو وہاں تقویٰ یا احسان ”نقص“ کا کیا امکان ہو سکتا ہے کیا اس نقص کی کسر ڈاڑھیوں کے طول اور لباس کی تراش و خراش یا تسبیح گردانی و تہجد خوانی سے پوری کی جاسکتی ہے؟ (مودودی)

(اسلامی نظام زندگی ص ۳۰۴ بعنوان ”احسان“)

(۴۷)

پھر کیا معاذ اللہ خدا کے متعلق آپ کا یہ گمان ہے کہ وہ اپنے وفاداروں کو پہچاننے کی اتنی تمیز بھی نہیں رکھتا جتنی دنیا کے ان کم عقل انسانوں میں پائی جاتی ہے، کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ بس ڈاڑھیوں کا طول، ٹخنوں اور پائپنچوں کا فاسلہ، تسبیحوں کی گردش، اوراد و وظائف اور فرائض اور مراقبہ کے مشاغل اور ایسی ہی چند اور چیزیں دیکھ کر ہی دھوکہ کھا جائے گا کہ آپ اس کے سچے وفادار اور جاں نثار ہیں؟ (مودودی)

کیا یہی سادہ شریفانہ اور سنجیدہ خطابت اور اسلامی اور شرعی خطیبانہ و عالمانہ انداز ہے جس کی قرآن کریم نے ہر ایں الفاظ تعلیم دی ہے۔

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالنَّوْعِلَةِ
الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور نصیحتوں کے ذریعے سے بلائیے اور ان کے ساتھ حسن و خوبصورتی سے بحث کیجیے۔ (پاک رکوع اخیر)

(تجدید و تہذیب دین ص ۱۰۱ بعنوان ”جاہلیت مشرکانہ“)

(۴۸)

انبیاء عظیم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں لوگ اللہ واحد و قہار کی خدائی کے قائل ہو گئے وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہو گئیں، مگر انبیاء، اولیاء، شہداء، صالحین، مجازیب، اقطاب، ابدال، علماء، مشائخ اور ظل اللہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی ہی رہی۔ (مودودی)

(اسلامی نظام زندگی ص ۳۰۵ بعنوان ”احسان“)

(۴۹)

آج تین روز سے میرے پاس پرچوں کی بھرمار ہو رہی ہے جن میں سارا مطالبہ بس اس کا ہے کہ جماعت کے لوگوں کی ڈاڑھیاں بڑھوائی جائیں

پانچے ٹخنوں سے اوپنچے کرائے جائیں اور ایسے ہی دوسرے جزئیات کا اہتمام کرایا جائے۔ اس کے علاوہ بعض لوگوں کے اس خیال کا بھی مجھے علم ہوا کہ انہیں جماعت میں اُس چیز کی بڑی کمی محسوس ہوتی ہے جس کو وہ ”رُوحانیت“ سے تعبیر کرتے ہیں، مگر شاید وہ خود نہیں جانتے کہ یہ رُوحانیت فی الواقع ہے کیا شے۔ اسی بناء پر ان کی رائے یہ ہے کہ نصب العین اور طریق کار تو اس جماعت کا اختیار کیا جائے اور تزکیہ نفس اور تربیت رُوحانی کے لیے خانقاہوں کی طرف رجوع کیا جائے۔ یہ ساری باتیں صاف بتاتی ہیں کہ ابھی تک ہماری تمام کوششوں کے باوجود لوگوں میں دین کا فہم پیدا نہیں ہوا ہے۔ (مودودی)

ملاحظہ فرمایا آپ نے، ماڈرن مجددِ اعظم اور نیواسٹائل مغربی مہدی مودودی کی ذہنیت کو، یعنی اسلامی وضع قطع اور شباهت کا اور تزکیہ نفس کے لیے رُوحانی تربیت کا سوال کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ ابھی فہم دین بھی پیدا نہیں ہوا۔ (مرتب)

(بحوالہ بالا ص ۳۰۷)

سب سے پہلے مُنڈے دل سے اس سوال پر غور کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول و نبیاء کس غرض کے لیے بھیجے ہیں؟ دنیا میں آخر کس چیز کی کمی تھی؟ کیا خرابی پائی جاتی تھی جسے رفع کرنے کے لیے انبیاء مبعوث کرنے کی ضرورت پیش آئی؟ کیا وہ یہی تھی کہ لوگ ڈاڑھیاں نہ رکھتے تھے اور انہی کے رکھوانے کے لیے رسول بھیجے گئے؟ یا یہ کہ لوگ ٹخنے ڈھانکے رہتے تھے اور انبیاء کے ذریعے سے انہیں کھلوانا مقصود تھا؟ یا وہ چند مستی جن کے اہتمام کا آپ لوگوں میں بہت چرچا ہے، دنیا میں جاری کرنے کے لیے انبیاء کی ضرورت تھی؟ (مودودی)

مادین مجدہ اعظم اور نیواسٹائل مغربی ہمدی مودودی کی جماعت کے چند نیک نیت ارکان نے مغربی ہمدی صاحب مودودی کی ایک ٹراکن تقریر پر سختی سے نوٹس لیا اور سختی کے ساتھ برہم اور معترض ہو کر جماعت سے دیگر بہت سے نیک نیت لوگوں کے ساتھ الگ بھی ہو گئے جس پر جماعت کے ایک رکن نے مغربی ہمدی صاحب مودودی کو تقریر کے چند غلط اور ناقابل برداشت پہلوؤں اور انداز بیان کے خلاف نامحاذ انداز میں کچھ لکھا۔ جس کا مغربی ہمدی صاحب مودودی نے صحیفانہ منکر پر جلال انداز میں ایک بڑا لمبا چوڑا جواب لکھ کر شائع کیا جس کے دو مختصر سے جُز درج ذیل کرتا ہوں، ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

(رسائل مسائل حصہ اول ص ۲۳۹ بعنوان "جزئیات شرع و مقتضیات دین")

در اصل جوابات میری اس تقریر کو سننے کے بعد اس گروہ کے لوگوں نے کی ہیں اُن سے تو مجھے یہ یقین حاصل ہو گیا ہے کہ یہ لوگ فی الواقع دین کے کسی کام کے نہیں یہ کہ اُن کا ہمارے قریب آنا اُن کے دُور رہنے بلکہ مخالفت کرنے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ آپ خود ہی اندازہ کیجیے کہ جو لوگ قرآن و سنت کے لحاظ سے میری تقریر کے اندر کوئی نقطہ بھی قابل گرفت نہیں بتا سکتے، بلکہ اس کے برعکس جو یہ ماننے پر مجبور ہیں کہ جس چیز کو میں نے دین کا اصل مدعا بتایا ہے واقعی قرآن و سنت کی رو سے دین کا اصل مدعا وہی ہے، اور جن چیزوں کو میں مقدم و مؤخر کر رہا ہوں وہ واقعی مقدم و مؤخر ہیں۔ مگر اس کے باوجود جنہیں میری اس تقریر پر اعتراض کرنے اور بد دلی اور نخبش کا اظہار کرنے میں کوئی تاثر نہیں ہوتا وہ آخر کس قدر عظمت کے مستحق ہیں کہ اُن کے جذبات و خیالات کا لحاظ کیا جائے۔

(مودودی)

اس قہت باس کا خط کشیدہ محیط کہ وہ جملہ دماغ میں مستحضر رکھ کر بقیہ اقتباس بغور پڑھیے

ابتدائی مجلسوں میں ماڈرن مجددِ اعظم مودودی نے ”اُس گروہ کے“ الفاظ بلکہ کر درحقیقت یہ گردش کی تھی کہ معترضین لوگوں کو اپنی جماعت کے افراد نہ ظاہر ہونے دوں مگر عبارت کے اگلے الفاظ پیچ پیچ کر ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ یہ تمام معترضین سب وہی نیک نیت لوگ ہیں جو محض خوش فہمی میں مبتلا ہو کر مغربی مجددوں کے ٹولے میں شریک ہو گئے تھے۔ اب اُس کے بعد ابوالقاسم والوخر صاحب مودودی کے اُسی جواب کے دوسرے ایک ضروری حصے کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔

(مرتب)

(بحوالہ بالا ص ۲۴۸ و بعنوان بالا)

۵۲ میں اسوۂ اور سنت اور بدعت وغیرہ اصطلاحات کے ان مفہومات کو غلط بلکہ دین میں تعریف کا موجب سمجھتا ہوں جو بالعموم آپ حضرات کے ہاں رائج ہیں۔ آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی ڈاڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی ڈاڑھی رکھنا سنتِ رسول یا اسوۂ رسول ہے، یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عاداتِ رسول کو بعینہ وہ سنت سمجھتے ہیں جس کے جاری اور قائم کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کیے جاتے رہے ہیں۔ مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنت کی صحیح تعریف نہیں ہے بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر ان کے اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور بیک خطرناک تحریفِ دین ہے جس سے نہایت بُرے نتائج پہلے ہی ظاہر ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہونے کا خطرہ ہے۔ (مودودی)

اگر ماڈرن مجددِ اعظم مودودی کے تجدد کا پورا اجمال اور ہمارے دیے گئے ریمارک کا صحیح اور مکمل اندازہ کرنا ہو تو کتاب ”تحریکِ اسلامی کی اخلاقی بنیادیں“ بعنوان ”غلط فہمیاں“ اور رسائلِ سائل حصہ اول کی کسی بھی مطبوعہ اشاعت میں ”جزئیاتِ شرع اور مقتضیاتِ عبادی کے عنوان

سے بذریعہ فرست نکال کر ان اقتباسات کا مکمل سوال و جواب اور غلط فہمیاں "والا مضمون ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ امید ہے کہ مزید انکشاف احوال ہی نہیں بلکہ ماڈرن مجتہدِ اعظم مودودی کے پُر جلال مجتہد کے متعلق بھی فیصلہ کن رائے قائم کرنے میں آسانی ہوگی۔ جی تو یہی چاہتا ہے کہ ماڈرن مجتہدِ اعظم مودودی کے پورے مضامین یا زیادہ سے زیادہ اقتباسات معقول تشریحات اور تبصروں کے ساتھ پیش کیے جائیں مگر انتہائے طوالت کے پیش نظر اختصار پر ہی اکتفا کرنا پڑتا ہے اگر ماڈرن مجتہدِ اعظم مودودی کے مجتہد کی تمام زہریلی گل افشائیاں یحجا کی جائیں تو یقیناً کئی بڑی بڑی منہم اور پرچم جلدیں تیار کرنی پڑیں گی جو مجھ ایسے بے بضاعت انسان کے لیے اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس کے بعد تین نہایت ضروری اقتباس پیش کرتا ہوں اگرچہ طویل ضرور ہیں مگر بغور پڑھنے کے قابل ہیں۔ اس سے ماڈرن مجتہدِ اعظم مودودی کی صحیح پرواز اور ان کے مغربی رجحانات اور مغربی غلبہ عقیدت اور جنگی رعب اور اس کی فوقیت کے تاثرات کا پورا اندازہ لگایا جاسکے گا۔

(مرتب)

(تقیحات ۳۳۶ بعنوان "مسلمانوں کیلئے جدید تعلیمی پالیسی اور لائحہ عمل)

مغربی علوم و فنون بجائے خود سب کے سب مفید ہیں؛ اور اسلام کو ان میں سے کسی کے ساتھ بھی دشمنی نہیں؛ بلکہ جو ابائیں یہ کہوں گا کہ جہاں تک حقائق علمیہ کا تعلق ہے، اسلام ان کا دوست ہے اور وہ اسلام کے دوست ہیں۔

(مودودی)

(ماہنامہ ترجمان القرآن ص ۶۳ و ۶۲ بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۵۵ مطابق فروری ۱۹۳۵ء)

یورپ کے بہت سے ایسے ممالک ہیں جن میں معاشرتی فلاح کے لیے بہت مفید اور کارآمد اسکیمیں جاری ہیں۔ وہاں اجتماعی بدلی کے حصول کے لیے کئی ایک موثر تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ وہاں شخصی آزادی کی حفاظت اور پاسبانی کے لیے دستور و قانون میں تحفظات موجود

ہیں وہاں تعلیم و تعلم کا ایک اچھا نظام رائج ہے۔ وہاں غریب اور
 پسے ہوئے طبقوں کو اٹھانے کے لیے جدوجہد کی جا رہی ہے وہاں
 جمہوریت اور جمہوری اقدار کا دلوں میں احترام ہے، اور کوئی بڑے
 سے بڑا آدمی ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرتا وہاں
 لوگوں کا ایک سیاسی اخلاق اور کردار ہے اور اُسی کے مطابق وہ اپنی
 اجتماعی زندگی بسر کرتے ہیں وہاں کے سربراہ کاروں کو اپنے وطن اور
 قوم سے محبت ہوتی ہے اور وہ اپنے ہم وطنوں میں اپنی کبریائی کے
 ٹھاٹھ نہیں جاتے۔ وہ قوم کے دکھ سکھ میں برابر کے شریک ہوتے ہیں
 (مودودی)

(تجدید حیات دین ص ۱۲۴ تا ۱۲۸ بعنوان "تیسرا سبب")

جس دور میں ہمارے ہاں شاہ ولی اللہ صاحب، عبد العزیز صاحب
 اور شاہ اسماعیل شہید پیدا ہوئے اُسی دور میں یورپ قرون وسطیٰ کی نیند
 سے بیدار ہو کر نئی طاقت کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور وہاں علم و فن
 کے محققین، مکتشفین اور مجددین اس کثرت سے پیدا ہوئے تھے کہ انہوں
 نے ایک دنیا کی دنیا بدل ڈالی۔ وہی دور تھا جس میں ہیوم، کانٹ
 فٹے، ہگل، کومت، شلائر ماشر، اور مل جیسے فلاسفر پیدا ہوئے جنہوں
 نے منطق و فلسفہ، اخلاقیات و نفسیات اور تمام علوم عقلیہ میں انقلاب
 برپا کیا۔ وہی دور تھا جب طبیعیات میں گیلوینی اور وولٹا علم الکیمیاء میں
 لاوونیر، پریسٹے، ڈیلوی، ہائی دی، اور برزیلیس، حیاتیات میں
 لینے ہار، بنیات اور وولف جیسے محققین اٹھے جن کی تحقیقات نے
 صرف سائنس ہی کو ترقی نہیں دی بلکہ کائنات اور انسان کے متعلق

(۵۵)

بھی ایسا نظریہ پیدا کر دیا اسی دور میں کویس نے، ٹرگوٹ، آدم سمیت
 اور ماتیس کی دماغی کادشوں سے معاشیات کا نیا علم مرتب ہوا وہی
 دور تھا جب فرانس میں روسو، وائٹر، مونٹسکیو، ڈینس ڈالائیرو، لامیٹری
 کیبانیس، بغون، روبینہ، انگلستان میں ٹامس پین، ولیم گوڈون، ڈیوڈ ہارٹے
 جوزف پریٹے، اراس ڈارون اور جرمنی میں گوتے، ہرڈر، شیلر،
 وٹلمان، لنگ اور بیرن ڈی ہولباش جیسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے
 اخلاقیات، ادب، قانون، مذہب، سیاسیات اور تمام علوم عمران پر
 زبردست اثر ڈالا اور انتہائی جرأت و بے باکی کے ساتھ دنیا نئے قدیم
 پر تنقید کر کے نظریات و افکار کی ایک نئی دنیا بنا ڈالی۔ پریس کے
 استعمال، اشاعت کی کثرت، اسالیب بیان کی ندرت، اور شکل اصطلاحی
 زبان کے بجائے عام فہم زبان کو ذریعہ اظہار خیال بنانے کی وجہ سے
 ان لوگوں کے خیالات نہایت وسیع پیمانے پر پھیلے۔ انہوں نے محدود
 افراد کو نہیں بلکہ قوموں کو بحیثیت مجموعی متاثر کیا۔ ذہنیاتیں بدل دیں،
 اخلاق بدل دیے، نظام تعلیم بدل دیا، نظریہ حیات اور مقصد زندگی
 بدل دیا اور تمدن و سیاست کا پورا نظام بدل دیا۔

اُسی زمانے میں انقلاب فرانس رونما ہوا جس سے ایک نئی تہذیب
 پیدا ہوئی۔ اُسی زمانے میں مشین کی ایجاد نے صنعتی انقلاب برپا کیا
 جس نے ایک نیا تمدن، نئی طاقت اور نئے مسائل زندگی کے ساتھ
 پیدا کیا۔ اُسی زمانے میں انجینئرنگ کو غیر معمولی ترقی ہوئی جس سے یورپ
 کو وہ قوتیں حاصل ہوئیں کہ پہلے دنیا کی کسی قوم کو حاصل نہ ہوئی تھیں
 اُسی زمانے میں قدیم فن جنگ کی جگہ نیا فن جنگ، نئے آلات اور نئی

تدابیر کے ساتھ پیدا ہوا۔ باقاعدہ ڈرل کے ذریعہ سے فوجوں کو منظم کرنے کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ جس کی وجہ سے میدان جنگ میں پٹنیں مشین کی طرح حرکت کرنے لگیں اور پُرانے طرز کی فوجوں کا اُن کے مقابلے میں ٹھہرنا مشکل ہو گیا۔ فوجوں کی ترتیب اور عساکر کی تقسیم اور جنگی چالوں میں بہیم تغیرات ہوئے اور ہر جنگ کے تجربات سے فائدہ اٹھا کر اس فن کو برابر ترقی دی جاتی رہی۔ آلات حرب میں بھی مسلسل نئی ایجادیں ہوتی چلی گئیں۔ رائفل ایجاد ہوئی، ہلکی اور سریع حرکت میدانی توپیں بنائی گئیں، قلعہ شکن توپیں پہلے سے بہت زیادہ طاقتور تیار کی گئیں اور کارتوس کی ایجاد نے نئی بند و قوں کے مقابلے میں پُرانی توڑے دار بند و قوں کو بیکار کر کے رکھ دیا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ یورپ میں ترکوں کو اور ہندوستان میں دیسی ریاستوں کو جدید طرز کی فوجوں کے مقابلے میں مسلسل شکستیں اٹھانی پڑیں، اور عالم اسلام کے عین قلب پر حملہ کر کے یورپین نے مٹھی بھر فوج سے بھڑ پر قبضہ کر لیا۔

معاصر تاریخ کے اس سرسری خاکے پر نظر ڈالنے سے بہ آسانی یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ ہمارے ہاں تو چند اشخاص ہی بیدار ہوئے تھے مگر وہاں قومیں کی قریں جاگ اُٹھی تھیں۔ یہاں صرف ایک جہت میں تھوڑا سا کام ہوا، اور وہاں ہر جہت میں ہزاروں گنا زیادہ کام کر ڈالا گیا۔ بلکہ کوئی شعبہ زندگی ایسا نہ تھا جس میں تیز رفتاری پیش قدمی نہ کی گئی ہو۔ یہاں شاہ ولی اللہ صاحب اور اُن کی اولاد نے چند کتب ہیں خاص خاص علوم پر لکھیں جو ایک نہایت محدود طبقے تک پہنچ کر رہ گئیں اور وہاں لائبریریوں کی لائبریریاں ہر علم و فن پر تیار ہوئیں جو تمام دنیا

پر چھا گئیں اور آخر کار دماغوں اور ذہنیاتوں پر قابض ہو گئیں۔ یہاں فلسفہ، اخلاقیات، اجتماعیات، سیاسیات اور معاشیات وغیرہ علوم پر طرح طرح کی بات چیت محض ابتدائی اور سرسری حد تک ہی رہی جس پر آگے کچھ کام نہ ہوا اور وہاں اس دوران میں ان مسائل پر پورے پورے نظامِ فکر مرتب ہو گئے جنہوں نے دنیا کا نقشہ بدل ڈالا یہاں علومِ طبیعیہ اور قوائے مادّیہ کا علم دہی رہا جو پانچ سو سال پہلے تھا، اور وہاں اس میدان میں اتنی ترقی ہوئی اور اس ترقی کی بدولت اہل مغرب کی طاقت اتنی بڑھ گئی کہ ان کے مقابلے میں پرانے آلات و وسائل کے زور سے کامیاب ہونا قطعاً محال تھا۔

حیرت تو یہ ہے کہ شاہِ دلی اللہ صاحب کے زمانے میں انگریز جنگال

پر چھا گئے تھے اور الہ آباد تک ان کا اقتدار پہنچ چکا تھا، مگر انہوں نے اس
نئی اُتھرنے والی طاقت کا کوئی نوٹس نہ لیا، شاہ عبدالعزیز صاحب
کے زمانے میں دہلی کا بادشاہ انگریزوں کا پششن خوار ہو چکا تھا اور قریب
قریب سارے ہی ہندوستان پر انگریزوں کے پنجے جم چکے تھے مگر ان کے
ذہن میں بھی یہ سوال پیدا نہ ہوا کہ آخر کیا چیز اس قوم کو اس طرح بڑھا
رہی ہے اور اس نئی طاقت کے پیچھے اسبابِ طاقت کیا ہیں۔ سید صاحب
اور شاہ اسماعیل شہید جو عملاً اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے اُٹھے
تھے، انہوں نے سارے استغاثات کیے مگر اتنا نہ کیا کہ اہل نظر علماء کا ایک
وندیور پ بھیجے اور یہ تحقیق کراتے کہ یہ قوم جو طوفان کی طرح چھاتی چلی جا
رہی ہے اور نئے آلات، نئے وسائل، نئے طریقوں اور نئے علوم و فنون
سے کام لے رہی ہے، اس کی اتنی قوت اور اتنی ترقی کا کیا راز ہے۔ اس
کے گھر میں کس نوعیت کے ادارے قائم ہیں، اس کے علوم کس قسم کے

ہیں، اس کے تمدن کی اساس کن چیزوں پر ہے اور اس کے مقابلے میں ہمارے پاس کس چیز کی کمی ہے۔
(مودودی)

مقدم جنس باہم جنس پر دواز

کبوتر با کبوتر ، باز با باز

کوئی ایمان کے اس مغربی ڈاکو مودودی سے پوچھنے والا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رومیوں سے مقابلہ کرنے اور ان پر فتح حاصل کرنے کے لیے کون کون سے مجاہدوں کے وفود، کس کس ترقی یافتہ ممالک میں، حالات ترقی اور کامیابی کے راز معلوم کرنے کے لیے بھیجے تھے؟ جو ان اتباع رسول اور تقلید صحابہ کا "ڈرامہ" کھیلنے والے مٹھی بھر گنتی کے صرف ساٹھ مجاہد ایکٹروں نے رومیوں کی بے پناہ اور آتش فشاں ساٹھ ہزار فوجیوں کا مقابلہ کر کے غیر العقول اور تاریخی فتح حاصل کی تھی؟

(مسلمان اور موجود سیاسی کشمکش حصہ سوم ۱۳۹ بعنوان "اصل مسلمانوں کیلئے ایک ہی راہ")

(۵۶)

پس یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اس تحریک کو اٹھانے اور چلانے کے لیے خارج میں کسی سامان اور ماحول میں کسی سازگاری کی ضرورت ہے۔ جس سامان اور جس سازگار ماحول کو یہ لوگ ڈھونڈتے ہیں وہ نہ کبھی فراہم ہوا ہے، نہ فراہم ہوگا۔ دراصل خارج میں نہیں بلکہ مسلمان کے اپنے باطن میں ایمان کی ضرورت ہے۔ اس قلبی شہادت کی ضرورت ہے کہ یہی مقصد حق ہے اور اس عزم کی ضرورت ہے کہ میزاجینا اور مرنا اسی مقصد کے لیے ہے۔ یہ ایمان، یہ شہادت یہ عزم موجود ہو تو دنیا بھر میں ایک اکیلا انسان یہ اعلان کرنے کے لیے کافی ہے کہ میں زمین پر خدا کی بادشاہت قائم کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی پشت پر کسی منظم اقلیت یا کسی حکومت خود اختیاری رکھنے والی اکثریت کی قطعاً کوئی حاجت نہیں۔
(مودودی)

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھ سدا کرے کوئی

ابوالفضل صاحب مجدد اعظم مغربی ہندی سودودی سے کوئی پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہے؛
کہ اقتباس نمبر ۵۷ کے آخر میں آنجناب نے سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کے نقائص اور
اُن کی کمزوریوں اور شکستوں کے اسباب میں تو ذکر فرمایا ہے کہ ”انہوں نے سارے انتظامات
کیے مگر اتنا نہ کیا کہ اہل نظر علماء کا ایک وفد یورپ بھیجتے اور یہ تحقیق کرتے کہ یہ قوم جو طوفان کی
طرح چھاتی چلی جا رہی ہے اور نئے آلات اور نئے وسائل نئے طریقوں اور نئے علوم و فنون سے
کام لے رہی ہے، اُس کی اتنی قوت اور اتنی ترقی کا کیا راز ہے اس کے گھر میں کس نوعیت کے
ادارات قائم ہیں، اس کے علوم کس قسم کے ہیں۔ اس کے تمدن کی اساس کن چیزوں پر ہے، اور
اُس کے مقابلہ میں ہمارے پاس کس چیز کی کمی ہے“ اور یہاں اس اقتباس نمبر ۵۷ میں جناب
یہ فرما رہے ہیں کہ ایک اکیلا انسان ہی کافی ہے جس کی پشت پر نہ کسی منظم اقلیت کی ضرورت
ہے اور نہ کسی حکومت خود اختیاری رکھنے والی اکثریت ہی کی حاجت؛ تو یہ بات سمجھ میں نہیں
آتی کہ وہ اکیلا انسان بچا رہے کس طرح اہل نظر علماء کا وفد یورپ بھیجے گا؛ اور کیسے اس بچا رہے
اکیلے انسان کو طوفان کی طرح چھاجانے والی بے پناہ اور لامتناہی طاقتوں کا اندازہ ہوگا؛ اور کیسے بیخبر کسی طاقت
وسامان اور سازگارٹی ماحول کے کامیاب ہوگا؛ جبکہ سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ
جیسے مجاہدین کرام، کہ جنہوں نے بقول آنجناب سارے انتظامات کیے مگر اہل نظر علماء کا وفد
یورپ نہ بھیج کر شکست کھا گئے اور یہ بھی بقول جناب والا عقل تسلیم نہیں کر سکتی کہ یہ اکیلا
انسان محض وظیفوں اور چٹوں اور پھونکوں کے زور سے ہی میدان جیت لے گا، یا
بددعائیں کر کر کے ہی ٹینکوں اور ہوائی جہازوں میں کیڑے ڈال دے گا۔ جیسا کہ
اقتباس نمبر ۳۰ میں جناب والا اپنے مخصوص اور شائستہ اور تکبیرانہ انداز
میں اظہار فرما چکے ہیں۔

(مرتب)

الزم مع الاستدلال و تشریحات

کنز الدقائق، ہدایہ، بدائع اور عالمگیری وغیرہ فقہ کی تمام کتب سے نفرت دلا کر قرآن و سنت رسول کی تعلیم کے لیے تمام سابقہ تفسیروں اور احادیث نبوی کے ذخیروں کو بلا استثناء بیکار قرار دے کر قرآن حکیم کو بغیر کسی استاد و تفسیر محض بہ نظر فائر مطالعہ کیے ہوئے پر دفسیر کو ہی تعلیم قرآن اور روح اسلام سمجھانے کے لیے کافی بتلانے والا کیا مغرب اسلام، منکر حدیث، مفسد دین و ایمان نہیں؟ اور کیا علماء امت کا دشمن اور مغربی مبلغ نہیں؟ اور کیا ملت اسلامیہ کی تاریخ میں موذی کی اس حیثیت جاہلیہ کی اس سے بدتر بھی کوئی مثال مل سکتی ہے؟

مَنْ يَتَّبِعِ اللَّهَ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ه

{ (۱) ماہنامہ ترجمان القرآن پابلسٹ جون تا اگست ۱۹۴۱ء }
{ (۲) حقوق الزوجین ۹۷ بعنوان "ایک جدید مجموعہ قوانین کی ضرورت" }

قیامت کے روز حق تعالیٰ کے سامنے اُن گنہگاروں کے ساتھ ساتھ اُن کے دینی پیشوا بھی پکڑے ہوئے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھے گا کہ کیا ہم نے تم کو علم و عقل سے اسی لیے سرفراز کیا تھا کہ تم اُس سے کام نہ لو؟ کیا ہماری کتاب اور ہمارے نبی کی سنت تمہارے پاس اسی لیے تھی کہ تم اس کو لیے بیٹھے رہو اور مسلمان گمراہی میں مبتلا ہوتے رہیں؟ ہم نے اپنے دین کو آسان بنایا تھا تم کو کیا حق تھا کہ اُسے مشکل بنا دو؟ ہم نے تم کو قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا تھا، تم پر کیس نے فرض کیا کہ ان دونوں سے بڑھ کر اپنے اسلاف کی پیروی کرو؟ ہم نے ہر شکل کا علاج قرآن میں رکھا تھا۔ تم سے یہ کس نے کہا کہ قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ اور اپنے لیے انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو کافی سمجھو؟ اس باز پرس کے جواب میں امید نہیں

کہ کسی عالم دین کو کفر الیقائن اور ہدایہ اور عالمگیری کے مصنفین کے
 دامنوں میں پناہ مل سکے گی۔ السبتہ جہلا کو یہ جواب دہی کرنے
کا موقع ضرور مل جائے گا کہ دَبَّنا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبرَاءَ
نَا فَاَصْلَحْنَا السَّبِيلَا دَبَّنا اِتِمَمْنَا ضِغْفِینَ مِنْ
الْعَذَابِ وَالْعَنَمُ لَعْنَا کَبِیرًا ط
 (مودودی)

غور فرمایا آپ نے اس پیغمبرانہ اندازِ بیان اور پیغمبرانہ وعید پر؛ ابوالہجد صاحب مودودی
 کا جن لوگوں کو گہرا مطالعہ نہیں ہے وہ صرف اسی غم میں مبتلا ہیں کہ ابوالہجد صاحب مودودی
 "مہدی" ہونے کا ہی اعلان کرنے والے ہیں !
 لیجیے ایک اور خطرناک وعید پیش کیے دیتا ہوں جس کو ابوالوعد صاحب مودودی لا تعداد

۱۔ یہ خط کشیدہ عبارت دیے گئے حوالے کے مطابق ترجمان القرآن میں منسلک موجود ہے۔

(مرتب)

۲۔ ترجمہ: اے ہمارے رب ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی
 انہوں نے ہم کو صحیح راہ سے گمراہ کیا، اے ہمارے رب ان کو دو گنا عذاب دے اور
 ان پر بڑی لعنت نازل فرما۔ یہ آیت درحقیقت ان کفار اور مشرکین کے حق میں ہے
 کہ جب وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو وہ اپنے بڑوں سے بیزاری کا اظہار اور اعلان ان
 الفاظ میں کریں گے لیکن مودودی نے کفر الیقائن، ہدایہ و عالمگیری کے پڑھنے پڑھانے والوں کو ان کفار
 اور مشرکین کی صف میں کمر کر دیا۔ حالانکہ یہ وہ کتابیں ہیں کہ جن کو تمام مجددین زمانہ اور محدثین اور فقہائے
 امت نے قرآن و حدیث سے پہنچنے کا ذریعہ سمجھ کر ہی پڑھا اور پڑھایا۔ لیکن مودودی، علماء اور فقہاء
 پر جھوٹا اور بے بنیاد الزام لگاتا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ اور انسانوں کی لکھی ہوئی
 کتابوں کو ہی پڑھو۔ لعنة اللہ علی الکاذبین۔

(مرتب)

مرتبہ تعزیری اور تنبیہی انداز میں سنا کر مولانا حسین احمد صاحب مدنی، مولانا احمد علی صاحب لاہوری، مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمی، مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور خادم الاسلاف و حامی الفقہ راقم الحروف جیسے ہدایہ اور بدائع وغیرہ کتب فقہ اور پرانی تفاسیر اور احادیث کے ناقابل استعمال ذخیروں کے حامیین و حاملین کو کافی ڈراچکے ہیں۔ اور اپنے ادارتی و تالیفی صحیفوں میں بھی متعدد مقامات پر شائع فرما چکے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

(رسائل و مسائل حصہ دوم صفحہ ۵۵۶ بعنوان "جماعتِ اسلامی اور علماء کرام")

جو حضرات اس قسم کے شبہات کا اظہار کر کے ہندوگان خدا کو جماعتِ اسلامی کی دعوتِ حق سے روکنے کی کوشش فرما رہے ہیں میں نے اُن کو ایک ایسی خطرناک سزا دینے کا فیصلہ کر لیا ہے جس سے وہ کسی طرح رہائی حاصل نہ کر سکیں گے، اور وہ سزا یہ ہے کہ انشاء اللہ میں ہر قسم کے دعووں سے اپنا دامن بچاتے ہوئے اپنے خدا کی خدمت میں حاضر ہونگا اور پھر دیکھوں گا کہ یہ حضرات خدا کے سامنے اپنے ان شبہات کی اور ان کو بیان کر کر کے لوگوں کو حق سے روکنے کی کیا صفائی پیش کرتے ہیں۔ (مودودی)

ان دونوں اقتباسات میں ابوالرعیہ صاحب مودودی نے وعیدی اندازِ بیان اختیار کئے اپنے مبعوث بن اللہ ہونے کو جس خوبصورتی کے ساتھ ناقابل تردید پیرائے میں ظاہر فرمایا ہے کیا اس کے بعد بھی کسی قسم کے دعویٰ کرنے کی کوئی ضرورت باقی رہتی ہے؟

تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

خرب پہچانتے ہیں چور کو تھانے والے

(تقییات جلد اول صفحہ ۳۰ بعنوان "مسئکِ عمبدال")

امام ابوحنیفہ کی فقہ میں آپ بکثرت ایسے مسائل دیکھتے ہیں جو مرسل اور منقطع

احادیث پر مبنی ہیں یا جن میں ایک قوی الاسناد حدیث کو چھوڑ کر ایک ضعیف الاسناد حدیث

کو قبول کیا گیا ہے، یا جن میں احادیث کچھ کشتی ہیں اور امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب کچھ کہتے ہیں۔ یہی حال امام مالک کا ہے۔ بادیہ و بکر اخباری نقطہ نظر ان پر زیادہ غالب ہے مگر پھر بھی اُن کے تفقہ نے بہت سے مسائل میں اُن کو ایسی احادیث کے خلاف فتویٰ دینے پر مجبور کر دیا جنہیں محدثین صحیح قرار دیتے ہیں، چنانچہ لیث بن سعد نے ان کی فقہ سے تقریباً ۷۰ سئوں اس زعیت کے نکالے ہیں۔ امام شافعی کا حال بھی اس سے کچھ بہت زیادہ مختلف نہیں۔ (مودودی)

(تفہیمات جلد دوم ص ۱۵۲ تا ۱۵۶ بعنوان "فقہ تغیر")

افسوس ہے کہ مدتوں کی چلی ہوئی اس روش کو چھوڑنے پر ہمارے علماء کرام کسی طرح راضی نہیں ہوتے انہوں نے اصل اور فرع، نص اور تاویل کے فرق کو نظر انداز کر دیا ہے۔ وہ اُن فرع کو بھی اصول بنائے بیٹھے ہیں جن کو انہوں نے خود یا اُن کے اسلاف نے اپنے مخصوص فہم کی بنا پر اصول سے اخذ کیا ہے۔ وہ اُن تاویلات کو بھی نفوس کے درجے میں رکھتے ہیں جو نفوس سے معانی اخذ کرنے میں اُن کے گروہ نے اختیار کی ہیں۔

(مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش ص ۸۵ تا ۱۸۹ بعنوان شکلات کا جائزہ)

البتہ اسلام کے حق میں اس رکاوٹ کو جس چیز نے شدید تر رکاوٹ بنا دیا ہے وہ ہماری یہ جامد اور بے رُوح مذہبیت ہے جسے آج کل اسلام سمجھا جا رہا ہے۔ اس بے رُوح مذہبیت کا پہلا بنیادی نقص یہ ہے کہ اس میں اسلام کے عقائد محض ایک دھرم کے ترغیبات بنا کر رکھ دیے گئے ہیں..... (اس کے بعد لکھے ہیں صفحہ پر الہامی شاعر صاحب مودودی مزید گویا ہوتے ہیں)

..... دوسرا بنیادی نقض اس منہج شدہ مذہبیت میں یہ ہے کہ اس میں اسلامی شریعت کو ایک منہج شاستر بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ اس میں صدیوں سے اجتہاد کا دروازہ بند ہے۔ جس کی وجہ سے اسلام ایک زندہ تحریک کے بجائے محض عہد گزشتہ کی ایک تاریخی یادگار بن کر رہ گیا ہے۔ اور اسلام کی تعلیم دینے والی درس گاہیں آثارِ قدیمہ کے محافظ خانوں میں تبدیل ہو گئی ہیں۔ (مودودی)

(تجدید و احیائے دین ص ۲۵ بعنوان "جامعیت راہبہانہ")

عبادات اور چند خاص مذہبی اعمال اس گمراہ زندگی کا کفارہ ہیں۔ بس ان ہی کو پڑے انہماک سے ٹھیک ناپ تول کے ساتھ انجام دیتے رہنا پیلے تاکہ آخرت میں نجات حاصل ہو۔ اس ذہنیت نے انبیاء کی امتوں میں سے ایک گروہ کو مراقبہ و مکاشفہ، چاند کشی و ریاضت، اوراد و وظائف، احزاب و اعمال (یعنی عملیات کہ جن سے بڑھ کر بے عملی کی کوئی صورت انسانی ذہن نے آج تک ایجاد نہیں کی) سیر مقامات (یعنی مقاماتِ روحانی) اور حقیقت کی فلسفیانہ تعبیروں (یعنی وحدۃ الوجود) کے چکر میں ڈال دیا۔ (مودودی)

انتباس نمبر ۲ بھی ملاحظہ فرمائیے تاکہ مودودی کا نظریہ تصوف واضح ہو سکے۔ (مرتب)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی تحریک ص ۲۶ بعنوان "تعارف مقصد") اسلام کو جس صورت میں میں نے اپنے گرد و پیش کی مسلم سوسائٹی میں پایا، میرے لیے اس میں کوئی کشش نہ تھی۔ تنقید و تحقیق کی صلاحیت پیدا ہونے کے بعد پہلا کام جو میں نے کیا وہ یہی تھا کہ اس بے رُوح مذہبیت کا قلابہ اپنی گردن سے اتار چھینا جو مجھے میراث میں ملی تھی۔

(مودودی)

(تفہیمات جلد دوم صفحہ ۳۸ بعنوان ”آلہ منجبر الصلوات کا استعمال“)

(۶۴)

میں اس بات کا سخت مخالف ہوں کہ علماء کرام وقت کے رجحانات سے منہ موڑ کر بیٹھ جائیں، اور اس امر کو بالکل قبول جائیں کہ وہ ہدایہ اور بدائع کے زمانہ تصنیف میں نہیں بلکہ نئی سائنٹیفک ایجادات اور تیز رفتار تمدنی انقلابات کے دور میں رہتے ہیں۔ اس دور میں روز بروز نئے مسائل کا پیدا ہونا لا بد ہے، اور ان مسائل کو ہدایہ و بدائع کی روشنی میں حل کرنے کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں جس کا خطرہ نوجوان سائل نے اپنے استفسار میں ظاہر کیا ہے۔ ہماری نئی نسلیں شدت کے ساتھ اپنے زمانے کے حالات سے متاثر ہو رہی ہیں، اور یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ زمانہ اپنی طبعی رفتار سے جو حالات اور جو مسائل پیدا کر دے اُن سے وہ قوم یکسر بے تعلق ہو کر رہے جو کہ درڑوں کی تعداد میں دنیا کے ہر حصے میں پھیلی ہوئی ہے۔ ان نئی نسلیں میں اگر کوئی غیر اسلامی رجحان پیدا ہو تو اس کو روکنے کے لیے علماء اسلام کے پاس وہ طاقتور ذرائع چاہئیں جو اس زمانے کے دماغوں سے اپنا لوہا منوا سکتے ہوں۔ چھٹی صدی ہجری کی منطق اب کام نہیں دے سکتی۔ اور اگر یہ لوگ جدید تمدنی زندگی میں اسلام کی شاہراہ پر آگے بڑھنا چاہیں تو ان کی رہنمائی کے لیے علمائے اسلام میں وسعت نظر اور رُوح اجتہاد کی ضرورت ہے۔ قدم قدیم پر عالمگیری اور تاتارخانی کو لا کر سب راہ بنانے کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ نئے زمانے کے مسلمان قرآن اور حدیث کو بھی پیچھے چھوڑ کر جدھر منہ لٹھے گا چل نکلیں گے۔ جس طرح ترک اور ایرانی چل نکلتے۔

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش جلد سوم ص ۲۲ بعنوان "خام خیالیاں")

تعلیم جو آپ کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں دی جا رہی ہے، غیر اسلامی حکومت کے لیے تو سیکرٹری اور وزرا تک فراہم کر سکتی ہے مگر بُرا نہ مانیے اسلامی عدالتوں کے لیے چہر اسی اور اسلامی پوسٹس کے لیے کانشیپا تک فراہم نہیں کر سکتی اور یہ بات جدید تعلیم ہی تک محدود نہیں ہے ہمارا وہ پرانا نظام تعلیم جو حرکت زمین کا سرے سے قائل ہی نہیں ہے، وہ بھی اس معاملہ میں اتنا ناکارہ ہے کہ اس دورِ جدید میں اسلامی حکومت کے لیے ایک قاضی، ایک وزیرِ مال، ایک وزیرِ جنگ، ایک ناظمِ تعلیمات اور ایک سفیر بھی مہیا نہیں کر سکتا۔ (مودودی)

(نتیجیات ص ۱۲۵-۱۲۶ بعنوان "ترکی میں مشرق و مغرب کی کشمکش")

ایک طرف ترکی قوم میں اتنے بڑے انقلاب کی ابتدا ہو رہی تھی۔ دوسری طرف ترکوں کے علماء اور مشائخ تھے جو اب بھی ساتویں صدی کی فضائے نکلنے پر آمادہ نہ تھے۔ اُن کے جمود، ان کی تاریک خیالی، ان کی رجعت پسندی اور زمانے کے ساتھ حرکت کرنے سے ان کے قطعی انکار کا اب بھی وہی حال تھا جو سلطان سلیم کے زمانے میں تھا۔ وہ اب بھی کہہ رہے تھے کہ چوتھی صدی کے بعد اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے، حالانکہ ان کی آنکھوں کے سامنے الحاد کا دروازہ کھل رہا تھا۔ وہ ابھی تک فلسفہ و کلام کی وہی کتابیں پڑھنے پڑھانے میں مشغول تھے جن کو پھینک کر زمانہ پانچ سو برس آگے بھٹکا تھا۔ وہ اب بھی اپنے وعظوں میں قرآن کی وہی تفسیریں اور وہی ضعیف حدیثیں سنا رہے تھے جن کو سن کر سو برس پہلے تک کے لوگ تو سر دھنتے تھے مگر آج کل کے دماغ اُن کو سن کر صرف اُن مفسرین و محدثین ہی سے نہیں بلکہ خود قرآن و حدیث

سے بھی منہ پھرتے ہو جاتے ہیں وہ ابھی تک اصرار کر رہے تھے کہ ترکی قوم میں
 وہی فقہی قوانین نافذ کیے جائیں گے جو شامی اور کنز الدقائق میں لکھے ہوئے
 ہیں۔ خواہ اس اصرار کا نتیجہ یہی کیوں نہ ہو کہ ترک ان قوانین کے اتباع سے
 بھی آزاد ہو جائیں جو قرآن اور سنت رسول میں مقرر کیے گئے ہیں۔
 (مودودی)

(حوالہ بالا ص ۱۲۸ بعنوان بالا)

ترکی تاریخ کے ان تحولات سے جو لوگ واقف نہیں ہیں وہ عجیب عجیب
 غلطیوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ پرانے مذہبی خیال کے لوگ فوجوان ترکوں
 پر کفر اور فسق کے فتوے لگا رہے ہیں۔ مگر ان کو خبر نہیں کہ فوجوان ترکوں
 سے زیادہ گنہگار تو ترکی کے علماء و مشائخ ہیں۔ (مودودی)

(حوالہ بالا ص ۲۰ بعنوان "ہمارے نظام تعلیم کا بنیادی نقص")

اس کے ساتھ علمِ اسلامیہ کو بھی قدیم کتابوں سے جوں کا توں نہ لیجیے
 بلکہ ان میں سے متاخرین کی آمیزشوں کو الگ کر کے اسلام کے دائمی اصول
 اور حقیقی اعتقادات اور غیر متبدل قوانین لیجیے، ان کی اصلی اسپرٹ دلوں
 میں اتاریے اور ان کا صحیح تدبیر دماغوں میں پیدا کیجیے۔ اس غرض کے
 لیے آپ کو بنانا یا نصاب کہیں نہ ملے گا۔ ہر چیز از سر نو بنانی ہو گی۔
 قرآن اور سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے، مگر تفسیر و حدیث
 کے پڑانے ذخیروں سے نہیں۔ ان کے پڑھانے والے ایسے ہونے
 چاہئیں جو قرآن اور سنت کے مغز کو پاچکے ہوں۔ اسلامی قانون کی تعلیم
 بھی ضروری ہے، مگر یہاں بھی پرانی کتابیں کام نہ دیں گی۔

(مودودی)

(تحقیقات ۳۳/۳۱ بعنوان مسلمانوں کیلئے جدید تعلیمی پالیسی اور لائحہ عمل)

جب تک مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ قرآن اور سنت تک بلا واسطہ دسترس حاصل نہ کرے گا، اسلام کی روح کو نہ پاسکے گا، نہ اسلام میں بصیرت حاصل کر سکے گا۔ وہ ہمیشہ مترجموں اور شارحوں کا محتاج رہے گا۔
(مودودی)

(حوالہ بالا ۳۳/۳۲ بعنوان مسلمانوں کیلئے جدید تعلیمی پالیسی اور لائحہ عمل)

قرآن کے لیے کسی تفسیر کی حاجت نہیں۔ ایک اعلیٰ درجے کا پروفیسر کافی ہے جس نے قرآن کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا ہو اور جو طرز جدید پر قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ وہ اپنے لکچروں سے انٹرمیڈیٹ میں طلبہ کے اندر قرآن فہمی کی ضروری استعداد پیدا کرے گا۔ پھر ہی اسے میں ان کو پورا قرآن اس طرح پڑھا دے گا کہ وہ عربیت میں بھی کافی ترقی کر جائیں گے اور اسلام کی روح سے بھی بخوبی واقف ہو جائیں گے۔ (مودودی)

(حوالہ بالا ۳۳/۳۳ بعنوان بالا)

چند ایسے فضلاء کی خدمات حاصل کی جائیں جو مذکورہ بالا علوم پر جدید کتابیں تالیف کریں خصوصیت کے ساتھ اصول فقہ، احکام فقہ، اسلامی معاشیات اسلام کے اصول عمران، اور حکمت قرآنیہ پر جدید کتابیں لکھنا نہایت ضروری ہے، کیونکہ قدیم کتابیں اب درس و تدریس کے لیے کارآمد نہیں ہیں۔
(مودودی)

ابوالخار صاحب مجدد اعظم مودودی سے کیا کوئی پرچھنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ کہ جناب نے اقتباس نمبر ۵۵ میں یہ شانِ پیغمبرانہ بطور وعید فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز پوچھے گا کہ تم کو کس نے کہا کہ قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ اور انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو کافی

سمجھو؟ لیکن یہاں اس اقتباس میں جناب فرما رہے ہیں کہ اصول فقہ اور احکام فقہ وغیرہ جدید کتابیں تالیف کرانے کے لیے چند فضلاء کی خدمات حاصل کی جائیں تو کیا یہ فضلاء انسانوں کے علاوہ اللہ کی کسی دوسری مخلوق میں سے ہوں گے؟ اور کیا قیامت کے دن احکم الحاکمین کے دربار میں اگر مواخذہ ہو گیا تو ان فضلاء کے دامنوں میں بھی پناہ مل سکے گی یا نہیں؟ جیسا کہ جناب والا نے اقتباس منسلک کے آخر میں باخبر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اس باز پرس سے اُمید نہیں کہ قیامت کے دن کسی عالم دین کو خیر الذائق اور ہدایہ وغیرہ کے مصنفین کے دامنوں میں پناہ مل سکے گی۔

ناظرین حضرات! ہندوستان پاکستان میں جتنے بھی درس نظامی کے مدارس عربیہ قائم ہیں ابواللہ صاحب مجدد اعظم مودودی کو ان تمام مدارس سے اس قدر نفرت ہے کہ ان کا ذکر بھی اپنی کسی مجلس میں سننا گوارا نہیں کر سکتے۔ جسکا ایک سب سے بڑا بہن اور کھلا ثبوت یہ بھی ہے کہ آپ نے کسی بھی بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے مدارس عربیہ کی دستارِ فضیلت کے سالانہ تقریبی اجلاس میں ابواللہ صاحب مجدد اعظم مودودی کی شرکت کی کوئی خبر کبھی نہ سنی ہوگی حالانکہ اگر ابواللہ صاحب مجدد اعظم مودودی کے دل میں ہند و پاک کے جس کسی بھی طبقے سے کوئی مذہبی نسبت یا انس یا لگاؤ ہوتا تو یقیناً اس طبقے کے مدارس عربیہ میں تو ضرور ہی بٹائے جاتے اور ضروری ہی شرکت کرتے اور کھڑے جاتے بخلاف اس کے کالج اور ہائی اسکولوں کے تقریبی اجلاسوں میں ماڈرن مجدد اعظم مودودی کی شرکت کی خبریں ہمیشہ اور متواتر سنی اور اخبارات میں پڑھی جاتی رہتی ہیں۔ کیا ماڈرن مجدد اعظم مودودی کی قرآن و حدیث سے نفرت اور عدم لگاؤ یا یہ ایک حقیقی اور واضح دلیل نہیں ہے؟ اور اگر ماڈرن مجدد اعظم مودودی کو قرآن و حدیث اور نہ سے نفرت نہیں ہے بلکہ عام مذہبی طبقوں اور علماء سے محض کوئی نصابی یا کوئی فردی اختلاف ہے تو کیا لاکھوں روپیہ محض نمائشی طور پر عوام کو گردیدہ کرنے کے لیے صحیحی شفاخانوں وغیرہ جیسے متعلق شعبوں کے رہا ہی کاموں پر خرچ کرنے کی استطاعت اور اختیارات رکھنے والے کے لیے یہ کام مشکل تھا کہ وہ اپنی منشا کے مطابق کوئی قرآن و حدیث، فقہ و تفسیر کے عربی مدارس قائم

کراتے اور خود پسند نصاب رکھ کر ہی خود پسند اصلاحی عالم اور فاضل، مفتی اور کامل پیدا کراتے؛ بہر حال ماڈرن مجددِ عظیم مودودی اپنی اس آزاد خیالی کے باعث احادیث و فقہ و تفسیر کے خلاف محض کالج پسند نظریے کے تحت ہی کالج والوں کے لیے عربی زبان اور آزاد اسلامی تعلیم کے نصاب کے لیے اپنے ان اقتباسات میں تجاویز پیش فرما کر اپنی مغربیت اور اپنے مجدد کا ناقابل تردید ثبوت پیش فرما رہے ہیں:-

(ماہنامہ ترجمان القرآن جلدی الاول ۱۳۶۵ھ مطابق اپریل ۱۹۴۶ء ص ۵۸ جلد ۲۸ عدد ۵)

۴۲) **سوال:-** اسلاف کی کتب پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ”علم باطنی“ ایک ایسا علم ہے جو قرآن و حدیث اور فقہ وغیرہ علوم سے جدا محض سخت ریاضات و مجاہدات سے حاصل ہو سکتا ہے، چنانچہ امت مسلمہ میں بکثرت انسان ایسے ہوئے ہیں جن کی زندگیوں میں یہ ترتیب ملتی ہے کہ پیدائش انہوں نے کتاب و سنت اور فقہ و کلام وغیرہ علوم کی تحصیل کی اور ان کو ”علم ظاہری“ کا خطاب دیا۔ اُس کے بعد ”علوم باطنی“ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے لیے سخت سے سخت ریاضتیں کیں تب کہیں جا کر انہیں ”روحانی علوم“ حاصل ہوئے اور ان کو انہوں نے ہمیشہ ”علوم ظاہری پر ترجیح دی۔ براہِ کرم کچھ اس پر روشنی ڈالیں کہ اسلامی نقطہ نظر سے علم باطنی کی کیا تعریف ہے؟ اس کی حقیقت کیا تھی اور اس میں کتنی رنگ آمیزیاں ہوتیں؟ کیا یہ علم ریاضات و مجاہدات کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتا؟ اور یہ کہ کیا علوم ظاہری کی تحصیل کے بغیر بھی یہ علم حاصل ہو سکتا ہے؟

(کوئی سائل)

جواب:- آپ کا سوال بہت تفصیل طلب ہے۔ اس کے مختلف پہلوؤں پر میں بار بار اپنے مضامین میں روشنی ڈال چکا ہوں، اگرچہ براہِ راست اس خاص موضوع پر کچھ نہیں لکھا ہے ”ظاہر“ سے مراد اگر احکام ہوں اور ”باطن“ سے مراد حکمتِ دین ہو، نیز ظاہر سے مراد اگر احکام شرعی کی تعمیل ہو اور باطن سے مراد اُس اعتقادی اور اخلاقی رُوح کا سمجھنا اور اپنے نفس اور سیرت و کردار میں اسے جاری و ساری کرنا ہو جو احکام شرعی کی تعمیل میں درحقیقت مطلوب ہے، تو ظاہر و باطن کی یہ تفریق صحیح ہے۔ لیکن اس تفریق کے لحاظ سے باطن کا منبع بھی وہی ہے جو ظاہر کا منبع ہے، یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اس باطن کے لیے تلاوتِ قرآن، مطالعہ سیرتِ پاک اور صوم و صلوٰۃ اور دوسرے احکامِ شریعت کی پابندی کے سوا کسی اور مجاہدہ و ریاضت کی ضرورت نہیں ہے۔

لیکن اگر باطن سے مراد وہ فلسفے ہیں جو تصوف کے نام سے مسلمانوں میں رائج ہوئے تو ان کا منبع قرآن و سنت نہیں ہیں بلکہ افلاطون اور فلاطینوس اور ویدانت وغیرہ کی تعلیمات ہیں اور جو شقیں اور ریاضتیں اس غرض سے کی جاتی ہیں کہ ان فلسفوں کے مطابق تحقیق کا مشاہدہ حاصل ہو نیز خوارق اور کشف اور مجاہد کے صدور کی قوت حاصل ہون کا کوئی تعلق اسلام سے نہیں ہے، چاہے ان اعمال کی بعض شکلیں اسلامی عبادات کی شکلوں سے ملتی جلتی ہوں اور اس فن کی بعض اصطلاحات اسلامی لغت سے مستعار لے لی گئی ہوں۔

(جواب مودودی)

ناظرین حضرات! اس اقتباس کو صحیح اور واضح طور پر سمجھنے کے لیے الزام ہے یعنی اقتباس ۷۵ سے شروع کر کے اقتباس ۷۶ تک غور سے پڑھیے تب آپ کو مودودی کی گمراہ اور تلبیسانہ ذہنیت کا صحیح اندازہ ہوگا۔ غور فرمائیے کہ باطن یعنی تزکیہ نفس کیلئے تلاوت قرآن، مطالعہ سیرت پاک اور صوم و صلوٰۃ اور دوسرے احکام شریعت کی پابندی کے سوا کسی اور مجاہدے اور ریاضت کی ضرورت نہیں غور فرمایا آپ نے دکسی اور مجاہدے اور ریاضت کی ضرورت نہیں سے مودودی کی کیا مراد ہے؟ صرف یہ کہ اور دو وظائف و نوافل کثیرہ اور بیحد و تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل یعنی کلمہ طیبہ کے اذکار مبارک اور سُبْحَانَ اللہ و بِحَمْدِہ سُبْحَانَ اللہ الْعَظِیْمِہ جیسی مقظم اور خصوصی تسبیحوں کے دُور اور دیگر معمولات ادعویہ یا ثورہ وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں! جن کو صدیقائے کرام نے تصوف کے نام سے مسلمانوں میں افلاطون اور فلاطینوس اور ویدانت کی تعلیم سے نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے لے کر جاری و ساری کی ہیں اور یہی وہ ششکلیں ہیں جن کا تعلق اسلام سے ہے اور ان کا منبع قرآن اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہی وہ ششکلیں ہیں جن کو ابو الودیانت مودودی اسلامی عبادات کی شکلوں سے ملتی جلتی کہہ کر افلاطون اور فلاطینوس اور ویدانت کی طرف منسوب کر رہا ہے اور انہی مشاغل اور مجاہدات اور ریاضات کی تمام اصطلاحات کو مودودی اسلامی لغت سے ماخوذ لکھنے کے بجائے ”مستعار“ لکھ کر اپنی لالچینی انشا پر دازی کا بھی پول کھول رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سائل کے سوال کے ضمنی سوالات پر اور مودودی کے تلبیسانہ جواب پر غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مودودی جیب سے رقم نکال کر سائل کے سوالوں کا جواب لکھنے کے بجائے نیپے سے چھری نکال کر تصوف کی شہ رگ کاٹنے میں لگا ہوا ہو۔

(مرتب)

جمہوریت کے جدید قدردان، والی جمہور

ابوالکھمور مودودی

کے

مجددانہ و مہدیانہ، عالمانہ و فاضلانہ، مقتیانہ و قاضیانہ

داعیانہ و آمرانہ، تصنیفی و تالیفی، تنبیہی و تحذیری

تنقیدی و تخریبی، جمہوریت کش و جمہوریت نواز

محمّد العقول

جو اشرپاے

(رسائل و مسائل حصہ اول ص ۱۳۲ بعنوان ”فقیہیات“)

(۷۳) آج کل کے میڈیکل کالجوں اور نرسنگ کی تربیت گاہوں اور ہسپتالوں میں مسلمان لڑکیوں کو بھیجنے سے لاکھ درجے بہتر یہ ہے کہ ان کو قبروں میں دفن کر دیا جائے۔ رائج الوقت گرنہ کالجوں میں جا کر تعلیم حاصل کرنے اور پھر معلمات بننے کا معاملہ بھی اس سے کچھ بہت مختلف نہیں ہے۔ (مژدہ)

اگر ابو الفریب مکار ملا مورد دی کا یہ فتویٰ شرعی ہے اور دیانت و خلوص پر ہی محمول ہے تو پھر وہ بتلائیں کہ اپنی لڑکیوں کو بی۔ اے اور ایم۔ اے کون سے آسمانی کالجوں میں بھیج کر کراپٹ کیا اس کا نام بد عملی نہیں؟ اور کیا اسلام کی پیشوائی کا گھنڈہ رکھنے والے اور عالم اسلام میں تجدید اہیائے دین اور اقامت دین کے علمبردار اور دعویٰ دار کے لیے یہ بات قابل شرم و غیرت اور قابل لعنت نہیں؟ کہ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو بھی غیر شرعی اور غیر اسلامی، مکروہ ترین عربیاں اور نیم لباس پہنوائے اور ان کو نجوشی اپنے گھروں میں بھی رکھے۔ اور دوسرے بزرگوں اور ولیوں پر تنقید اور انگشت نائی کرے۔

یہیے ایک صحیح اور قوی حدیث پیش کرتا ہوں پڑھ کر اندازہ لگائیے کہ ایسے بے عمل مکار خطیبوں کا قیامت کے دن کیا حشر ہوگا۔ (مرتب)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَرُوتٌ لَيْلَةَ أُسْرَى إِلَى بَقُومٍ تَقْرُؤُ
مُشَاهِلَهُمْ بِمَقَارِيفٍ مِنَ الْبَارِقَاتِ
يَا جِبْرَائِيلُ مِنْ هَؤُلَاءِ قَالَ هَؤُلَاءِ خُطَبَاءُ
أُمَّتِكَ الَّذِينَ يَقُولُونَ مَا يَفْعَلُونَ -
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بنے کہ میں معراج کی رات ایسی جماعت کی طرف
گنڈرا کہ جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹ
جا رہے تھے میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ
ہیں انہوں نے کہا یہ آپ کی امت کے وہ خطیب ہیں
جو کچھ کہتے ہیں اس پر خود عمل نہیں کرتے۔
(ترمذی شریف)

(دستورِ جماعتِ اسلامی پاکستان ص ۲۴ بعنوان ”عقیدہ“)

رسولِ خدا کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے، کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو، ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اُسی معیارِ کامل پر جانچے اور پرکھے، اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجے میں ہو اُس کو اُسی درجے میں رکھے۔ (مودودی ایمان)

کیا ابوالنقیذ مودودی کے اس ایمانی اقتباس کا صاف و صریح اور ناقابلِ تردید یہ مطلب نہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی اور حضرت امام حسن و حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر تمام جلیل القدر و عظیم المرتبت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین معشرۂ مبشرہ و اصحابہ بیعت الرضوان و اصحاب بدریتین وغیرہ کو نہ معیارِ حق سمجھو اور نہ ان سب کے ایمانوں کو جانچے اور پرکھے بغیر اُن پر کسی قسم کا اعتقاد رکھو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہو کر بے دین اور خارج از اسلام نہ ہو جانا پڑے۔ فَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ۔ لیجیے پہلے در صحیح حدیثیں ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

اصحابی کا الجعوم یا تھم اقتدیتم میرے صحابی مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جس کسی کی بھی اقتدا کر لو گے ہدایت پا لو گے۔ اہتدیتم۔

عن عبد الله بن عمر بن العاص رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: سبعة من امتي يفرق الله بينهم في النار. الاملة واحدة. قيل من هم يا رسول الله قال ما انا عليه و اصحابي (شکوۃ و رواہ الترمذی)

روایت ہے (کہ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی جس میں سے ایک فرقے کے سوا تمام ہی دوزخی ہوں گے۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ (نجات پانے والا) کونسا ہوگا فرمایا جو میرے اور میرے صحابیوں کے طرز و طریق پر ہوگا۔

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ
جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

سُورَةُ تَوْبَةِ رُكُوع ۱۳

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور
جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ
ان سب سے راضی ہوگا اور وہ سب اس سے
راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے
باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری
ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی
ہے۔ ترجمہ پ ۲ رُکُوع ۲

وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ
فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ
وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ
فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ
(سُورَةُ هُجُرَاتِ رُكُوعِ پہلا)

لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور
اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر و
فسق اور عصیان سے تم کو نفرت دے دی۔
ایسے لوگ خدائے تعالیٰ کے فضل اور انعام سے
راہِ راست پر ہیں اور اللہ تعالیٰ جاننے والا
حکمت والا ہے۔ (ترجمہ پ ۲۶ رُکُوع ۱۳)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ اللہ کا رسول تو صحابہ کرام کی پیروی کو ہدایت کا ذریعہ بتائے اور ان کی
اتباع کو دوزخ سے بچنے اور نجات اخروی حاصل کرنے کا ذریعہ بتائے اور قرآن کریم صحابہ کرام
کی پیروی کرنے والوں کے لیے اللہ کے راضی ہو جانے کی خوشخبریاں بیان کرے اور صحابہ کے
راہِ راست پر ہونے کی شہادت دے اور یہ کم نجت بد نصیب ناقرا عقل قسم کا مغربی ایجنٹ
ابوالمعیار مودودی ان کی محبت کو بھی ذہنی غلامی سے تعبیر کرائے اور ان پر نکتہ چینی اور ان کی
عیب جوئی کو نہ صرف جائز بلکہ عقیدہ اسلام اور جزائمان قرار دے کر اپنی جماعت کے دستور

میں بطور دفعہ اور عقیدہ شامل کرے لعنت ہو اللہ کی مودودی پر اور اُس کی آزاد اور بے تحیل
پسید ذہنیت پر اور اُس کی گمراہ کن شریر ٹولی پر اور پٹکار ہو اللہ کی ان کے مؤیدین اور ان کے اہل دیوں
پر (آمین)

(ترجمہ)
(تفہیمات جلد اول ص ۳۱۹ بعنوان "حدیث کے متعلق چند سوالات")

(۷) معیار ہی مسلمان تو دراصل اُس زمانے میں بھی وہی تھے اور اب بھی وہی ہیں

قرآن و حدیث کے علوم پر نظر رکھتے ہوں اور جن کے رگ و پے میں
قرآن و احکامِ نبوی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا نور سرایت کر گیا ہوگا۔ (مودودی)

مذہبیں اور ڈانوا ڈول قسم کے لوگوں کی خدمت میں مخصوص اتھاس ہے کہ اگر عقل و شعور
فہم سیم اور خوفِ خدا حاصل ہے تو خدا کے لیے اس اقتباس پر غور فرمائیے اور یہ مخصوص خط کشیدہ جہد
"اب بھی وہی ہیں" ذرا غور سے پڑھیے اور سمجھیے کہ ابراہیم علیہ السلام مودودی کیا چیز ذہن نشین کرانا چاہتا
ہے؟ کیا "اب بھی وہی ہیں" کا مطلب صاف اور صریح یہ نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
صحبت قطعاً بے معنی ہے جبکہ "معیاری مسلمان" اس وقت بھی اُسی وقت کی طرح بن سکتا ہے
جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائے ہوئے اصحاب بہم صورت ناقابل

معیار ہوئے حالانکہ اہل سنت کے نزدیک صحابہ کرام من حیث المجموع معیار رہے
میں اور اس اقتباس کا آخری جملہ محض نمائشی اور ایک کارآمد فریب ہے۔ پڑھیے مذکورہ
اقتباسات ص ۳۷۸-۳۸۰ اور ۸۲ خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ جملہ محض نمائشی ہے یا نہیں۔ اگر یہ نمائشی
جملے استعمال نہ کیے جائیں تو ملتِ اسلامیہ کے سادہ لوح عوام نہ صرف یہ کہ مسخر ہی نہ ہو سکیں
گے بلکہ یہ سادہ لوح عوام ہی کہ جن کو مودودی "نام" کے اور نسلی مسلمان کہتا ہے مودودیت کا
قلع قلع اور تیا پاچہ کر ڈالنے کے لیے خطرہ عظیم بن جائیں گے۔ لیجیے عید الفطین ابوالانشاء مودودی اور عبداللہ
کی انشاء پر داری کے لیے چند پسندیدہ اقتباسات اور ملاحظہ فرمائیے جس میں خلفائے راشدین کی نہایت خوشنما
و دلنشین بلکہ مسکوک و انداز میں ثنا خوانی فرمائی گئی ہے۔ پڑھیے اور سر دھنیے۔ (مرتب)

(ماہنامہ ترجمان القرآن بابت سید الثانی ۱۳۵۷ھ جلد ۱۲ عدد ۴ ص ۳۱۳)

انسان کے ذاتی جذبات قومی اور خاندانی جذبات سے کیس زیادہ عزیمت شکن اور بے پناہ ہوتے ہیں جب غیرت اور حمیت کا طوفان جوش مارتا ہے۔ تو بڑے سے بڑے ارباب عزم و قناعت کے پاؤں بھی اُس کی زد میں اُلٹ جاتے ہیں۔ نفس کا یہ سب سے کامیاب اور خطرناک وار ہے جسے رد کرنے کے لیے نبرت کا استقلال چاہیے۔ اسلام کی بلند نظری اور حق پسندی یہاں اپنے انتہائی کمال پر پہنچ جاتی ہے اگرچہ "غیرت" انسانیت کا ایک بہترین جوہر ہے لیکن اسلام اُسے بھی آزاد نہیں چھوڑتا۔ اُسے بھی اپنے تابع بناتا ہے اُسے اعتدال کی حدود سے باہر نہیں جانے دیتا۔ اور انسان کو حکم دیتا ہے کہ وہ کبھی بھی نفس کے رجحانات سے مغلوب نہ ہو جو کچھ کرے نفسانیت اور جذبات سے عاری ہو کر محض خدا کے لیے اُس کی رضا جوئی کے لیے اور اُس کے نظام عدل کی برقراری کے لیے کرے۔ اسلام کا یہ نازک ترین مطالبہ ہے اور اتنا نازک ہے کہ ایک مرتبہ ضدین اکبر جیسا بے نفس، متورع اور سراپا تقیت انسان بھی اُس کو پورا کرنے سے چوک گیا۔

صد الدین اضلاعی

(ماہنامہ ترجمان القرآن بابت سید الثانی ۱۳۵۷ھ جلد ۱۲ عدد ۴ ص ۲۸۸)

لیکن دنیا تو ہر بلندی کے آگے سرٹیک دینے کی خوگر تھی اور ہر بزرگ انسان کو مقام بشر سے کچھ نہ کچھ برتری سمجھتی آرہی تھی چنانچہ اس تخیل کا اثر مٹتے مٹتے بھی کبھی کبھی نمایاں ہو جاتا تھا۔ غالباً یہی شخصی عظمت کا تخیل تھا جس نے رحلتِ مصطفوی کے وقت اضطراری طور پر حضرت عمر کو قوڑی دیر کے لیے مغلوب کر لیا تھا..... لیکن ان تمام تصویرکات کے باوجود اس

جگر گزار خبر کو سن کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حضرت عمر
جیسا اعلیٰ تربیت یافتہ مسلمان بھی دفور جذبات میں توازن کھودیتا ہے تھوڑی
دیر کے لیے بھول جاتا ہے کہ قصائے الہی کے سامنے بالادست سب ایک
ہیں۔ اور حیران ہو ہو کر سوچتا ہے کہ اتنی بڑی ہستی کس طرح اس
معمولی انداز میں گذر جاسکتی ہے۔ پیغمبرِ انصاف کی بزرگی کا جو سنگِ نفس
میں مرتسم تھا اس کی بنا پر وہ آپ کی وفات کا یقین کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔
یہی اس اقتباس کا صاف اور واضح مطلب اور خلاصہ بھی ملاحظہ فرمایا بھیجیے۔
”حضرت عمر کے قلب سے وہ جذبہ اکابر پرستی جو زمانہ جاہلیت کی پیداوار
تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک بھی پوری طرح محو نہ ہوا تھا اور
آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ابھر ہی آیا۔“ (صدا الدین اصلاحی)

مقامِ حیرت اور افسوس ہے کہ سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس ذاتِ اقدس کو ”فَارُوقِ“
کا خطاب عطا فرمائیں اور جن کے تقدس اور جلال کی یہ تعریف فرمائیں کہ شیطان آپ کی عظمت و
جلال سے اس قدر خائف ہے کہ عمر فاروق کو جس راستے پر دیکھ لیتا ہے خوف کی وجہ سے اُس
راستے ہی کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور ابوالکرہ اصلاحی کہتا ہے کہ ”یہ ہی شخصی عظمت کا تخیل تھا جس
نے حلتِ مصطفویٰ کے وقت اضطراری طور پر حضرت عمر کو تھوڑی دیر کے لیے مغلوب کر دیا تھا حالانکہ
درحقیقت یہ ایک انغمائی کیفیت تھی جو حُبِ رسول کی بنا پر اس حد تک کو برداشت نہ کئے گئے بغیر پیش آنی تھی
(تجدیدِ دینیات ۳۴ بعنوان ”جاہلیت“)

مگر ایک طرف حکومتِ اسلامی کی تیز رفتار وسعت کی وجہ سے کام روز
بروز زیادہ سخت ہوتا جا رہا تھا اور دوسری طرف حضرت عثمان بن پر اس
کا عظیم کا بار رکھا گیا تھا، ان تمام خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے جلیل القدر
پیش روؤں کو عطا ہوئی تھیں، اس لیے اُن کے زمانہ خلافت میں جاہلیت

(۷۱)

۱۔ اگلے صفحات پر اقتباس نمبر ۲۶ سے تبصرہ ملاحظہ فرمائیے۔

کو اسلامی نظام اجتماع کے اندر گھس آنے کا موقع مل گیا۔ حضرت عثمان نے اپنا سر دے کر خطرے کا راستہ روکنے کی کوشش کی مگر وہ نہ رکا۔ اُس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے اسلام کے سیاسی اقتدار کو جاہلیت کے تسلط سے بچانے کی انتہائی کوشش کی مگر اُن کی جان کی قربانی بھی اس انقلاب معکوس کو نہ روک سکی۔ (مودودی)

(ماہنامہ ترجمان القرآن بابت بیع الثانی ۱۳۵۵ھ جلد ۱۲ عدد ۴ ص ۲۹۵)

(۷۹) اسلام کی عاقلانہ ذہنیت کسی خفیف سے خفیف غیر اسلامی جذبہ کی شرکت بھی گوارا نہیں کر سکتی اور اس معاملہ میں اس قدر نقص کے میلانات سے متنفذ ہے کہ حضرت خالد جیسے صاحب فہم انسان کو بھی اس کے حدود کی تیز شکل ہو گئی۔

صدر الدین اصلاحی

(ماہنامہ ترجمان القرآن بابت بیع الثانی ۱۳۵۶ھ جلد ۱۲ عدد ۴ ص ۲۹۱)

(۸۰) اس تصور کی خالص اخلاقیات اور بے لوث عقلیت اتنی بلند تھی کہ اس کی رفتوں تک پہنچنے میں ان لوگوں کو بھی ابتداءً بڑی دشواریاں پیش آئیں جو نفسانیت اور جاہلیت کو یکسر خیر باد کہہ چکے تھے۔ برسوں کی تعلیم و تربیت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میدان جنگ میں لائے اور باوجودیکہ ان کی ذہنیت میں انقلاب عظیم رونما ہو چکا تھا مگر پھر بھی اسلام کی ابتدائی راہیوں میں صحابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی اصلی سپرٹ کو سمجھنے میں بار بار غلطیاں کر جاتے تھے۔

صدر الدین اصلاحی

(تفہیمات جلد اول ص ۲۱۲ بعنوان "مسک اعتمدان")

(۸۱) اب سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ بنا اذونات صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا اور وہ ایک دوسرے پر چوٹیں کر جایا

کہتے تھے۔ ابن عمرؓ نے سنا کہ ابو ہریرہؓ دتر کو ضروری نہیں سمجھتے۔ فرمانے لگے کہ ابو ہریرہؓ جھوٹے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے ایک موقع پر انس اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا کہ وہ حدیث رسول کو کیا جانیں، وہ تو اُس زمانے میں بچے تھے۔ حضرت حسن بن علیؓ سے ایک مرتبہ شاہد و مَشْهُود کے معنی پوچھے گئے انہوں نے اس کی تفسیر بیان کی۔ عرض کیا گیا کہ ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ تو ایسا اور ایسا کہتے ہیں فرمایا دونوں جھوٹے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر مغیرہ بن شعبہ کو جھوٹا قرار دیا۔ عبادہ بن صامت نے ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے مسعود بن ادس انصاری پر جھوٹ کا الزام لگایا، حالانکہ وہ بدری صحابہ میں سے ہیں۔ (مودودی)

نَعُوذُ بِاللّٰهِ - نَعُوذُ بِاللّٰهِ - یہ واقعات جس انداز میں پیش کیے گئے ہیں اول تو یہ بالکل خلاف حقیقت اور بے بنیاد ہیں دوسرے یہ کہ اگر یہ ابوالکذاب مغرب زدہ متفنی مودودی عربی زبان کا ماہر اور عربی محاورات سے واقف ہوتا تو یہ ذلیل و شرا ٹکڑ اور لامعنی بکواس کہنے کی جرات کبھی نہیں کر سکتا تھا اس لیے کہ عمد صحابہ میں جب آپس میں مسائل پر ایک دوسرے کے لیے لفظ "کذب" استعمال ہوتا تھا تو اس کے معنی محض غلط فہمی کے ہی لیے جایا کرتے تھے۔ جیسا کہ تاریخ اسلام میں آج تک صحابہ کرام کی افہام و تفہیم کے ان اختلافات کو اس قدر قلیح اور مکروہ انداز میں بہ مشابہ اندازے دین کسی سلیم الایمان اور راسخ العقیدہ مسلمان عالم یا مؤرخ نے پیش نہیں کیا۔

یہی نہایت ہی مختصر سی ایک روایت اور صرف دو حدیثیں پیش کرتا ہوں۔ ابوالکذاب متفنی، لالچی اور مغربی ایجنٹ مودودی کے ایمان اور اس کے مجددوں کے ٹوٹے کے متعلق فیصلہ فرما لیجیے۔ (مرتب)

(الاصحاب فی تمییز الصحابہ ص ۱۱۰ ج ۱۰ بروایت ابو ذر رحمہ)

اِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَنْقُضُ اِحْدَا مِنْ اَصْحَابِ جَبَّ نَمَّ كَيْسٍ اَوْ مَيَّ كُوْهُ كَيْفَ كُوْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا عَلِمَ
أَنَّهُ زَنَدِيقٌ وَذَلِكَ أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ
وَالْقُرْآنَ حَقٌّ وَمَا جَاءَ بِهِ حَقٌّ وَأَمَّا
أَدْوَى الْيَسْأَذِ الْكُلُّهُ الصَّحَابَةُ وَهُوَ لَا
يَرِيدُونَ أَنْ يَجْرَحُوا شُهُودًا لِيَبْطُلُوا
الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ وَالْمَجْرَحُ بِهِمْ أَوَّلُ
وَهُمْ زَنَادِقَةٌ

علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کی کمزوریاں
بیان کرتا ہے تو جان لو کہ وہ زندقہ (بے دین)
ہے اور یہ اس لیے کہ رسول حق ہے اور قرآن حق
ہے اور جو کچھ ان سے آیا ہے وہ حق ہے اور چونکہ
ہم تک ان سب کو پہنچانے والے صحابہ ہیں تو یہ
ہمارے گواہوں کو مجروح کرنا چاہتا ہے تاکہ کتاب و
سنت کو باطل کر دیں۔ اس لیے انہی کو مجروح کرنا
بہتر ہے یہی لوگ زندقہ ہیں۔

عبد الله بن مغفل رضى الله عنه الله
الله في اصحابي لا تتخذوا هم من بعدى
غرضنا من اجتهم فبجتي احبهم ومن
ابغضهم فببغضى ابغضهم ومن
اذا هم فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى
الله يوشك ان يآخذوا (رواه الترمذى
واحمد والبخارى)

عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ فرمایا نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ سے ڈرو، اللہ سے
ڈرو میرے اصحاب کے معاملے میں ان کو اپنی
ذمتوں کا نشانہ مت بناؤ جس نے ان سے محبت
کی تو یہی محبت کی وجہ سے اُن سے محبت
کی اور جس نے ان کو مبغض رکھا تو اس نے
مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے اُن سے بغض
رکھا اور جس نے ان کو اذیت دی اس نے مجھ کو
اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس
نے اللہ کو اذیت دی یعنی قریب اللہ اُن کو
پکڑے گا۔ (ترمذی اور احمد اور بخاری)

اِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عَمْرِو قَلْبِهِ

اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے۔

(رواہ احمد الترمذی عن ابن عمر و احمد و ابو داؤد و عن ابی ذر مدح کر عن ابی ہریرہ)
 صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے فضائل و مناقب اور ان کے معیار حق ہونے کے
 دلائل اگر قرآن کریم اور احادیث رسول سے یکجا کیے جائیں تو ایک مستقل ضخیم کتاب تیار ہو سکتی
 ہے۔ لیکن طالبان حق پر چونکہ صرف مودودیّت کو ہی طشت از بام کرنا مقصود ہے اس لیے
 اس اختصار پر ہی اکتفا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ”شایان شان“ فتوہ باللہ جو تعریف و
 توصیف ابوالزینب مودودی نے پیش کی ہے اُس کا ایک مختصر سا اقتباس پیش کرتا ہوں ملاحظہ
 فرمائیے۔

(مرتب)

(اسلامی نظام زندگی ص ۲۶۸-۲۶۹ بعنوان ”بنیادی انسانی اخلاقیات“)

بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی اور جس کے
 اثرات تھوڑی ہی مدت گزرنے کے بعد دریائے سندھ سے لے کر اٹلانٹک
 کے ساحل تک دنیا کے ایک بڑے حصے نے محسوس کر لیے، اس کی وجہ یہی
 تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا تھا جس کے اندر کیرکڑکی
 زبردست طاقت موجود تھی۔ اگر خدا نخواستہ آپ کو بودے، کم ہمت، ضعیف الارادہ
 اور ناقابل اعتماد لوگوں کی بھیر مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے؟

(مودودی)

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی میں روحانی اور ایمانی طاقت اور پیغمبرانہ تربیت
 بالکل شامل نہ تھی۔ صرف اعلیٰ کیرکڑکے انسانی مواد سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیابی حاصل
 ہوئی تھی! کیا ابوالکیرکڑ مودودی سے کوئی پرچینے والا ہے؟ کہ عرب کے ضدی قسم کے جاہل فرعونوں کو

انسانیت اور انسانیت کا وہ زبردست کیرکٹر کس نے عطا کیا تھا؟ اقتباس نمبر ۷۷ میں اس
ابوالکذاب 'ابوالفراموش' مردودی نے خود بھی لکھا ہے کہ حضرت عثمان "ان تمام خصوصیات کے
حامل نہ تھے جو ان کے جلیل القدر پیش روؤں کو عطا ہوئی تھیں۔ کیا عطا ہوئی تھیں؟ ان الفاظ سے یہ
ثابت نہیں ہوتا کہ تمام خصوصیات ان میں "موجود" نہیں تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے خصوصیت
کے ساتھ عطا کی گئی تھیں! اور کیا قرآن و حدیث کے علوم پر نظر رکھنے والے اعلیٰ اور زبردست
کیرکٹر کے معیاری مسلمانوں کا مواد جناب کربھی بل گیا ہے؟ جن کی زبردست طاقت کے بل بوتے پر
تجدید و اقامت دین کا نام نہاد علم بلند کیا جا رہا ہے؟ اور جن کے کیرکٹر کی زبردست طاقت
کے ذریعے "لادینی جمہوری اسٹیٹ پاکستان" کو ختم کر کے "حکومت الہی" قائم کرنے کی کوششوں
میں آپ مصروف ہیں؟

(مرتب)

(تفہیمات جلد اول ص ۳۲ بعنوان "قرآن اور سنت رسول")

قرآن حکیم "نجات" کے لیے نہیں بلکہ "ہدایت" کے لیے کافی ہے۔ اس کا
کام صحیح فکر اور صحیح عمل کی راہ بتانا ہے اور اس راہنمائی میں وہ یقیناً کافی ہے۔

(مودودی)

اب اللہ کے رسول کے ارشادات ملاحظہ فرما کر خود فیصلہ فرمائیے۔

من قرأ القرآن وحفظه أدخله
اللہ الجنة (ابن ماجہ)

جو شخص قرآن پڑھے اور اس کو حفظ کر لے اللہ
تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

عن علی ابن ابی طالب قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص قرآن

قَدْ أَلْقَى الْقُرْآنَ فَاسْتَظْهَرَهُ فَأَحْلَى حَلَالَهُ
وَحَرَمَ حَرَامَهُ أَدْخَلَهُ اللَّهُ بِهِ الْجَنَّةَ
وَشَفَعَهُ فِي عَشْرَةِ مَن أَهْلَ بَيْتِهِ كُلِّهِمْ
قَدْ وَجِبَتْ لَهُ النَّارُ (احمد و ترمذی
وابن ماجہ و دارمی)

پڑھے اور اس کو حفظ کرے اور اُس کے حلال کو
حلال اور حرام کو حرام سمجھے (یعنی عقیدہ اس کے
خلاف نہ رکھے جیسے ایک حدیث میں عمل کرنے
کو فرمایا گیا ہے اس میں اس پر عقیدہ رکھنے کو
کہا گیا) تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل
کرے گا اور اس کی سفارش (بخشش کے لیے) اس
کے گھروالوں میں ایسے دس افراد کے حق میں قبول
فرمائے گا جن سب کیلئے دوزخ لازم ہو چکی ہے۔

ان احادیث کے بہت سے راوی ہیں مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت سب سے
زیادہ فوقیت اور حیثیت رکھتی ہے صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اسم مبارک کو کافی تصور
کرنے کے صرف اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ قرآن کریم نجات کے لیے ثابت کرنے کے لیے بے شمار احادیث
اور بے شمار اسناد لال پیش کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن صالح العقیدہ، سلیم الایمان، نیک نیت اور مخلص
مسلمان کے لیے یہی ایک حدیث کافی ہے۔ (مرتب)

ترغیہ القرآن دیباچہ ص ۱۱ بعنوان ”تفسیر لکھنے کے وجوہ“
میں نے اس میں قرآن کے الفاظ کو اردو کا جامہ پہنانے کے بجائے یہ کوشش
کی ہے کہ قرآن کی ایک عبارت کو پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آتا ہے اور جو
اثر میرے دل پر پڑتا ہے اسے حتی الامکان صحت کے ساتھ اپنی زبان میں
منتقل کر دوں۔ (مودودی)

۸۴

ایسی تفسیر اور ایسا ترجمہ تو یقیناً سمندر ہی کی نذر کو دیے جانے کے قابل ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ
قرآن کریم کے ایسے ترجمے اور تفسیر کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے ملاحظہ

(مرتب)

نہد مائیے۔

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتوبوا مئة
من النار (ترمذی شریف)
جو شخص بغیر علم کے قرآن میں اپنی بات کہے
اس کو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانا چاہیے۔

من قال فی القرآن بواہ صاب
فاخطاء (ترمذی شریف، ابوداؤد شریف)
قرآن میں جو شخص اپنی رائے سے کہے تو وہ
دُرست ہونے کے باوجود خطا کار ہے۔

فرمان نبویؐ کی قسط اور اعجاز دیکھنا ہو تو اقتباس نمبر سے ۱۸ تک مسلسل پڑھ ڈالے
ابوالزینق مودودی کی گمراہی اور اس کا دجل و فریب سب کھل کر سامنے آجائے گا۔ (مرتب)
(تجدید و حیات دین ص ۲۹ بعنوان ”سلام“)

یہ دنیوی زندگی چونکہ آزمائش کی مہلت ہے اس لیے یہاں نہ حساب ہے نہ
جزا نہ سزا۔ یہاں جو کچھ دیا جاتا ہے وہ کسی عمل نیک کا انعام نہیں بلکہ امتحان
کا سامان ہے اور جو تکالیف، مصائب، شدائد وغیرہ پیش آتے ہیں وہ کسی
عمل بد کی سزا نہیں بلکہ زیادہ تر اس قانونِ طبعی کے تحت جس پر اس دنیا کا نظام
 قائم کیا گیا ہے، آپ سے آپ ظاہر ہونے والے نتائج ہیں۔ (مودودی)

(۸۵)

یہ عقیدہ قرآن اور اسلامی تعلیم کے قطعاً خلاف ہے۔ اس میں الحاد اور دہریت کی نہایت
پُر فریب اور تلبیسانہ انداز میں نہ صرف تائیدی کی گئی ہے بلکہ تعلیم بھی دی گئی ہے اور قرآن کریم
کی صریح مخالفت اور تکذیب کی گئی ہے۔ لیجیے قرآن کریم کی تعلیم بھی ملاحظہ فرمائیے۔
(۱) مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ
نہیں آتی کوئی مصیبت بغیر خدا کے حکم کے۔
(پارہ ۲۸ سورۃ تغابن) (۱۱) آیت سورۃ تغابن

ابوالاحد صاحب مودودی فرماتے ہیں ”آپ سے آپ ظاہر ہونے والے نتائج ہیں“

کیا یہ قرآن کریم کی مخالفت اور دہریت کی ایجنسی نہیں ؟

(۲) وَمَا آصَابَكُمْ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ اَوْجُوْهِ مَصِيْبَتٍ مِّمَّنْ اَتَتْ هٖ وَهٖ تِيْرٰى هٖ
(پس سورۃ نساء) بد اعمالی کی وجہ ہے۔ (۹، دیں آیت سورۃ تغابن)

ابوالخاد مودودی بکتا ہے کہ مصائب و شدائد وغیرہ کسی عمل بد کی سزا نہیں۔ کیا یہ قرآن کریم کی مخالفت اور تکذیب نہیں ؟

(۳) وَمَا آصَابَكُمْ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَیَعْمُوْا عَنْ کَثِیْرٍ
(پس سورۃ شوری) اور تم کو جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں سے اور بت سی تو درگزر کر دیتا ہے۔ (آیت ۳۰ سورۃ شوری)

بخاری شریف و مسلم شریف وغیرہ احادیث سے ثابت ہے کہ معصوم بچے اور انعمیاء علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں انبیاء علیہم السلام اور صدیقین و صالحین حضرات کو جو بظاہر تکلیفیں یا پریشانیاں اور مصیبتیں آتی ہیں اول تو وہ فی الحقیقت مصیبتیں نہیں ہوتیں اور نہ ہی وہ کسی گناہ کی سزا ہوتی ہیں۔ بلکہ اس سے اُن کے صبر و شکر کا اظہار کرانا اور یہ دکھانا مقصود ہوتا ہے کہ فرمانبردار اور نیک عمل مقرب لوگوں کے لیے مصیبتیں بھی رحمتیں کر آتی ہیں اسی لیے وہ اُن مصیبتوں کا خندہ پیشانی سے حقیقی استقبال کرتے ہیں۔

۴۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ فیما یرسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کانٹے کا چھننا اور قسمے کا ٹوٹ جانا بھی کسی گناہ کا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ

مزید احادیث رسول اور بھی ایسی بے شمار موجود ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر بہت سے عظیم المرتبت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ لیکر

بوالکذاب مودودی عالم اسلام میں تجدید دین، احیائے دین و اقامت دین کا علمبردار اور دعویٰ دار ہونے کے باوجود قرآن کریم اور احادیث رسول کے خلاف یہ کہے کہ ”آپ سے آپ ہونے والے نتائج ہیں“ ایقیناً یہ شخص محرب اسلام اور

دشمن دین دایمان اور دہریت اور مغروریت کا کھلا ایجنٹ ہے !! (مرتب)

ابا بنامہ ترجمان القرآن بابت ماہ اگست ۵۵ء ص ۳۷۹ جلد ۴۲ (۶)

یہ کہ متہ کو مطلقاً حرام قرار دینے یا مطلقاً مباح ٹھہرانے میں سنیوں اور
شیعوں کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے اس میں بحث اور مناظرہ
نے بیجا شدت پیدا کر دی ہے۔ ورنہ امر حق معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے

انسان کو بسا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پیش آجاتا ہے جن میں
نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ زنا یا متعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے
پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ایسے حالات میں زنا

کی بہ نسبت متعہ کر لینا بہتر ہے۔ مثلاً فرض کیجیے کہ ایک جہاز سمندر میں
ٹوٹ جاتا ہے اور ایک مرد و عورت کسی تختے پر بستے ہوئے ایک ایسے
سنان جزیرے میں جا پہنچتے ہیں جہاں کوئی آبادی موجود نہ ہو۔ وہ ایک

ساتھ رہنے پر بھی مجبور ہیں اور شرعی شرائط کے مطابق ان کے درمیان
نکاح بھی ممکن نہیں ہے۔ ایسی حالت میں ان کے لیے اس کے سوا

چارہ نہیں کہ باہم خود ہی ایجاب و قبول کے اس وقت تک کے لیے
عارضی نکاح کر لیں۔ جب تک وہ آبادی میں نہ پہنچ جائیں یا آبادی ان
تک پہنچ جائے۔ حکم عیش ایسی ہی اضطراری صورتیں اور بھی ہو سکتی

ہیں۔ متعہ اسی قسم کی اضطراری حالتوں کے لیے ہے۔ (مودودی)

اچھا چلیے تھوڑی دیر کے لیے فرض کر ہی لیا جائے اور یہ مجیر العقول صورت پیش آ ہی جائے

کہ سمندر کی سیکڑوں اور ہزاروں فٹ بے پناہ بلند و بالا اور خطرناک لہریں کسی جہاز کو اس
طرح توڑ پھوڑ اور نیست و نابود کر دیں کہ صرف ایک ہی تختہ بہ ایسی شان محفوظ رہ جائے کہ
اُس پر ایک مرد اور ایک عورت بستے ہوئے کسی سنان اور غیر آباد جزیرے میں پہنچ جائیں
(قطع نظر اس کے کہ وہ دونوں حقیقی بھائی بہن یا ماں اور بیٹے یا دونوں ضعیف العمر بوڑھے

ہوں) تو کیا وہاں پہنچ کر ان دونوں مرد و عورت کو نہ کھانے پینے کا تفکر ہو گا نہ گرمی سردی کے بچاؤ کا تردد پیدا ہو گا؟ اور نہ عزیز و اقارب، ماں باپ اور بال بچوں کی یاد ستائے گی اور نہ مال و دولت اور ساز و سامان کے چھوٹ جانے کا غم کھائے گا؟ اور نہ ہی درندوں وغیرہ کا خوف اور موت و حیات کا ہولناک تصور اور تخیل ہی سامنے آئیگا؟ بس صرف بھرپور جوانی کا جوش و خروش ہی دل و دماغ پر مسلط ہو گا اور تختے سے اترتے ہی من تو شدم تو من شدم تو من تن شدم تو جاں شدم کے گیت گانے میں مصروف و منہمک ہو جائیں گے۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ بھلا کیا عقل سلیم اس بات کو تسلیم کر سکتی ہے کہ ایسی بے چارگی اور ہولناک صورت حال میں بھی جنسی بھوک کی شدت اور اضطرابی کیفیت پیدا ہوگی؟ نہ خود بنا اللہ اس قسم کے ذلیل مرد و عورت ابوالمتعب مودودی کے ہی ذہن میں ممکن ہو سکتے ہیں۔ کم سے کم اس دنیا میں تو ہرگز نہیں پائے جاسکتے۔ ذرا غور فرمائیے کہ جو شخص ایسی ہولناک اور بے سرو سامانی کی حالت میں انسانوں کی بستی سے کٹ کر سنان جنگل اور جزیروں میں جا پڑا ہو بھلا اُس کے جنسی تقاضے بھی باقی رہ سکتے ہیں؟ اور وہ متعہ کے لیے بھی مضطرب رہے قرار ہو سکتا ہے؟ درحقیقت ابوالاضطرار مودودی کو متعہ کی صحیح تعریف کا علم ہی نہیں ہے اگر متعہ کی صحیح تعریف سے باخبر ہوتے تو یقیناً تفسیر قرآن کے نام سے تو یہ غرض اُن سے ہرگز سرزد نہوتی۔ جو لوگ متعہ کی اباحت کے قائل ہیں ان کے نزدیک بھی متعہ کا مقصد اور مصرف محض جنسی تقاضوں کو پورا کرنا ہی نہیں ہے بلکہ ایک مقصد اُن کے سامنے یہ بھی ہوتا ہے کہ مثلاً وہ سفر میں ہیں تو انہیں ایک ایسے رفیق کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو اُن کی ضروریات کو سمجھنے اور اُن کو پورا کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ اور یہ صورت ہمیشہ آبادیوں میں ہی پیش آتی ہے جہاں انسان کو کھانے پکانے، پہننے اور رہنے سہنے کے لیے مختلف قسم کے تکلفات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جن کو پورا کرنے کے لیے وہ ایک رفیق کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ چنانچہ شیعہ مسلک نے ایسی صورت میں متعہ (عارضی نکاح) کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ لیکن اس عارضی نکاح پر مرد و عورت کو کچھ روپے بھی بطور مہر دیتا ہے اور اس میں گواہ بھی ہوتے ہیں اور نکاح کی مدت بھی

متعین کر نہ پڑتی ہے۔ یعنی باقاعدہ یہ ایک نکاح ہی کی صورت میں طے پاتا ہے۔ اس صورت حال کو ہی زمانہ جاہلیت میں متعہ سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ جو بعد میں شرعاً حرام قرار دے دیا گیا اور حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں اعلان کیا کہ جو اس متعہ کا ارتکاب کرے گا اس کو زنا ہی کی سزا دی جائے گی لیکن مودودی صاحب کے بیان کردہ متعہ اور زنا میں تو کسی بھی قسم کا کوئی فرق نہیں۔ یہ صورت تو کبھی بھی کسی شریعت میں مباح نہیں قرار دی گئی کہ عارضی نکاح بھی کہتے ہیں اور پھر بھی گواہوں کی ضرورت نہیں سمجھتے اور قابل حیرت بات تو یہ ہے کہ ابراہیم متعہ صاحب مودودی خود بھی خط کشیدہ عبارت میں لکھتے ہیں کہ ”شرعی شرائط کے مطابق ان دونوں کے درمیان نکاح بھی ممکن نہیں“ جب تک نکاح بھی ممکن نہیں تو پھر متعہ (عارضی نکاح) ہی کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ اور اگر شرعی شرائط کے مطابق نکاح ممکن بھی ہوتا تب بھی بغیر دو گواہوں کے اور بغیر کچھ معاوضہ ادا کیے اور بغیر مدت کا صحیح تعین کیے (محض ایک مہینہ مدت کیلئے) کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ ایسی صورت میں تو شیعہ مسلک میں بھی متعہ کے جواز کی کوئی ممکن صورت نہیں اس کا توصیف اور صریح مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے ایمان خور اجتہاد کے ذریعہ اسلام میں افتراق و انتشار پیدا کرانے کیلئے یہ تخریبی راہیں ہی نکالنا مقصود ہیں (مرتب)

حقوق الزوجین ص ۱۶ بعنوان ”احکام خلع“

(۸۶) خلع کے مسئلے میں دراصل یہ سوال قاضی کیلئے نتیج طلب ہے ہی نہیں کہ عورت آیا جائز ضرورت کی بنا پر طالب خلع ہے یا محض نفسانی خواہشات کیلئے علیحدگی چاہتی ہے۔ (مودودی) ابراہیم متعہ مودودی غیر مشروط طور پر عورت کو خلع کی آزادی دے کر نہ صرف زوجین کی خانگی زندگی کو تباہی اور الجھنوں میں مبتلا کر رہا ہے بلکہ اس دور پر فتن میں عورت کو خلاف شرع آزادی دے کر اسلامی معاشرہ کو بھی تباہ اور بدنام کرنے کا ذریعہ بنا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے ابراہیم متعہ مودودی کو اجتہاد کا ہیضہ ہو گیا ہے! غور فرمائیے جبکہ قاضی کیلئے سبب خلع یا ضرورت خلع قابل نتیج ہی نہیں ہے تو عورت کا قاضی کے پاس درخواست دینے کا مطلب حصول خلع تو نہ ہوا بلکہ صرف اطلاع خلع ہی مقصود ہوا کہ وہ اپنے رجسٹر میں اندراج کر لے کہ میں نے آج اپنے ”اولڈ ٹائپ کھوسٹ“ شوہر کو (کہ جو نہ مجھے سینا دکھاتا ہے نہ کلب ہی میں مجھے اپنے دوستوں کے ساتھ جانے دیتا ہے اور نہ مجھے شاپنگ کے لیے ہی بازار جانے دیتا ہے) طلاق دے دی ہے لہذا تحریر لکھ لو کہ سندر ہے اور بوقت ضرورت کام آدے۔ (مرتب)

(تفہیم القرآن جلد اول ص ۱۷۶ سورۃ البقرہ حاشیہ ۲۵۲)

(۸۷) خلع کی صورت میں عدت صرف ایک حیض ہے۔ دراصل یہ عدت ہے ہی

نہیں بلکہ یہ محکم محض استبرائے رحم کے لیے دیا گیا ہے تاکہ دوسرا نکاح کرنے سے پہلے اس امر کا اطمینان حاصل ہو جائے کہ عورت حاملہ نہیں ہے۔

(مودودی)

ابوالاجتہاد مودودی نے یہ بھی قرآن کے خلاف اجتہاد کیا ہے کیونکہ خلع اور طلاق کی عدت کا درحقیقت ایک ہی حکم ہے اس لیے خلع کے لیے عدت کا صرف ایک تین مقرر کر دینا قرآن کریم کی آیت یَتَزَوَّجُنَّ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ (ترجمہ، اپنے آپ کو رد کے رکھیں تین یعنی تک۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۲۸) کے صریح خلاف ہے۔

(مرتب)

(تفہیمات جلد اول ص ۱۴۳ بعنوان ”کیا رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے“)

اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفسِ شریہ کی رہزنی کے خطرے پیش آئے ہیں۔

(مودودی)

(۸۹)

ملاحظہ فرمایا آپ نے اس جبارت کو کہ انبیاء علیہم السلام کے پاک نفسوں کے لیے بھی نفسِ شریہ کے الفاظ شریہ استعمال کر رہا ہے۔ ابوالشریہ مودودی کی اس شریہ و خبیثت تحریر پر غور فرمائیے گویا جس طرح کہ عام انسانوں کے لیے نفسِ شریہ کے الفاظ استعمال کیے جاسکتے ہیں بعینہ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ گویا انبیاء علیہم السلام کے پاس بھی نفسِ شریہ ہوتا ہے اس پر بھی ابوالشریہ مودودی کو ادیب اور فصیح سمجھا جاتا ہے لعنت ہو۔ ایسی گستاخ اور شریہ ذہنیت پر!

(مرتب)

(دعوتِ اسلامی اور اس کے مطالبات ص ۱ بعنوان ”دعوتِ اسلامی اور اس کا طبعی کار“)

(اسلامی اور اس کا طبعی کار“)

ہم دراصل ایک ایسا گروہ تیار کرنا چاہتے ہیں جو ایک طرف زہد و تقویٰ میں اصطلاحی زامدوں اور متقیوں سے بڑھ کر ہو اور دوسری طرف دنیا کے

(۹۰)

انتظام کو چلانے کی قابلیت و صلاحیت بھی عام دنیا داروں سے زیادہ
 اور بہتر رکھتا ہو۔ صالحین کی ایسی جماعت منظم کی جائے جو خدا ترس بھی
 ہو، راست باز اور دیانت دار بھی ہو خدا کے پسندیدہ اوصاف و اخلاق
 سے آراستہ بھی ہو اور اس کے ساتھ دنیا کے معاملات کو دنیا داروں سے
 زیادہ اچھی طرح سمجھ سکے۔“ (مودودی)

ابوالمجدد صاحب مودودی کی مجددینہ تقویٰ ساز فیکٹری کے تیار شدہ ڈونیو ماڈل مجددوں
 کا تازہ ترین زہد و تقویٰ اور ان کی تازہ ترین خدا ترسی و راست بازی، دیانتداری اور ان کے خدا
 کے پسندیدہ تازہ ترین اخلاق و اوصاف، ان کی دنیوی انتظامات کی تازہ ترین قابلیت اور
 صلاحیت اور ان کی عالم اسلام میں تجدید و احیائے دین و اقامت دین کی ضروری خدمات
 اور اعلیٰ کارگزاری کے دواہم نمونے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ذرا غور سے پڑھیے تاکہ
 ایمان میں تازگی اور قلب میں نور مودودی پیدا ہو اور ساتھ ہی ابوالمجدد صاحب مودودی کے
 تیار کردہ گروہ کے عظیم المثال ایشاد و سخاوت کا بھی اندازہ ہو سکے۔

پہلا نمونہ نور محمد نصر اللہ خاں عزیزی مدیر ایشیا لاہور کا پیش کرتا ہوں جو اس نے ایک
 پرانے عالم دین مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سرپرست انجمن خدام الدین شیرازہ
 گیٹ لاہور) کے ایمان کی پُرانیت دھونے اور ان کو تجدید و احیائے دین و اقامت دین کی
 طرف بلانے کے لیے نہ صرف اپنے تمام حاصل کردہ خصوصی اخلاقِ جلیلہ و اوصافِ حمیدہ جن کا تفصیلی
 ذکر محققہ اقتباس نمبر ۹ میں کیا گیا ہے وہ سب کے سب ایک ایک کر کے گن گن کر حضرت
 مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ اقدس پر بچھا کر کے تجدید دین و اقامت دین کا اعلیٰ
 نمونہ اقتباس نمبر ۹ کے مطابق دکھا دیا۔ لیجیے ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

(الاعتصام لاہور مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۵۵ء بحوالہ ایشیا لاہور)

جابل، ہتان طراز، مفسر، اخلاقی تعلیمات سے بے بہرہ، تقویٰ، تقدس

(الف)

للہیت اور تقرب الی اللہ کا ڈھنگ رچانے والے، غیر معقول مسمس
 صحت والے، فریق، جھوٹے تقدس و تقویٰ کی دھونس رچانے والے،
 مزبوحی حرکتیں کرنے والے ہم و اخلاق سے بے تعلق، فاسد ذہنیت کے
 مالک، ہمیشہ ور دیندار، عقل کے اندھے، غیر ذوق دار قرآن کی فہم سے
 غاری، نانداترس، بے حس، خدا اور مخلوق کی شرم سے بے بہرہ بے حیا
 بیوقوف گنہگار، اور مکروہ اخلاق کے مالک، دیوبند کی چرچا گاہ سے نکلے
 ہوئے فوجی، دجل و کذب کے مالک، شور مچانے والے کفن چور، افسیانی
 شوریدہ سر۔
 (نصر اللہ خاں عزیز مدیر ایشیا لاہور، ماخوذ
 تحریک جماعت اسلامی اور مسلک اہل حدیث)

یہ ہے اُس نصر اللہ خاں عزیز مدیر ایشیا لاہور کی کجواس جرمودودی اسٹیٹ کا وزیر داخلہ
 بنایا جانے والا تھا۔ یہ ہے اُس گروہ کے ایک اعلیٰ فرد کی اقامت دین کی کارگزاری کا نوٹہ۔
 جس کی تیاری کا ذکر ابوالکبر اس مودودی نے اقتباس نمبر میں کیا ہے۔

اب دوسرا نمبر نیز مجد دعارف دہلوی جی نے کی خدمات کا پیش کرتا ہوں جو مودودی
 اسٹیٹ کا وزیر نشریات بنایا جانے والا تھا آپ بھی اُسی گروہ کے ایک اعلیٰ فرد ہیں کہ اس کا
 ذکر ابوالمجدد صاحب مودودی نے اقتباس نمبر میں کیا ہے۔ عارف دہلوی جی نے
 ابوالمجدد صاحب مودودی کے بڑے فرمانبردار حکم کے ساتھ فرما ہی چھک کر پیش کیا ہے
 والے ایک خاص معتد اور خصوصی منظور نظر مجدد ہیں اور نشری تربیت دیے گئے ایک نشری
 مجدد ہیں۔ آپ کی اس خصوصی ”راست بازی، صداقت شعاری اور آپ کے اس زہد و تقویٰ
 اور دیانت اور خدا کے اُن پسندیدہ اخلاق و اوصاف کی اعلیٰ کارگزاری“ کچھ ضروری تمہید کے ساتھ
 پیش کرتا ہوں جن کا ذکر ابوالمجدد صاحب مودودی نے اقتباس نمبر میں کیا ہے۔

ضروری تمہید

ابوالجہد صاحب مودودی نے جب اپنے ابتدائی دُی میں فہمت اور ادارت کی طرف توجہ
 بڑھایا تھا تو اوائل میں جب اُن کا قلم مشرقی رُخ پر اور محتاط انداز میں لغزشوں سے محفوظ چلتا رہا
 تو اکثر علمائے کرام نے اُن کی قلمی روش اور خوبصورت صحافت اور سلیجھی ہوئی ادارت اور عام فہم
 طرزِ انشاء کو صرف اس لیے پسند کیا تھا کہ اس میں دینی اور اصلاحی رنگ غالب اور نمایاں تھا۔
 اس لیے بعض نیک نیت علماء کرام نے محسوس کیا تھا کہ یہ شخص ممکن ہے وقتی تعاونوں کے
 مطابق تبلیغی ضرورتوں میں کام آسکے۔ اس کو سراہنا اور اس کے ساتھ تعاون کرنا اچھا سمجھا چنانچہ
 محض اس حُسنِ ظن کے باعث نیک نیت علماء کرام نے اس شخص کی تعریفیں کرنا اور لکھنا شروع
 کر دیں اور داد و تحسین سے بھی نوازا شروع کر دیا اور بعض علمائے کرام نے تو کام کا انسان سمجھ
 کر بطور تعاون آگے بڑھانے کے لیے تعریفی مقالے بھی لکھ لکھ کر مزید حوصلہ افزائی کی۔ لیکن کچھ
 ہی عرصہ کے بعد جبکہ نیک نیت علمائے کرام اور عوام کی کافی جمعیت بھی اس شخص کی مزید
 ہو چکی تھی تو اس شاطر اور چالاک خطبہ فروش تاجر مودودی نے خلاف توقع در پردہ کسی بڑے
 اور اونچے مغربی گھرانے سے تعلق پیدا کر لیا؛ جس سے قلم کی روش میں تبدیلی واقع ہونا ایک
 قدرتی امر تھا۔ چنانچہ صحافت میں رنگینیت اور ادارت میں انانیت شروع ہو گئی اور یکسویت
 تجمّذ اور اجتہاد پر اُدارے لکھنے شروع کر دیے گئے، ہدایت کے جدید تصورات سپردِ مسلم
 ہونے لگے۔ مشرقی آثار کو فرسودہ ثابت کرنے کے لیے اجتہاد کو مارکیٹ کا زخامہ بنایا جانے لگا
 نیک نیت علمائے کرام مودودی کی اس یکسویت بدلتی ہوئی روش سے ٹھنک اور جھجک
 کر ایک ایک کر کے سب کے سب متنفر ہو ہو کر علیحدہ ہو گئے۔ سوائے اُن چند ذیلیفے
 خواہ یا تاجر قسم کے کتب اور قلم فروش، ایمان اور ضمیر فروش، حیا اور غیرت فروش، ملک اور ملت
 فروش، نام نہاد لایعنی مولویوں کے، کوئی بھی ایمان اور غیرت رکھنے والا ذی شعور اور

خدا ترس عالم دین مودودی کے ساتھ نہیں رہا۔ لیکن مودودی نے اپنے معتد خاص اور منظور نظر مجدد ”عارف دہلوی“ کے ذریعے خان حبیب اللہ خان وزیر داخلہ پاکستان کے بیانات کے بعد ملتان شہر سے ایک کتاب ”مولانا مودودی اور جماعت اسلامی ۸۰ علماء کی نظر میں“ صدیقیہ پریس ملتان میں چھپوا کر شائع کرائی ہے جس میں اُن نیک نیت علمائے کرام کی وہ پرانی تحریریں بھی شائع کرائی گئی ہیں جو مودودی کی اوائل ادارت اور صحافت کے زمانے میں محض حسن ظن کے باعث شریک یا متحد ہو کر (متذکرہ بالا وضاحت کے مطابق لکھی گئی تھیں لیکن اب جن کو مودودی سے بیزار اور علیحدہ ہوئے تقریباً دس دس اور پندرہ پندرہ، بیس بیس اور بائیس بائیس سال ہو چکے ہیں اور جنہوں نے مودودی اور اُس کی جماعت کے خلاف کتابیں، رسائل، مضامین اور ادارے بھی لکھ لکھ کر شائع کرائے ہوئے ہیں اور جن کی سنگین سے سنگین تر مخالفتوں کا مودودی صاحب خود اپنی مطبوعات میں ردنا بھی رد چکے ہیں۔ جیسے مولانا آزاد، مولانا سید سلیمان ندوی، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا ابوالحسن صاحب ندوی، مولانا داذوغرنوی، مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی مولانا محمد منظور صاحب نعمانی، مولانا عبد الماجد صاحب دریا آبادی اور مولانا شہداء اللہ صاحب امرتسری وغیرہ حضرات کے نام شائع کرائے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ قادیانی عقیدے کے ایک مبلغ اور صحافی، غیر متعلق شخصیت یعنی ”مولانا“ ابو العطاء مرزائی کا نام بھی اُن مؤیدین علماء کی فہرست میں مع اقتباسات شامل کیا گیا ہے جس کو عوام نہیں سمجھ سکتے کہ یہ شخص ابو العطاء کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ کیا یہی وہ راست بازی، دیانتداری

۱۔ پڑھیے ”مولانا مودودی اور جماعت اسلامی ۸۰ علماء کی نظر میں“ اس کے بعد پڑھیے ”جناب مودودی صاحب اور ایک ہزار علماء امت“ حصہ اول جن کا مفصل پتہ آخری صفحات میں کتابوں کی فہرست میں درج ہے۔ ۱۲

نہد و تقویٰ اور خدا کے اُن پسندیدہ اخلاق و اوصاف کا عملی نمونہ ہے جس کا اقتباس نمونہ میں ذکر کیا گیا ہے ؛ لعنت ہو خدا کی اور پشکار، ایسی ذلیل اور پُر فریب دُرُجیل ذہنیت پر کہ جس میں خدا کا خوف بالائے طاق رکھ کر مخلوق کے سامنے ننگا ہو جانے کو بھی عالم اسلام میں تجدیدِ دین و احیائے دین و اقامتِ دین کا ذریعہ سمجھا جاتا ہو۔

(رسائل مسائل حصہ دوم ص ۲۵۹ بعنوان ”فقیہات“)

جس سینما میں علمی یا واقعاتی فلم دکھائے گئے ہوں اُس کے دیکھنے میں مضائقہ نہیں۔ ہمارے ملک میں تو سینما ہاؤس جانا بجائے خود ایک موقعِ تہمت ہے، اس لیے علمی اور واقعاتی فلم دیکھنے کے لیے بھی اس خرابات میں قدم نہیں رکھا جاسکتا۔ انگلستان میں آپ چاہیں تو اس طرح کی فلم دیکھ لیں۔ (مردودی)

(۹۱)

(بحوالہ یالا ص ۲۹۱ بعنوان بالا)

میں اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ یہ خیال ظاہر کر چکا ہوں کہ سینما بجائے خود جائز ہے، البتہ اُس کا ناجائز استعمال اس کو ناجائز کر دیتا ہے۔ سینما کے پردے پر جو تصویر نظر آتی ہے وہ دراصل ”تصویر“ نہیں بلکہ پرچھائی ہے، جس طرح آئینہ میں نظر آیا کرتی ہے۔ اس لیے وہ حرام نہیں۔ رہا وہ عکس جو فلم کے اندر ہوتا ہے، تو وہ جب تک کاغذ یا کسی دوسری چیز پر چھاپ نہ لیا جائے۔ نہ اس پر تصویر کا اطلاق ہوتا ہے اور نہ وہ ان کاموں میں سے کسی کام کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے جن سے باز نہ رہنے ہی کی خاطر شریعت میں تصویر کو حرام کیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے میرے نزدیک سینما بجائے خود مباح ہے۔ (مردودی)

(۹۲)

ابوالفقیہ صاحب مردودی نے سینما بینی جائز کر کے جس فراخ دلی اور وسیع النظری

کا ثبوت دیا ہے اس کی مثال نہیں مل سکتی ! ایک تو ”علمی فلم“ جائز کر دی۔ دوسرے واقعاتی فلم کے جواز سے فحش اور عریانی کی لابی یعنی بحث کا بھی خاتمہ کر دیا۔ تیسرے یہ کہ فلمی پچھڑ یعنی تصویروں کی قباحت کو جس محال علم اور خوبصورتی سے پرچھائیں کہہ کر منع کیا ہے اس کی مثال کسی فقیہ کے تفقہ میں نہیں مل سکتی۔ (میرے علم ناقص میں) غالباً علمی فلم سے مراد مرد و دی کی یہی ہرگی کہ جس کو پڑھے لکھے لوگ پسند کرتے اور دیکھتے ہوں۔ اور ”واقعاتی فلم“ سے مراد تو یقیناً یہی ہو سکتی ہے کہ فرضی من گھڑت قصے کہانیوں اور دماغ کے اختراعی افسانوں پر محمول نہ ہو بلکہ صحیح پیش آمدہ واقعات پر فلم تیار کی گئی ہو جیسے فرانس اور پیرس وغیرہ کے مقامات کی کسی منعقدہ نمائش کو دکھایا گیا ہو یا انگلستان اور امریکہ، ہالینڈ اور پوینڈ وغیرہ جیسے مقامات کی محفلوں اور وہاں کی مختلف قسم کی تقریبات کو دکھایا گیا ہو یا جنگی مناظر اور میٹالوں، کالجوں اور گولڈ کالجوں وغیرہ کی نرسوں اور طالبات کی تعلیمی کارگزاریوں اور خدماتی واقعات کو بروقت دکھایا گیا ہو یہ سب بے دھڑک دیکھیے۔ اگر سرزمین پاکستان کے دقیا نوسی ماحول سے بھجک محسوس ہوتی ہو تو لندن جا کر دیکھیے۔ مبعوث من اللہ غیر دعویٰ دارم سدی مغرب ابوالفقیہ صاحب مرد و دی کا بالتشریح و بالتفصیل و بالتوضیح حکم جواز موجود ہے۔

(مرتب)

(رسائل مسائل حصہ دوم ص ۱۶۶ بعنوان ”فقیہات“)

جہاں تک مجھے علم ہے قرآن کا منشا یہی ہے کہ دارالاسلام اور دارالکفر

(۹۳)

کے مسلمانوں میں درشت اور شادی بیاہ کے تعلقات نہیں آئندہ

شادی بیاہ کا تعلق پاکستانی اور ہندوستانی مسلمانوں کے درمیان نہ ہونا چاہیے۔

(مرد و دی)

(تفہیمات جلد اول ص ۳۸ بعنوان ”اسلام ایک علمی اور عقلی مذہب“)

اور یہی جہالت ہم ایک نہایت قلیل جماعت کے سوا مشرق سے لے کر

(۹۴)

مغرب تک مسلمانوں میں عام دیکھ رہے ہیں، خواہ وہ ان پڑھ عوام
ہوں، یا دستار بند علما، یا خرقہ پوش مشائخ، یا کالجوں اور یونیورسٹیوں
کے تعلیم یافتہ حضرات۔ ان سب کے خیالات اور طور طریقے ایک
دوسرے سے بدرجہا مختلف ہیں، مگر اسلام کی حقیقت اور اس کی روح
سے ناواقف ہونے میں یہ سب یکساں ہیں۔ (مودودی)

مجدد الشعراء چچا غالب مرحوم کے متعلق بھی ابراہیم نقاد صاحب مودودی کی گہراشتانیاں
ملاحظہ فرمائیے۔

- (اسلامی نظام زندگی ص ۳۲۹ بعنوان ”بناد بگاد“)
- (۹۵) غالب جیسا شخص فخریہ کہتا ہے کہ ”سو پشت سے ہے پیشہ آباسپہ گری“
یہ بات کہتے بہڑے اتنے بڑے شاعر کو ذرا خیال تک نہ گذرا کہ پیشہ دراز
سپہ گری کوئی فخر کی بات نہیں ڈوب مرنے کی بات ہے۔ (مودودی)
- (مسلمانوں کا ماضی و حال ص ۱۴ بعنوان ”دو دینی حالت“)
- (۹۶) چنانچہ ہمارا شاعر اسے خاندانی مفاخر میں شمار کرتا ہے کہ حکم ”سو پشت
سے ہے پیشہ آباسپہ گری“ حالانکہ کسی شخص کا پیشہ درپاہی ہونا حقیقت
میں اُس کے اور اُس سے تعلق رکھنے والوں کے لیے باعث ننگ ہے نہ
کہ باعث عزت۔ (مودودی)

اگر ابراہیم نقاد صاحب مودودی کو احادیث کا صحیح مطالعہ ہوتا یا احادیث کی صحیح عظمت اور قدر اُن
کے دل میں ہوتی تو پیشہ سپہ گری کو حقیر نہ سمجھتا۔ پیشہ سپہ گری سے غالب کی مراد قومی یا
ملکی ”رضا کارانہ زندگی“ ہے جو فی الحقیقت باعث فخر و عزت ہی ہے۔ اسلام میں تو سپہ گری
کی حالت میں وفات پا جانا شہادت کا درجہ رکھتا ہے۔ (مرتب)

(خطبات حصہ چہارم صفحہ ۲۸۹ بعنوان ”حج کی تاریخ“)

(۹۷)

رہے وہ لوگ جن کو عمر بھر کبھی یہ خیال ہی نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فرض اُن کے ذمے ہے۔ دنیا بھر کے سفر کرتے پھرتے ہیں۔ کعبہ یورپ کو آتے جاتے حجاز کے ساحل سے بھی گذر جاتے ہیں۔ جہاں سے مکہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے، اور پھر بھی حج کا ارادہ تک اُن کے دل میں نہیں گذرتا، وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں۔ جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، اور قرآن سے جاہل ہے جو انہیں مسلمان سمجھتا ہے۔ اُن کے دل میں اگر مسلمان کا درد اٹھتا ہے تو اٹھا کرے، اللہ کی اطاعت اور اس کے حکم پر ایمان کا جذبہ تو بہر حال اُن کے دل میں نہیں ہے۔

(مودودی)

یہ ہے ہائی اسٹینڈرڈ پوزیشن اور ہائی اتھارٹی کے مالک ماڈرن ٹائپ فل پاور مجسٹم مودودی کے تجدد و تفقہ کا اونٹ سا جلال! کہ فرائض کی ادائیگی میں غفلت اور تساہل برتنے پر خارج از اسلام کا فتویٰ لگا دیا گیا! حالانکہ ”انکار فریقیت“ سے خارج از اسلام کا حکم لگایا جاتا ہے۔ اور مندرجہ بالا صورت میں تو تساہل بھی ثابت نہیں ہو سکتا اس لیے کہ سفر تو بیشک مکہ معظمہ سے چند گھنٹے کی ہی مسافت کا ہے مگر حج کے مقررہ ایام نہیں ہیں، یا ایام حج تو ہیں مگر کسی ملازمت کے سلسلے میں فرائض منصبی یعنی ضروری ڈیوٹی کی انجام دہی میں مصروف و مقید ہے ایسی حالت میں خارج از اسلام کہنا تو درکنار قابلِ ملامت بھی نہیں سمجھا جاسکتا۔ بلکہ فرائض منصبی کو اگر نقصان پہنچ جانے کا محض ”اندیشہ“ ہی ہو اور حج یا عمرہ کرنے چلا گیا تو تو نہ صرف یہ کہ ثواب ہی نہیں ملے گا بلکہ گناہ گار بھی ہو گا۔ جیسا کہ گودام یا مال کے تحفظ اور نگہداشت پر مامور کسی چوکیدار کا نوکری کے فرائض کے خلاف نوافل یا تہجد کے لیے چلا جانا گناہ اور جرم ہے اور کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ مکہ معظمہ کے قریب پہنچا ہو، اماں فرج باب والا کے اقباس

نمبر ۳۵ کو پڑھکر ہی خائف ہوا ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہاں پہنچ کر بجائے ایمان بڑھانے کے
 الٹا رہا سہا ایمان بھی ضائع ہو جائے، یا یہ سمجھ کر وہ مسافر تکہ مغفہ نہ گیا ہو کہ جس جگہ عبادت
 کی رُوح ہی باقی نہ رہی ہو ایسی جگہ جا کر سوائے ایمان، دولت اور وقت ضائع کرنے کے اور
 کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟ (پڑھیے اقتباس نمبر ۳۵) (مرتب)

(تنقیحات ص ۴۵ بعنوان "دو درجہ کی ہمہ رقیوں")

(۹۸) مگر اسلام ہے کہاں؟ مسلمانوں میں نہ اسلامی سیرت ہے، نہ اسلامی
 اخلاق، نہ اسلامی انکار ہیں، نہ اسلامی جذبہ، حقیقی بصلای رُوح نہ اُن کی
 مسجدوں میں ہے، نہ مدرسوں میں، نہ خانقاہوں میں۔ عملی زندگی سے
 اسلام کا ربط باقی نہیں رہا۔ اسلام کا قانون نہ ان کی شخصی زندگی میں
 نافذ ہے نہ اجتماعی زندگی میں۔ تمدن و تہذیب کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس
 کا نظم صحیح اسلامی طرز پر باقی ہو۔ ایسی حالت میں دراصل مقابلہ اسلام
 اور مغربی تہذیب کا نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی افسردہ، جاہل اور پس ماندہ
 تہذیب کا مقابلہ ایک ایسی تہذیب سے ہے جس میں زندگی ہے، حرکت
 ہے، روشنی، علم ہے، گہرائی، عمل ہے۔ ایسے نامساوی مقابلہ کا جو نتیجہ
 ہو سکتا ہے وہی ظاہر ہو رہا ہے۔ مسلمان پسپا ہو رہے ہیں۔ اُن کی تہذیب
 شکست کھا رہی ہے۔ (مودودی)

(تنقیحات ص ۴۹ بعنوان بالا)

(۹۹) جدید حالات نے مسلمانوں کے لیے جو پیچیدہ علمی اور عملی مسائل پیدا کر دیے ہیں
 اُن کو حل کرنے میں اُن حضرات کو ہمیشہ ناکامی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ ان
 مسائل کا حل اجتہاد کے بغیر ممکن نہیں اور اجتہاد کو یہ اپنے اوپر حرام کر چکے
 ہیں۔ اسلام کی تعلیمات اور اُس کے قوانین کو بیان کرنے کا جو طریقہ آج

ہمارے علماء اختیار کر رہے ہیں وہ جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو اسلام سے مانوس کرنے کے بجائے الٹا متغیر کر دیتا ہے اور بسا اوقات اُن کے مؤلف سُن کر یا اُن کی تحریر دِل کو پڑھ کر بے اختیار دِل سے یہ دُعا نکلتی ہے کہ خُدا کرے کسی غیر مسلم یا بھگے ہوئے مسلمان کے چشم و گوش تک یہ صدائے بے ہنگام نہ پہنچتی ہو۔ (مودودی)

لیجیے ملاحظہ فرمائیے وہ صحیفۂ آسمانی اور اسلام کا شیدائی بنا دینے والی پُرکشش صحافت جو ہر غیر مسلم اور اسلام سے ہر بھگے ہوئے متغیر مسلمان کے لیے شمعِ ہدایت ہو سکتی ہے اور جس کے لیے عالم اسلام میں تجدیدِ دین و احیائے دین و اقامتِ دین کے علمبرداروں کے دِلوں سے بے ساختہ اور بے اختیار یہی دُعا نکلتی ہے کہ خُدا کرے یہ صدائے باہنگام اور ندائے آسمانی ہر غیر مسلم اور اسلام سے بھگے ہوئے ہر متغیر مسلمان کے چشم و گوش تک پہنچے۔ (مرتب)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ اول ۵۵ بعنوان مسائل)

حاضر میں قرآن اور اسوۂ رسول کی رہنمائی“

پھر جو لوگ مسلمانوں کی راہنمائی کے لیے اٹھتے ہیں ان کی زندگی میں عسند علی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ادنیٰ جھلک تک نظر نہیں آتی۔ کہیں مکمل فرہنگیت ہے۔ کہیں نہرو اور گاندھی کا اتباع ہے۔ کہیں جُتوں اور حماموں میں سیاہ دِل اور گندے اخلاق پٹے ہوئے ہیں۔ زبان سے دُعا اور عمل میں بدکاریاں ظاہر ہیں خدمتِ دین اور باطن میں خیانتیں۔ خُداریاں اور نفسانی اغراض کی بندگیاں۔ جمہورِ مسلمین بڑی بڑی امتیازیں لے کر ہر نئی تحریک کی طرف دوڑتے ہیں مگر مقاصد کی پستیاں اور عمل کی خرابیاں دیکھ کر اُن کے دِل ٹوٹ جاتے ہیں۔

(مودودی)

(مُسلماں اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ دوم ص ۱۳۳ بعنوان ”بنیادی حقوق“)

(۱۰۱)

آزادی کے پروانے کو لے کر جو حضرات یہ سمجھ رہے ہیں کہ آئندہ کے قومی جمہوری لادینی اسٹیٹ میں اُن کے مذہب اور اُن کی تہذیب کا پورا تحفظ ہوگا، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ تحفظ اُسی نوعیت کا تحفظ ہے جیسا کہ پرانی تاریخی عمارتوں کا ہوا کرتا ہے۔ یہ محض اس امر کی ضمانت ہے کہ موجودہ نسل کے جو لوگ اپنی مذہبیت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں اُن کی گمہ دن پر چھری رکھ کر زبردستی کلمہ کفر نہیں کہلایا جائے گا۔ مگر یہ اس امر کی ضمانت نہیں ہے کہ اُن کی آئندہ نسل کو غیر مسلم بنانے والی تعلیم و تربیت نہ دی جائے گی۔ اس تحفظ کے معنی صرف یہ ہیں کہ آپ اگر چاہیں تو قال اللہ وقال الرسول میں مشغول رہیں۔ آپ کی ڈاڑھی یقیناً زبردستی نہیں مونڈی جائے گی، نہ آپ کی عبا ضبط کی جائے گی، نہ آپ کی تسبیح چھینی جائے گی، نہ آپ کی زبان درس قرآن و حدیث سے روکی جائے گی، مگر اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آئندہ نسل کو بھی اس ”غلط فہمی“ میں مبتلا رہنے دیا جائے گا کہ اسلام ہی سچا دین ہے۔ اور تمام مذاہب سے برتر اور اصیل ہے۔ مذہبی آزادی کا یہ پروانہ لے کر جو صاحبِ خوش ہونا چاہتے ہیں، وہ خوش ہو لیں۔ ہمیں تو اس پروانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (مودودی)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ یہ ہے وہ پاکیزہ طرزِ انشا اور شریفانہ صحافت اور سنجیدگی و متانت کا اعلیٰ نمونہ کہ جس کے ذریعہ عالمِ اسلام میں تجدیدِ دین و احیائے دین و اقامتِ دین کا علم بلند کیا جا رہا ہے! درحقیقت ابوالمخروص صاحبِ مودودی کو اپنی اس قلم فروشی اور

تحریری تجارت کا ایسا بُرا اور ذلیل چسکا لگ گیا ہے کہ جس نے ابوالمغرور صاحب مودودی کو کتب فردشی کے ساتھ ساتھ قرآن فردشی، تفسیر فردشی، ایمان فردشی اور ضمیر فردشی کا بھی چسکا لگا دیا ہے اور اس چسکے نے ایسا اندھا کر دیا ہے کہ جب قلم اٹھاتے ہیں تو زور قلم دکھلانے کے سوا کچھ ہوش نہیں رہتا کہ کیا لکھ رہا ہوں اور یہ کمبخت فرنگی قلم کیا لکھوا رہا ہے؟ بات یہ ہے کہ ابوالمغرور صاحب مودودی کے دل و دماغ میں یہ بات پیوست ہو چکی ہے کہ یہ زور قلم ہی کی بدولت تو دارے نیارے ہو رہے ہیں! مگر لیجیے یہ ہماری پیشین گوئی بھی سن لیجیے کہ یہ چسکا اُن کو کسی دن ایسے ڈوبے گا کہ عاقبت تو ہاتھ سے پسلے ہی گنوا چکے ہیں مگر اب اس دنیا کے مطلب کے بھی نہ رہیں گے۔ اس لیے کہ اب عام چرچا ملک میں یہی ہو رہا ہے کہ ابوالمغرور صاحب مودودی کو اُن کی غلیت اور قابلیت پر ایک زور دار چیلنج یعنی صرف ناطرہ قرآن کریم صحت لفظی سے پڑھنے اور عربی زبان میں تقریر اور مباحثہ کرنے کا چیلنج دیا جائے تاکہ ساری اصل حقیقت اور عربی دانی کا پول کھل جائے تو اگر کہیں اس چرچے اور تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی ٹھان لی گئی اور عوام نے کہیں متحد ہو کر زور دار طریقے سے میدان مناظرہ میں گھسیٹ لینے کا تہیہ کر ہی لیا تو پھر کیا ابوالمغرور صاحب مودودی کے لیے عوام سے اپنی جان چھڑانے کی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ہمیں روز روشن کی طرح اس بات کا پورا پورا یقین ہے کہ ابوالمغرور صاحب مودودی نہ ایک آیت قرآن کریم کی ناطرہ ہی صحت الفاظ کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور نہ پانچ منٹ عربی ہی صحیح طریقے پر بول سکتے ہیں۔ تو ایسی حالت میں عوام کیا ابوالمغرور صاحب مودودی کی بوٹیاں فوج کر نہیں کھا جائیں گے؟ کہ بتاؤ کیوں یہ گمراہ کن تفسیر لکھی؟ اور کیسے یہ فرضی علامہ ہونے کا ڈھنڈورا پٹوایا گیا؟ اور کس لیے یہ خفیہ ادا دیں حاصل کر کے عالم اسلام میں تجدید و احیائے دین اور اقامت دین کا ڈھونگ رچایا گیا؟

(مسلمان اور مجبورہ سیاسی کشمکش حصہ اول ص ۲۱ بعنوان

”حالات کا جائزہ اور آئندہ کے امکانات“)

افلاس، جہالت اور غلامی نے ہمارے افراد کو بے غیرت اور بندہ نفس

(۱۰۲)

بنادیا ہے وہ روٹی اور عزت کے بھوکے ہو رہے ہیں۔ اُن کا حال یہ

ہو گیا ہے کہ جہاں کسی نے روٹی کے چند ٹکڑے، اور نام و نمود کے چند

کھلونے پھینکے، یہ کتوں کی طرح اُن کی طرف لپکتے ہیں، اور اُن کے

معاوضے میں اپنے دین و ایمان، اپنے ضمیر، اپنی غیرت و شرافت

اپنی قوم و ملت کے خلاف کوئی خدمت بجالانے میں اُن کو باک نہیں ہوتا۔

(مودودی)

آپ کے افراد کو تو افلاس، جہالت اور غلامی کی مجبوریوں نے بے غیرت اور بندہ نفس

بنادیا تھا۔ اور روٹی اور عزت کی بھوک نے اُن کو کتا بنادیا تھا کہ روٹی کے چند ٹکڑوں اور نام و نمود

کے چند کھلونوں کے عوض دین و ایمان، غیرت و شرافت، ضمیر اور قوم و ملت کے خلاف ہر قسم کی خدمات

بجالاتے رہے۔ لیکن آپ کو تو دولت، علم اور آزادی کے ساتھ روٹی اور عزت بھی حاصل تھی!

پھر آپ کو کس مجبوری نے ایسا بے غیرت اور بندہ نفس اور مغلوب مغرب بنادیا کہ آپ نے کھل کر دین

و ایمان فروشی، ضمیر اور غیرت فروشی، اسلام اور اسلاف فروشی، شرافت اور تقدس فروشی، کتب

اور مسلم فروشی، عقل اور شعور فروشی، قرآن اور تفسیر فروشی اور ملک و ملت فروشی

بیاہنگ دہل اور پوری ڈھائی کے ساتھ کی۔ لہذا آپ کے افراد تو بہ امر مجبوری ہی بے راہبری

کے شکار ہوئے جو زیادہ سے زیادہ قابلِ ملامت ہی متصور ہو سکتے ہیں۔ لیکن انتخاب

کے حالات تو بہ صورتِ مذموم قابلِ ملامت ہی بلکہ قابلِ لعنت اور قابلِ پشکار بھی

متصور ہوں گے۔

(مرتب)

(مُسَوَّن اور موجودہ سیاسی ششماہی حصہ دوم ۱۹۱۲ بعنوان ”تنبیہ الغافلین“)

(۱۰۳)

یہ جی ممکن ہے کہ آدمی پر جذبہ انتقام مستولی ہو گیا ہو۔ اُسے انگریز کے ہاتھوں سے اتنی تکلیفیں پہنچی ہوں کہ وہ جوش غضب میں اندھا ہو گیا ہو اور کہتا ہو کہ اگر حق کی تلوار نہیں ملتی تو پردہ انہیں باطل ہی کی تلوار سے اُس دشمن کا سراڑا دوں گا۔ چاہے ساتھ ہی ساتھ میری اپنی ہمت کی بھورگب چان کٹ کے رہ جائے۔ ایسے شخص کی بیماری دل کا علاج خداوندِ عالم کے سوا اور کسی کے پاس نہیں۔ اللہ اُس کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے ورنہ ڈر ہے کہ جس راہ پر وہ اس جذبے کے ساتھ چل رہا ہے اُس میں اپنی عمر بھر کی کمائی ضائع کر دے گا۔ اور قیامت کے روز اس حال میں خدا کے سامنے حاضر ہوگا کہ ساری عبادتیں اور نیکیاں اس کے نامہ اعمال سے غائب ہوں گی اور ایک قوم کی قوم کو گمراہی و ارتداد میں مبتلا کرنے کا مظہرِ عظیم اُس کی گردن پر ہوگا۔ (مودودی)

(جماعتِ اسلامی کا مقصد تاریخ اور لائحہ عمل ص ۱۰۳)

بعنوان ”تیسرا عنصر“

(۱۰۴)

یہ مغربِ تعلیم کے لیے جدید درس گاہوں میں جاتے ہیں تو وہاں زیادہ تر مخلص اور مکار ملاحدہ یا نیم مسلم و نیم مخلص حضرات سے ان کو پالا پڑتا ہے۔ قدیم مدارس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اکثر مذہبی سوداگروں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔ دینی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو خطیبوں اور واعظوں کی عظیم اکثریت انہیں گمراہ کرتی ہے۔ روحانی تربیت کے طالب ہوتے ہیں تو پیروں کی غالب اکثریت اُن کے لیے راہِ خدا کی رہزن ثابت ہوتی ہے۔ دنیوی معلومات کے سرچشموں کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ان

اخبارات اور رسائل سے اُن کو سابقہ پیش آتا ہے جن کی بہت بڑی اکثریت ہماری قوم کے سب سے زیادہ رذیل طبقے کے ہاتھ میں ہے قومی اور ملکی معاملات کی سربراہ کاری کے لیے لیڈر ڈھونڈتے ہیں تو وہ زیادہ تر ملامدہ اور نیم ملامدہ اور مترفین کے گروہ سے نکلتے ہیں۔ اپنی معیشت کی تلاش میں رزق کے منابع کی طرف جاتے ہیں تو وہاں بیشتر ان لوگوں کو قابض پلتے ہیں جنہوں نے حلال اور حرام کے امتیاز کو مستقبل طور پر ختم کر رکھا ہے۔ غرض ہماری قوم کے وہ طبقے جو دراصل ایک قوم کے دل اور دماغ ہوتے ہیں اور جن پر اس کے بناؤ اور بگاڑ کا انحصار ہوا کرتا ہے اس وقت بد قسمتی سے ایک ایسا عنصر بنے ہوئے ہیں جو اسے بنانے کے بجائے بگاڑنے پر تکا ہوا ہے اور بناؤ کی ہر صیغہ و کارگر تدبیر میں مزاحم ہے۔

(مودودی)

فرمائیے؛ کچھ آنکھوں میں روشنی، قلب میں نور، ایمان میں کچھ تازگی پیدا ہوئی؛ یہ ہے بائی اسٹنڈرڈ پوزیشن کے مالک فل پاور، ماڈرن مجدہ اعظم مودودی کی تبصرہ علمی اور سنجیدہ مزاجی کا نایاب اور عظیم المثال قلم کا مختصر نمونہ! کیا ان صحائف کو پڑھنے کے بعد بھی یہ واجب التعمیر معتم الملکوت، ابو الفتور مودودی کسی قلم کے آداب و لحاظ کا مستحق سمجھا جاسکتا ہے؟ (مرتب)

(اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے؛ بعنوان "خام خیالیاں")

(۱۰۵) یہاں جس قوم کا نام مسلمان ہے وہ ہر قسم کے رطب و یابس لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ کیرکٹر کے اعتبار سے جتنے ٹائپ کافروں میں پائے جاتے ہیں اتنے ہی اس قوم میں بھی موجود ہیں۔

(مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی تحریکات جو صوم ۴۴ بعنوان

"تحریک اسلامی کا منزل")

(۱۰۶)

غرض آپ اس نام نہاد مسلم سوسائٹی کا جائزہ لیں گے تو اس میں آپ کو بھانت بھانت کا "مسلمان" نظر آئے گا۔ مسلمان کی اتنی قسمیں ملیں گی کہ آپ شمار نہ کر سکیں گے۔ یہ ایک چڑیا گھر ہے جس میں چیل، کورے گدھ، بٹیر، میتر اور ہزاروں قسم کے جانور جمع ہیں اور ان میں سے ہر ایک "چڑیا" ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام سے انحراف کرنے ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان کا نظریہ اب یہ ہو گیا ہے کہ "مسلمان" جو کچھ بھی کرے وہ "اسلامی" ہے، حتیٰ کہ اگر وہ اسلام سے بغاوت بھی کرے تو وہ اسلامی بغاوت ہے۔ یہ بینک کھولیں تو اس کا نام "اسلامی بینک" ہو گا۔ یہ انشورنس کمپنی قائم کریں تو وہ "اسلامی انشورنس کمپنی" ہو گی۔ جاہلیت کی تعلیم کا ادارہ کھولیں تو وہ "سُلم یونیورسٹی"، "اسلامیہ کالج"، "اسلامیہ اسکول" ہو گا۔ ان کی کافرانہ ریاست کو "اسلامی ریاست" کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ (مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش جلد سوم منہ بعنوان "تحریک اسلامی کا قتل")

(۱۰۷)

اور اوپر چلیے۔ آپ کی سب سے بڑی قومی مجلس مسلم لیگ، جس کو نو کر ڈر مسلمانوں کی نمائندگی کا دعویٰ ہے، ذرا اس کو دیکھیے کہ اس وقت وہ کس ردش پر چل رہی ہے۔ موجودہ جنگ کے آغاز میں اُس نے اپنی جس پالیسی کا اعلان کیا اور پھر وائسرائے کے اعلان پر جس رائے کا اظہار کیا اُس کو پڑھیے اور بار بار پڑھیے۔ اگر آپ ایک اصول پرست جماعت کے طرز عمل، اور ایک ایسی جماعت کے طرز عمل میں جو محض اپنی قوم کی سیاسی اغراض کی خدمت کے لیے بنی ہو، فرق و امتیاز

کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، تو اول نظر میں آپ کو محسوس ہو جائے گا کہ جنگ کے موقع پر جو پالیسی لیگ نے اختیار کی ہے وہ اصول پرستی کے ہر نشان سے خالی ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ درحقیقت یہی پالیسی مسلمانوں کے ذہن کی ترجمانی کرتی ہے تو اس کے آئینہ میں ہر صاحبِ نظر آدمی دیکھ سکتا ہے کہ ان نام کے مسلمانوں پر پوری اخلاقی موت وارد ہو چکی ہے۔ (مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۵۱-۵۲)

بعنوان ”تحریک اسلامی کا تنزل“

(۱۰۸) مجھے اس سے بھی کوئی بحث نہیں کہ سیاسی حیثیت سے مسلم لیگ کی یہ پالیسی مسلمان نام کی اس قوم کے لیے جو ہندوستان میں بستی ہے مفید ہوگی یا مضر۔ میرے لیے جو سوال اہمیت رکھتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ جو قوم اس وقت مسلمان کے نام سے پکارے جانے کے باعث دنیا میں اسلام کی نمائندہ سمجھی جاتی ہے اس کی سب سے بڑی مجلس نے دنیا کے سامنے اسلام کو کس رنگ میں پیش کیا ہے؛ اس نقطہ نظر سے جب میں مسلم لیگ کے ریزولیشن کو دیکھتا ہوں تو میری روح بے اختیار ماتم کرنے لگتی ہے۔ (مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۹۴)

بعنوان ”تسکایات“

(۱۰۹) باقی رہے وہ لوگ جو سرے سے اسلام کا علم ہی نہ رکھتے ہوں، یا ناقص علم کی بنا پر اسلام اور جاہلیت کو خلط ملط کرتے ہوں اور پھر تقویٰ و دیانت کی کم سے کم ضروری شرائط سے بھی عاری ہوں، تو ایسے لوگوں کو محض اس

یہ مسلمانوں کی قیادت کا اہل قرار دینا کہ وہ مغربی سیاست کے ماہر
یا مغربی طرزِ تنظیم کے اُستادین ہیں، اور اپنی قوم کے عشق میں ڈوبے ہوئے
ہیں، سراسر اسلام سے جہالت اور غیر اسلامی ذہنیت ہے۔ (مردودی)
(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۱۱۴ تا ۱۱۶)

بعنوان ”اسلام کی دعوت اور مسلمان کا نصب العین“

ڈکٹیٹر شپ یا مطلق العنان بادشاہی کو مٹایا جائے گا تو حاصل کیا ہوگا؟
یہی ناکہ ایک انسان یا ایک خاندانِ خدائی کے مقام سے ہٹ جائے گا اور
اس کی جگہ پارلیمنٹ خدایں جائے گی۔ مگر کیا فی الواقع اس طریقے سے
انسانیت کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے؟ کیا ظلم اور بغی اور فساد فی الارض سے وہ
مالکِ خالی ہیں جن میں پارلیمنٹ کی خدائی ہے؟ امپریزم کا خاتمہ کیا جائے
گا تو اس کا حاصل کیا ہوگا؟ بس یہی کہ ایک قوم پر سے دوسری قوم کی خدائی
ہٹ جائے گی۔ مگر کیا واقعی اس کے بعد زمین پر امن اور خوش حالی کا
دور شروع ہو جاتا ہے؟ کیا وہاں انسان کو چین نصیب ہے جہاں قوم
آپ اپنی خدا بنی ہوئی ہے؟ سرمایہ داری کا استیصال ہو جائے گا تو اس سے
کیا نتیجہ برآمد ہوگا؟ صرف یہ کہ محنت پیشہ عوام مالدار طبقوں کی خدائی سے
آزاد ہو کر خود اپنے بنائے ہوئے خداؤں کے بندے بن جائیں گے۔ مگر کیا اس
سے حقیقت میں آزادی، عدل، اور امن کی نعمتیں انسان کو حاصل ہو جاتی
ہیں؟ کیا انسان کو وہاں یہ نعمتیں حاصل ہیں جہاں مزدوروں کے اپنے
بنائے ہوئے خدا حکومت کر رہے ہیں؟ اللہ کی حاکمیت سے منہ موڑنے
والے زیادہ سے زیادہ بہتر نصب العین جو پیش کر سکتے ہیں وہ بیش از
نیست کہ دنیا میں مکمل جمہوریت قائم ہو جائے، یعنی لوگ اپنی بھلائی کے

(۱۱۰)

یہ آپ اپنے حاکم ہوں۔ لیکن قطع نظر اس سے کہ یہ حالت واقعی دنیا میں رونما ہو بھی سکتی ہے یا نہیں (تجربات شاہد ہیں کہ حقیقی جمہوریت آج تک دنیا میں کبھی قائم نہیں ہو سکی اور عقلی دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا ہونا عملاً محال ہے) غور طلب سوال یہ ہے کہ ایسی حالت اگر رونما ہو جائے تو کیا اس فرضی جنت میں انسان خود اپنے نفس کے شیطان یعنی اس جاہل اور نادان ”خدا“ کی بندگی سے بھی آزاد ہو جائے گا جس کے پاس خدائی کرنے کے لیے علم، حکمت، عدل، راستی کچھ بھی نہیں، صرف خواہشات ہی خواہشات ہیں، اور وہ بھی اندھی جابرانہ خواہشات۔ (مودودی)

(رسائل مسائل حصہ اول ص ۳۷۴ بعنوان ”سیاسی مسائل“)

(۱۱) جواب بذمہ صوبی حیثیت سے یہ بات واضح طور پر سمجھ لیجیے کہ موجودہ زمانے میں جتنے جمہوری نظام بنے ہیں رجن کی ایک شاخ ہندوستان کی موجودہ اسمبلیاں بھی ہیں) وہ اس مفروضے پر مبنی ہیں کہ باشندگان ملک اپنے دنیوی معاملات کے متعلق تمدن، سیاست، معیشت، اخلاق اور معاشرت کے اصول خود وضع کرنے اور ان پر تفصیلی قوانین و ضوابط بنانے کا حق رکھتے ہیں اور اس قانون سازی کے لیے ان عام سے بالاتر کسی سند کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ نظریہ اسلام کے نظریے کے بالکل برعکس ہے اسلام میں توحید کے عقیدہ کا لازمی جز یہ ہے کہ لوگوں کا اور تمام دنیا کا مالک اور فرمانروا اللہ تعالیٰ ہے، ہدایت اور حکم دینا اُس کا کام ہے اور لوگوں کا کام یہ ہے کہ اُس کی ہدایت اور اُس کے حکم سے اپنے لیے قانون زندگی اخذ کریں، نیز اگر اپنی آزادی رائے اختیار کریں بھی تو اُن حدود کے اندر کریں جن میں خود اللہ تعالیٰ نے اُن کو آزادی دی ہے۔ اس نظریے

کی رو سے قانون کا ماتر اور تمام معاملات زندگی میں مرجع اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت قرار پاتی ہے۔ اور اس نظریے سے بحث کر اقل الذکر جمہوری نظریے کو قبول کرنا گویا عقیدہ توحید سے منحرف ہو جانا ہے۔ اسی لیے تم کہتے ہیں کہ جبرائیل یا پیرینٹیس موجودہ زمانے کے جمہوری اصول پرستی ہیں ان کی کیفیت حرام ہے۔ اور ان کے لیے دوش دینا بھی حرام ہے۔ کیونکہ دوش دینے کے معنی یہ ہیں کہ ہم اپنی رائے سے کسی ایسے شخص کو منتخب کرتے ہیں جس کا کام موجودہ دستور کے تحت وہ قانون سازی کرنا ہے جو عقیدہ توحید کے سراسر منافی ہے۔ اگر علماء کرام میں سے کوئی صاحب اس چیز کو مٹال اور بائز سمجھتے ہیں تو ان سے اس کی دلیل دریافت کیجیے۔ (مودودی)

(رسائل مسائل جلد اول ص ۲۲ بعنوان جماعت اسلامی اور اس کی تحریک)

ہمارے عقیدہ توحید کی بنیادی تقاضا یہ ہے کہ حاکمیت جمہور کی نہیں بلکہ خدا کی ہو۔ اور آخری سند خدا کی کتاب کو مانا جائے اور قانون سازی جو کچھ بھی ہو کتاب الہی کے تحت ہو نہ کہ اس سے بے نیاز۔ یہ ایک اصولی معاملہ ہے جس کا تعلق نین ہمارے ایمان اور ہمارے اساسی عقیدے سے ہے۔ (مودودی)

یہو اقباس سیاق و سباق کے ساتھ اقباس ۱۳۷ میں درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

(ماہنامہ ترجمان القرآن ص ۱۵۴ فردری ۱۳۷۶ء مطابق

ربیع الاول ۱۳۷۵ء جلد ۲۸ عدد ۳)

جنت الحقا میں رہنے والے لوگ اپنے خوابوں میں خواہ کتنے ہی سبز باغ دیکھ رہے ہوں، لیکن آزاد پاکستان (اگر فی الواقع وہ بنا بھی) لازماً جمہوری

لادینی اسٹیٹ کے نظریے پر بنے گا۔ جس میں غیر مسلم اُسی طرح برابر کے شریک ہونگے جس طرح مسلمان اور پاکستان میں ان کی تعداد اتنی کم اور ان کی نمائندگی کی طاقت اتنی کمزور نہ ہوگی کہ شریعت اسلامی کو حکومت کا قانون اور قرآن کو اس جمہوری نظام کا دستور بنایا جاسکے“
(مودودی)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؛ ابو الحقاء مودودی کی نظر میں جمہوریت بھی لادینی اسٹیٹ ہے! ان اقتباسات کو بغور پڑھیے اور ابو الحقاء مودودی کی ذہنیت کا اندازہ لگائیے کہ یہ شخص نہ صرف دین کی آڑ لے کر صوبہ پاکستان اور اس کی کوشش کرنے والوں کی ہی مخالفت کرتا رہا ہے بلکہ جمہوریت کی بھی عقیدہ توحید کی آڑ لے کر سخت ترین مخالفت کرتا رہا ہے اور اب اُسی عقیدہ توحید کے بنیادی تقاضوں کو چھوڑ کر جمہوریت کا سب سے بڑا علمبردار اور البر الجہور بن رہا ہے۔
(مرتب)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۱۲۷)

بعض ”اسلام کی دعوت“

مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے نزدیک یہ امر بھی کوئی قدر قیمت نہیں رکھتا کہ ہندوستان کو انگریزی امپریزم سے آزاد کرایا جائے ... (کچھ لایعنی اور نمائشی چند سطور کے بعد یہ ایس الفاظ گویا ہوتے ہیں) امپریزم کے اللہ کو ہٹا کر ڈیو کیسی کے اللہ کو بتخانہ حکومت میں جلوہ افروز کیا جائے تو مسلمانوں کے نزدیک درحقیقت اس سے کوئی فرق بھی واقع نہیں ہوتا۔ لات گیا منات گیا۔ ایک جھوٹے خدا نے دوسرے جھوٹے خدا کی جگہ لے لی۔ باطل کی بندگی جیسی تھی ویسی ہی رہی۔ کون مسلمان اُس کو آزادی کے لفظ سے

(۱۱۴)

تعبیر کر سکتا ہے ؟ (مودودی)

بحوالہ بالا ص ۱۲۸۔ بعنوان بالا

اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مختلف جماعتیں اسلام کے نام سے کام کر رہی ہیں، اگر فی الواقع اسلام کے معیار پر ان کے نظریات، مقاصد اور کارناموں کو پرکھا جائے تو سب کی سب جنس کا سد نکلیں گی۔

خواہ مغربی تعلیم تربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈر ہوں یا علمائے دین و مفتیان شرع مبین، دونوں قسم کے رہنما اپنے نظریے اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں۔ دونوں راہ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ دونوں اپنے اصلی ہدف کو چھوڑ کر ہوائیں چوبائی تیر چلا رہے ہیں۔ ایک گروہ کے دماغ پر ہندو کا ہتھورا سوار ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ ہندو امپریزم کے جنگل سے بچ جانے کا نام نجات ہے۔ دوسرے گروہ کے سر پر انگریز کا بھوت مستط ہے اور وہ انگریزی امپریزم کے جال سے بچ نکلنے کو نجات سمجھ رہا ہے ان میں سے کسی کی نظر بھی مسلمان کی نظر نہیں۔ (مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۱۲۹ بعنوان بالا)

مغربی طرز کے لیڈروں پر تو چنداں حیرت نہیں کہ ان بچاروں کو قرآن کی ہوا تک نہیں لگی ہے۔ مگر حیرت اور ہزار حیرت ہے ان علماء کرام پر جن کا رات دن کا شغف ہی قال اللہ وقال الرسول ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ان کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ قرآن کو کس نظر سے پڑھتے ہیں کہ ہزار بار پٹھنے کے بعد بھی انہیں اس قطعی اور دائمی پالیسی کی طرف ہدایت نہیں ملتی جو

مسلمان کے لیے اصولی طور پر مقرر کر دی گئی ہے۔ (مودودی)

عقل و علم اور دین و ایمان کے داتا ابوالحیرت مودودی کے ارشادات پر غور فرمائیے تو

(۱۱۵)

(۱۱۶)

پتہ چلے گا کہ فرمانِ مودودی درحقیقت ایک عصائے ہدایت ہے جو تمام ہی سیاسی اور مذہبی رہنمایانِ اسلام کے ایمانوں پر ہوا میں چربائی تیروں کے صغائے کے لیے زقائے کے ساتھ گھمایا جا رہا ہے۔ (مرتب)

(بحوالہ بالاصح ۱۳۱ بعنوان بالا)

(۱۱۷) اس دور میں جو حضرات اسلام کے تباہندے اور مسلمانوں کے قائدِ درہنما بنے ہوئے ہیں وہ جزئیاتِ شرع پر چاہے کتنا ہی عبور رکھتے ہوں بہر حال اسلامی تحریک کے مزاج کو وہ نہیں سمجھتے اور نہیں جانتے کہ اس تحریک کی پلانے اور آگے بڑھانے کا طریقہ کیا ہے۔ (مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی شمشک حصہ سوم ص ۱۴ بعنوان

”اصلی مسلمانوں کیلئے ایک ہی راہِ عمل“)

(۱۱۸) مسلم لیگ، احرار، خاکسار، جمعیتۃ العلماء اور آزاد کا نفرنس سب کی اس وقت تک تمام کارروائیاں حروفِ باطل کی طرح محو کر دینے کے لائق ٹھیرتی ہیں۔ نہ ہم قومی اقلیت ہیں، نہ آبادی کے فی صدی تناسب پر ہمارے وزن کا انحصار ہے، نہ ہندوؤں سے ہمارا کوئی قومی جھگڑا ہے، نہ انگریزوں سے وطنیت کی بنیاد پر ہماری لڑائی ہے، نہ ان ریاستوں سے ہمارا کوئی رشتہ ہے جہاں نام نہاد مسلمان خدا بنے بیٹھے ہیں، نہ اقلیت کے تحفظ کی ہمیں ضرورت ہے، نہ اکثریت کی بنیاد پر ہمیں قومی حکومت مطلوب ہے۔ (مودودی)

(بحوالہ بالاصح ۱۵۱ بعنوان ”اسلام کی راہِ راست اور

اس سے انحراف کی راہیں“)

(۱۱۹) مسلمانوں میں سے جو لوگ پاکستان کے نصب العین پر اپنی نظر

جائے ہوئے ہیں، اور جو انگریزی حکومت سے ہندوستان کی آزادی پر اپنی تمام امیدوں کا انحصار رکھتے ہیں، اور جو ان دونوں کے درمیان مختلف راہیں تلاش کر رہے ہیں، ان سب کے اندر ایک چیز مجھے مشترک نظر آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسلام کے اصلی نصب العین کی طرف براہ راست پیش قدمی کرنے سے یہ سب لوگ بھجکتے ہیں، مشکلات کا ایک بہت بڑا پہاڑ ان کو اس راستے میں حائل نظر آتا ہے اور اس کو دور سے دیکھ کر یہ دائیں یا بائیں جانب مڑ جاتے ہیں تاکہ پھیر کے راستوں سے نکل جائیں حالانکہ میں علی وجہ البصیرت یہ سمجھتا ہوں کہ اسلامی نصب العین تک کسی پھیر کے راستے سے پہنچنا غیر ممکن ہے۔ اس کی طرف اگر پیش قدمی کی جاسکتی ہے تو براہ راست ہی کی جاسکتی ہے۔ (مودودی)

(بحوالہ بالا ص ۱۷۱ و بعنوان بالا)

یہ انبوء عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے، اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں، نہ حق اور باطل کی تیز سے آشنا ہیں، نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آ رہا اس لیے یہ مسلمان ہیں نہ انہوں نے حق کو حق جان کر اسے قبول کیا ہے نہ باطل کو باطل جان کر اسے ترک کیا ہے۔ ان کی کثرت رائے کے ہاتھ میں باگیں دے کر اگر کوئی شخص یہ اُمید رکھتا ہے کہ گاڑی اسلام کے راستے پر چلے گی تو اس کی خوش فہمی قابلِ داد ہے۔

(بحوالہ بالا ص ۱۷۱ و بعنوان بالا)

جیسی مسلم اکثریت اس مجرّمہ پاکستان میں ہے، ویسی ہی، بلکہ عددی

(۱۲۰)

(۱۲۱)

حیثیت سے بہت زیادہ اکثریت افغانستان، ایران، عراق، ترکی اور مصر میں موجود ہے اور دنیا اس کو ”پاکستان“ حاصل ہے جس کا یہاں مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ پھر کیا وہاں مسلمانوں کی خود مختار حکومت کسی درجے میں بھی حکومتِ الہیہ کے قیام میں مددگار ہے یا ہوتی نظر آتی ہے؟ مددگار ہونا تو درکنار، میں پوچھتا ہوں، کیا آپ وہاں حکومتِ الہی کی تبلیغ کر کے پھانسی یا جلا وطنی سے کم کوئی سزا پانے کی امید کر سکتے ہیں؟ (مودودی)

(بحوالہ بالا ص ۱۷۵) و بعنوان بالا

جمہوری انتخاب کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے دودھ بک کر مکین نکالاجاتا ہے۔ اگر دودھ نہ ہر بلا ہو تو اس سے جو مکین نکلے گا قدرتی بات ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ نہ ہر بلا ہوگا۔ اسی طرح سوسائٹی اگر بگڑی ہوئی ہو تو اس کے دوڑوں سے وہی لوگ منتخب ہو کر برسرِ اقتدار آئیں گے جو اس سوسائٹی کی خواہشاتِ نفس سے سندِ قبولیت حاصل کر سکیں گے۔ پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومتِ الہی قائم ہو جائے گی، ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اُس کے نتیجے میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی۔ (مودودی)

(بحوالہ بالا ص ۱۷۶) و بعنوان بالا

اس سے زیادہ خوفناک حقیقت یہ ہے کہ نام کے مسلمان ہونے کی وجہ سے یہ لوگ کفار کی بہ نسبت بہت زیادہ جسارت اور بے باکی کے ساتھ ایسی ہر کوشش کو یکجہلیں گے اور اُن کے نام اُن کے ظلم کی پردہ پوشی کے لیے

کافی ہوں گے۔ جب صورت معاملہ یہ ہے تو کیا وہ شخص نادان نہیں ہے جو اسلامی انقلاب کا نصب العین سامنے رکھ کر ایسی جمہوری حکومت کے قیام کی کوشش کرے جو ہر کافرانہ حکومت سے بڑھ چڑھ کر اس کے مقصد کی راہ میں حائل ہوگی؟
(مردودی)

تواب ابوالمکھن صاحب مردودی اسلامی انقلاب کا یا فاروقی حکومت کا نصب العین سامنے رکھ کر اُسی بگڑی ہوئی سوسائٹی کے دو ٹولہ سے زہریلے ترین مکھن جیسے لوگوں کو کیوں منتخب کرنے کی کوششوں میں سرگرداں ہیں؟ جبکہ ایسے زہریلے ترین منتخب شدہ لوگ مسلمان ہونے کی وجہ سے کفار سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوں گے اور ان کی جمہوری حکومت ہر کافرانہ حکومت سے بڑھ چڑھ کر خطرناک ہوگی۔ اس سے تواب یقیناً یہی نتیجہ نکالا جانا چاہیے کہ ابوالنادان مردودی نہ صرف قابل نفرت قسم کا نادان ہی ہے بلکہ خوفناک قسم کا پاگل اور فتوری بھی ہے اس لیے ضروری ہے اور انتہائی ضروری ہے کہ صرف جیل میں ہی نہیں بلکہ جیل کے پاگل خانے میں بند رکھا جائے تاکہ دماغ کی درستگی کی کچھ توقع کی جاسکے۔ (مرتب)

(بحوالہ بالا ص ۲۲۱ بعنوان "خام خیا لیاں")

جمہوری حکومت میں اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں آتا ہے جن کو دھڑوں کی پسندیدگی حاصل ہو۔ دھڑوں میں اگر اسلامی ذہنیت اور اسلامی فکر نہیں ہے، اگر وہ صحیح اسلامی کیرکٹر کے عاشق نہیں ہیں، اگر وہ اُس بے لاگ عدل اور اُن بے لچک اصولوں کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ جن پر اسلامی حکومت چلائی جاتی ہے تو اُن کے دھڑوں سے کبھی "مسلمان" قسم کے آدمی منتخب ہو کر پارلیمنٹ یا اسمبلی میں نہیں آسکتے۔ اس ذریعے سے تو اقتدار انہی لوگوں کو ملے گا جو مردم شماری کے رجسٹر میں چاہے مسلمان ہوں، مگر اپنے نظریات اور طریق کار کے اعتبار سے

جن کو اسلام کی ہوا بھی نہ لگی ہو۔ اس قسم کے لوگوں کے ہاتھ میں اقتدار آنے کے معنی یہ ہیں کہ ہم اُسی مقام پر کھڑے ہیں جس مقام پر غیر مسلم حکومت میں تھے۔ بلکہ اس سے بھی بدتر مقام پر۔ کیونکہ وہ ”قومی حکومت“ جس پر اسلام کا ناٹنشی لیبل لگا ہوگا، اسلامی انقلاب کا راستہ روکنے میں اس سے بھی زیادہ جری اور بے باک ہوگی جتنی غیر مسلم حکومت ہوتی ہے غیر مسلم حکومت جن کاموں پر قید کی سزا دیتی ہے، وہ ”مسلم قومی حکومت“ ان کی سزا چھانسی اور جلا وطنی کی صورت میں دے گی اور پھر بھی اس حکومت کے لیڈر بیٹے جی غازی اور مرنے پر رحمۃ اللہ علیہ ہی رہیں گے۔ پس یہ سمجھنا قطعاً غلط ہے کہ اس قسم کی ”قومی حکومت“ کسی معنی میں بھی اسلامی انقلاب لانے میں مددگار ہو سکتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر ہم کو اس حکومت میں بھی اجتماعی زندگی کی بنیادیں بے بنی ہوئی کی کوشش کرنی پڑے گی۔ اور اگر ہمیں یہ کام حکومت کی مدد کے بغیر، بلکہ اس کی مزاحمت کے باوجود اپنی قربانیوں ہی سے کرنا ہوگا، تو ہم آج ہی سے یہ راہ عمل کیوں نہ اختیار کریں؟ اُس نام نہاد ”مسلم حکومت“ کے انتظار میں اپنا وقت یا اُس کے قیام کی کوشش میں اپنی قوت ضائع کرنے کی حماقت آخر ہم کیوں کریں جس کے متعلق ہمیں یہ معلوم ہے کہ وہ ہمارے مقصد کے لیے نہ صرف غیر مفید ہوگی بلکہ کچھ زیادہ ہی ستر راہ ثابت ہوگی؟ (مودودی)

ان اقتباسات کا مختصر ترین خلاصہ ”درج کرتا ہوں اس کو پڑھ کر ذہن میں محفوظ رکھیں تاکہ کچھ سوچنے اور سمجھنے اور رائے قائم کرنے میں مدد مل سکے۔

مختصر ترین خلاصہ | (بہ اقوال ابوالفرحان مودودی) محض نسلی مسلمانوں کا وہ انبوہ عظیم جس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد اسلام اور حق و باطل

کی تیز سے قتلِ محروم ہیں اور بن کے دوڑوں سے زہریلے دودھ کے زہریلے ترین مکتن کی طرح
 کافرانہ حکومت ہی نہیں بلکہ ہر کافرانہ حکومت سے بھی زیادہ بدتر افغانستان، ایران، ترکی، عراق
 و مصر جیسی کافرانہ حکومت ہی بن سکتی ہے جیسا کہ اسلامی کیرکٹر اور اسلامی ذہنیت اور فکر سے
 محروم دوڑوں کے ذریعے پارلیمنٹ اور اسمبلی میں بھیجنے کے لیے "مسلمان قسم" کے بھی ممبر منتخب
 نہیں ہو سکتے۔ (اس کے بعد مسلم لیگ کا جاری کردہ ایک تاریخی سوالنامہ اور اس کا جواب بھی
 ملاحظہ فرمائیے)

(مرتب)

(رسائل و مسائل حصہ اول ص ۳۵ تا ص ۳۵۷ بعنوان

"مسلم لیگ سے اختلاف کی نوعیت")

سوال: کن اصول خطوط اور بنیادوں پر ہندوستانی مسلمانوں کی
 سیاسی و معاشی اصلاح، اُن حالات کے اندر رہتے ہوئے جن میں وہ
 گھبرے ہوئے ہیں، اسلامی اصول، روایات اور نقطہ نظر کے مطابق ممکن
 ہے؟ براہِ کرم حسب ذیل خطوط پر اپنی رائے تحریر کیجیے۔

۱۔ ایک ایسا قابل عمل دستور تجویز کیجیے جس کے ذریعہ قومی احیاء کے
 شرکہ مقصد کے لیے مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور مدارس فکر کو متحد
 اور مربوط کیا جاسکے۔

ب۔ ایک ایسا اقتصادی نقشہ و نظام مرتب کیجیے جو اصول اسلام کے
 ساتھ مطابقت رکھتا ہو۔

ج۔ ہندوستانی مسلمان جن مخصوص حالات میں گھبرے ہوئے ہیں
 انہیں ذہن میں رکھ کر بتائیے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ اگر اور جب وہ ایسی
 آزاد ریاستیں حاصل کر لیں جن میں ان کی اکثریت ہو، تو ایک ایسا
 نظام حکومت قائم کر سکیں جس میں مذہب اور سیاست کے درمیان

ایک خوش آئند ہم آہنگی پیدا ہو جائے۔

۵۔ اسلامی اصول، روایات، تصورات اور نظریات کے مطابق ایک ایسی اسکیم مرتب کیجیے جو مسلمانوں کے معاشرتی، تہذیبی اور تعلیمی پہلوؤں پر حاوی ہو۔

م۔۔۔ مجموعی قومی سبودی کی خاطر مذہبی ادارات یعنی اوقاف اور دوسرے ذرائع آمدنی کو ایک مرکز کے ماتحت منظم کرنے کے لیے طریق کار اور نظام اس طرح مرتب کیجیے کہ ان اداروں پر قبضہ رکھنے والے اشخاص کے احساسات، میلانات، اغراض اور مختلف نظریات کا لحاظ رہے۔“ (سوانح مسلم لیگ)

جواب ہے :- آپ نے جو تفصیلی سوالات دریافت کیے ہیں وہ دراصل (۱۲۵)

ایک ہی بڑے سوال کے اجزاء ہیں پھر کیا یہ بہتر نہوگا کہ ان مسائل کو الگ الگ لینے اور ان پر الگ الگ رائے ظاہر کرنے کے بجائے اس بڑے سوال کو بیک وقت سامنے لے آیا جائے جس کے یہ سب اجزاء ہیں۔ اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان کس طرح وہ اصلی مسلمان بنیں جنہیں بنانا قرآن کا اصل منشا تھا؟ یہ ہے اصل سوال اور اس کے حل ہونے سے باقی سب سوالات خود بخود حل ہو جائیں گے۔ میرے پاس اس سوال کا سیدھا اور صاف جواب یہ ہے کہ پہلے اسلام کو، جو کچھ وہ ہے اور جو کچھ انسان سے اُس کے مطالبات ہیں، واضح طور پر مسلمانوں کے سامنے رکھ دیا جائے اور ان سے شعوری طور پر اُسے قبول کرنے کا مطالبہ کیا جائے پھر جو لوگ اسے جاننے اور سمجھنے کے بعد قبول کریں اور اپنے طرز عمل سے ثابت کریں کہ واقعی انہوں نے اُسے قبول کیا۔

ہے، اُن کو ایک پارٹی کی صورت میں منظم کرنا شروع کر دیا جائے اور باقی مسلمانوں میں مسلسل تبلیغ و تلقین کا سلسلہ اس ارادے کے ساتھ جاری رکھا جائے کہ بالآخر ہمیں اس پارٹی میں پوری قوم کو جذب کر لینا ہے۔ اس پارٹی کے سامنے صرف ایک ہی نصب العین ہو، یعنی اسلام کو بحیثیت ایک نظام زندگی کے عملاً زمین پر قائم کرنا اور اُس کا ایک ہی اصول ہو، یعنی اسلام کے خالص طریقے پر چلنا (خواہ یہ طریقہ دنیا کو مرغوب ہو یا نہ ہو) اور غیر اسلام کے ساتھ ہر مدارات و مصالحت اور ہر آمیزش و اختلاط کو قطعی چھوڑ دینا۔ اس نصب العین اور اس اصول پر جو پارٹی کام کرے گی اس کے لیے وہ سوالات جو آپ کے سامنے آرہے ہیں اول تو سرے سے پیدا ہی نہ ہوں گے اور اگر ان میں سے بعض سوالات پیدا ہوئے بھی تو وہ اس شکل میں نہیں ہوں گے جس شکل میں آپ کے سامنے اب یہ سوالات آرہے ہیں۔ انہیں کوئی نئی اسکیم وضع نہیں کرنی ہوگی، بلکہ صرف وہ قوت فراہم کرنا ہوگی جس سے بنی ہوئی اسکیم کو نافذ کر سکیں۔ وہ اس کی پرواہ نہیں کریں گے کہ موجودہ حالات ہماری اسکیم کے نفاذ کے لیے سازگار ہیں یا نہیں۔ وہ ناسازگار حالات کو بزور بدلیں گے تاکہ وہ اس اسکیم کے لیے سازگاری کرنے پر مجبور ہوں۔ غرض یہ کہ ان کا نقطہ نظر اس معاملہ میں اس نقطہ نظر سے بالکل مختلف ہو گا جو آپ حضرات نے اختیار کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ حضرات ایک ایسی پیچیدگی میں پڑ گئے ہیں جس کا کوئی حل شاید آپ نہ پاسکیں گے وہ پیچیدگی یہ ہے ایک طرف تو آپ اُس پوری مسلمان قوم کو ”مسلمان“ کی حیثیت سے لے رہے ہیں جس کے ۹۹ فیصدی افراد اسلام سے جاہل

اور ۹۵ فیصدی منحرف اور ۹۰ فیصدی انحراف پر مصر ہیں، یعنی وہ خود اسلام کے طریقے پر چلنا نہیں چاہتے اور نہ اس منشا کو پورا کرنا چاہتے ہیں جس کے لیے اُن کو مسلمان بنایا گیا ہے۔ دوسری طرف آپ حالات کے اس پورے مجموعے کو جو اس وقت عملاً قائم ہے، تھوڑی سی ترمیم کے بعد قبول کر لیتے ہیں اور چاہتے ہیں حالات تو یہی رہیں اور پھر اُن کے اندر کسی اسلامی اسکیم کے نفاذ کی گنجائش نکل آئے یہی چیز آپ کے لیے ایک بڑی پیچیدگی پیدا کرتی ہے۔ اور اسی وجہ سے میرا یہ خیال ہے کہ جن مسائل سے آپ حضرات تعرض کر رہے ہیں اُن کا کوئی حل آپ کچھ نہ پاسکیں گے۔ (مودودی)

(تحریک اسلامی کا آئندہ لائحہ عمل ص ۱۱ بعنوان
"ایک غلط فہمی کی اصلاح")

شکرم میں جو راستہ اسلامی حکومت قائم کرنے کے لیے میں نے پیش کیا تھا، مسلمانوں نے ہمیشہ مجموعی اس کو اختیار نہ کیا وہ اسی "درمیانی چیز" کے لیے کوشاں رہے جسے میں نے چھپر کا راستہ کہا تھا حتیٰ کہ بالآخر وہ لادینی جمہوری قومی ریاست پاکستان میں قائم ہو گئی۔ (مودودی)

(رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۵۴ بعنوان "جماعت اسلامی اور اسکی تحریک")

اور علمائے کرام اپنے بل بوتے پر یہ خدمت انجام نہ دے سکیں گے۔ انہیں اس امر کا بھی یا تو شعور نہیں ہے یا ہے تو اس کی کوئی قدر اُن کی نگاہ میں نہیں ہے کہ پاکستان کو ایک اسلامی مملکت میں تبدیل کرنے اور یہاں اقتدار کی مسند پر بے دینی کی جگہ دین کو لانے کے لیے جماعت اسلامی کی کوششیں کیا اہمیت رکھتی ہیں۔ (مودودی)

(۱۳۹)

(۱۴۰)

جماعت اسلامی کا مقصد منہ بعنوان ”پہلا عنصر“

(۱۲۸)

و حقیقت اقامتِ دین کی راہ کار و ڈھائی عنصر ہے اس کو ہٹانا، عوامِ الناس کو اس کے دباؤ اور اثر سے نکالنا اور اقتدار کی مسندوں سے اس کو بے دخل کرنا ایک ایسا ناگزیر تخریبی کام ہے جس کے بغیر کوئی تعمیری و اصلاحی کام بار آور ہو ہی نہیں سکتا۔
(مودودی)

یہ آخر کے تینوں اقتباسات پاکستان میں ساکن اور تہمتوں ہونے کے بعد لکھے گئے ہیں اگر ان اقتباسات کو سیاق و سباق کے ساتھ بغور پڑھ لیں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ واقعی ابوالمیر پھیر قضا گو، فرعونِ اعظم مودودی، جبکہ اسلام ہی کی آڑ لے کر اپنی گمراہی کے تخریبی اور زہریلے قلم کو عصائے ہدایت بنا کر چلا رہا ہے اور عالمِ اسلام میں تجدید و احیائے دین اور اقامتِ دین ہی کی خوشنما اور پُر فریب تحریک کے سہارے ملک و ملت کا تختہ الٹنے میں مصروف ہے۔ ان حالات کی روشنی میں فی الحقیقت حکومت کا یہ تادیبی اور غیر منتہا اقدام ایک ترجمانہ عدل اور انتہائی رواداری کا عظیم الشان ثبوت ہے اور ابوالقضا مودودی اور ان کی جماعت کے خصوصی افراد کے لیے یہ رعایت یقیناً قابلِ مدح و تکریم ہے کہ ان کو جیمِ النظرِ اربع کے دورِ حکومت میں محض سیاسی طور پر ہی بصورتِ تنبیہ غیر قانونی قرار دیا گیا ہے اور غیر متوقع طور پر عدمِ استحقاق کے باوجود اسے اور بی کلاسوں کی مزید مراعات مرحمت فرما کر عیش و آرام، خجست و راحت کے قیمتی ایامِ عطا فرما دیے گئے ہیں۔ اگر کہیں عالمگیر جیسے جلیلِ النظر بادشاہ کا دورِ حکومت ہوتا تو اس وقت ابوالقضا مودودی کی تحریفِ قرآنی، توہینِ رسالت، تنقیصِ صحابہ، تضحیکِ سلفِ الصالحین، تذلیلِ اکابرینِ امت اور تخریبِ ملک و ملت جیسی ناقابلِ برداشت جرات و جسارت کی پاداش میں اگر کھال نہ کچھوالی گئی ہوتی تو کم سے کم تہ خاؤں والی تنگ و تاریک کال کوٹھریوں میں ڈوبا کر تولیٹا مٹھا دیا گیا ہوتا۔ لیجیے ابوالفتوری صاحبِ مودودی کا اپنے متعلق ایک اپنا ذاتی فیصلہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔
(مرتب)

مُسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش جتنے سوز و غم سے بھرا ہوا ہے
 ”راہِ روپشت بمسند“

آپ کو میرے فتورِ عقل میں اس وقت بھی شبہ نہ ہونا
 چاہیے جب آپ دیکھیں کہ میں اسلامی تہذیب کو زندہ کرنے اور فارتی
 حکومت کے نصب العین تک پہنچنے کے لیے ان لوگوں کے پیچھے چلا
 جا رہا ہوں جن کی عملی زندگی میں اور جن کے خیالات، نظریات، طرزِ
 سیاست اور رنگِ قیادت میں خود بین لگا کر بھی اسلامیت کی کوئی
 چھینٹ نہیں دیکھی جاسکتی، جن کا حال یہ ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے مسائل
 سے لے کر بڑے سے بڑے مسائل تک کسی معاملہ میں بھی انہیں قرآن کا
 نقطہ نظر نہ تو معلوم ہی ہے نہ وہ اسے تلاش کرنے کی ضرورت ہی محسوس
 کرتے ہیں۔ (مودودی)

شکِ آنست کہ خود بگوید نہ کہ عطار بگوید

اب اس کے بعد ابوالفضل مودودی کے چند اخباری بیانات پیش کرتا ہوں جو اے پی پی
 کی اطلاعات کے مطابق پریس کانفرنسوں میں دیے گئے بیانات ہیں اور جن کو عام اخبارات میں
 خاص دعام سب ہی پڑھ چکے ہیں جس پر اکثر اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان نے انتہائی اظہارِ افسوس
 کے ساتھ سنجیدگی کے تابع ہو کر اپنے اپنے اخبارات میں ایڈیٹریل اور نوٹ لکھ کر مودودی
 کی غیر شعوری بدگامی پر ماتم بھی کیا ہے۔ (مرتب)

(اداریہ روزنامہ ”انجم“ پشاور اشاعت مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۷۳ء)

۱۔ جماعتِ اسلامی مخالف پارٹیوں کے ایسے تمام امیدواروں کی

تائید کرے گی جن کا کردار و ماضی بے داغ رہا ہے اور جو آئندہ بھی

اسلامی نظریے کے مطابق کام کریں گے۔ (مودودی)

۲: قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ضمنی انتخابات میں اگر حلیف پارٹیوں نے بدقماش لوگوں کو بطور امیدوار نامزد کیا تو جماعت اسلامی اُن کی بھی حمایت کرے گی۔ (مودودی)

۳: کنونشن مسلم لیگ نے ضمنی انتخابات میں اگر ایسے امیدوار کھڑے کیے جو جماعت اسلامی کے معیار کے مطابق سچے مسلمان ہوں اور جن کا کردار اور ماضی بے داغ ہو تب بھی جماعت اسلامی اُن کی مخالفت کرے گی۔ (مودودی)

۴: کنونشن مسلم لیگ نے اگر کسی فرشتے کو بھی اپنا امیدوار نامزد کیا تو جماعت اسلامی اس فرشتے کی بھی مخالفت کرے گی۔ (مودودی)

وہ کرن کرن سی حلیف پارٹیاں ایسی بل گئیں کہ جن کے خیالات و نظریات اور طرز سیاست و رنگ قیادت میں ابوالاعلیٰ مودودی کو بغیر خوردبین لگاٹے اسلامیت کی چھینٹیں نظر آنے لگی ہیں اور جن کے بدقماش افراد چھوٹے سچے چھوٹے اور بڑے سے بڑے مسائل تک ہر معاملے میں قرآن کا ہی نقطہ نظر تلاش کیا کریں گے کہ جن کے پیچھے ابراہیم مودودی نے آنکھ بند کر کے اسلامی تہذیب کو زندہ کرنے اور فاروقی حکومت کے نصب العین تک پہنچنے کے لیے چلنا شروع کر دیا ہے۔ پڑھیں اقتباسات نمبر ۱۳۱ تا ۱۳۴۔ (مرتب)

(اداریہ روزنامہ "آفاق" لاہور اشاعت مریخ ۴ دسمبر ۱۹۶۳ء)

جماعت اسلامی کوئی مذہبی جماعت نہیں یہ ایک سیاسی

تنظیم ہے اور دوسرے لفظوں میں اس جماعت کا مقصد حق طلبی نہیں اقتدار

طلبی ہے یہ حق و صداقت کی آواز بلند کرنے کی تکلف نہیں بلکہ اقتدار حاصل

کرنے کے لیے "آیۃ الکرسی" پڑھنے والی جماعت ہے۔ (مودودی)

اب اس اقتباس پر روزنامہ "آفاق" لاہور کے مدیر کا اداریہ ملاحظہ فرمائیے جو مودودی اور

مردود یوں کے لیے ایک صحیفہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ (مرتب)

اِنَّ شَرَّ وَاَثَرِ الْيَسْرِ مَا يَجْعَلُكَ ۝

حضرت سید مودودیؒ ایک اُدھنے پانے کے عالم دین ہیں، انہیں ہم قابل رشک ہے۔ لیکن ان کے مندرجہ بالا ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ العلم حجاب الکبر والی بات ان پر صادق آتی ہے۔ بلکہ شاید دس کروڑ کی اس آبادی میں ان سے زیادہ کسی پر صادق نہیں آتی ایک عالم کی حیثیت سے وہ اپنا مقام و منصب کی صحیح معرفت رکھتے تو ان کا مقام و منصب جانشین رسول اکرمؐ تھا وہ نبوت و رسالت کی نیابت کے مقام پر تھے لیکن اس میں ان کے لیے شاید یہ دقت تھی کہ علمائے کرام سیاسی جماعتیں بنانے نہیں آتے۔ ان کا مقصد دنیاوی اقتدار یا حکومت نہیں ہوتا۔ وہ اُس سے بہت بلند مقام کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ حکومت اور اقتدار کے لیے سیاسی تنظیم اس لیے نہیں کرتے کہ انہیں کسی سے کرسی اقتدار کسی جیلے سے چھینی ہوتی ہے بلکہ وہ جانتے اور سمجھتے ہیں کہ جب انفرادی کردار کا حسن و جمال کسی قوم کے مزاج عقلی کی بنیاد بن جاتا ہے تو حکومت و اقتدار اس قوم کے لیے خود بخود انعام خداوندی کی صورت میں ظاہر ہوتا۔ صاحبانِ تخت و تاج اور مالکانِ بخت و باج ان کی بارگاہِ تقدس میں عجز و نیاز کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ ان کا پہلا کام کردار و تہذیب کی تطہیر ہوتا ہے ان کی جماعت دُزیرِ دل، گورِ نرول اور حاکموں کی جماعت نہیں۔ صالحین، متدقیقین اور شہدائے کرام کی جماعت ہوتی ہے۔ اس جماعت کے پیش نظر سیاست نہیں سیادت و سعادت ہوتی ہے۔ ایسی سیادت و سعادت جس کی گِردِ راہ میں ہزاروں تاج و تخت و دروں سے

زیادہ اہمیت دہیئت نہیں رکھتے۔ ان کی نگاہ میں تاج و تخت کی کوئی وقعت نہیں برتی۔ اختیار و اقتدار کا خیال بھی اُن کے دل میں نہیں آتا وہ بزرگی و بہتری کے آثار۔ تہی ہوئی گردنوں، اکڑے ہوئے سینوں اور اڑتے ہوئے پرچموں میں تلاش نہیں کرتے بلکہ اُن کا سرمایہ فخر و مباہات کئی ہوئی گردنیں، چھدرے ہوئے سینے اور پٹھے ہوئے پیٹے ہوتے ہیں !

وہ رضاے نفس کی جگہ رضاے الہی کے جویا ہوتے ہیں وہ طلب و حصول کی جگہ ترک و ایثار پر نظر رکھتے ہیں وہ مقامی نہیں آفاقی ہوتے ہیں قومی نہیں انسانی فلاح اُن کے پیش نظر رہتی ہے۔ وہ اپنی جماعت کو سیاسی نہیں حزب اللہ کہتے ہیں وہ اقتدار کے پیچھے سرگرداں نہیں ہوتے اقتدار تو اُن کے تقویٰ اور سدا بر کے نتیجے میں خود ایک پتے ہوئے پھل کی طرح اُن کی جھولی میں اُگرتا ہے۔ وہ صراطِ مستقیم پر قدم بڑھاتے اور ملاتے ہیں۔ حناتِ دنیا و آخرت اُن کا حق و حصہ ضرور ہے لیکن حق و حصے کی اس منزل پر وہ سیاسی راستوں سے نہیں پہنچتے۔ قانونِ الہی کی متابعت اُن کا یہ حصہ خود بخود مقرر کر دیتی ہے ! اُن کے لیے سیاست شجرِ ملعونہ نہیں ہوتی بلکہ ایک پیش پا افتادہ شے ہوتی ہے اُن کے ہاں شاہی کا تصور تاج و تخت و باج و بخت کے تصور سے وابستہ نہیں ہوتا ہے

اے مسلماناں کہ میری کردہ اند

در شہنشاہی فقیری کردہ اند

اُن کی قوت کا راز و دھڑ مانگنے یا حاصل کرنے کی مساعی میں نہیں خدا سے رضاے خدا مانگنے میں ہوتا ہے۔ وہ حصول و حصولِ دنیا کی پرواہ نہیں کرتے۔ اُسے اپنی ٹھوکر دوں میں رکھتے ہیں وہ عوام کا تو کیا، خواص

کا سہارا بھی تلاش نہیں کرتے۔ بلکہ خود عوام و خواص کا سہارا ہوتے ہیں۔ اسی لیے وہ بے ہمہ ہو کر بھی باہمہ رہتے ہیں۔ یونہی تو نہیں کہا گیا۔

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ

دین است حسینؑ دینِ پناہ است حسینؑ

سرداد دنداد دست در دست ینید

خقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

اقتدار ان کے پاؤں چڑھتا ہے۔ وہ اُسے ٹھکراتے ہیں۔ امانِ فقہ کی

زندگیاں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ وہ سیاسی نہیں دینی اور خالص دینی

ہیں۔ پھر حضرت مولانا مودودیؒ کیسے منہ سے فرماتے ہیں کہ اُن کی جماعت

دینی نہیں سیاسی ہے! اور یہ فرما کہ وہ کس کو فریب دے سکتے ہیں؟ (ادیر)

اب فیصلہ ہر پڑھے لکھے نیک نیت و نیک نفس انسان کے لیے آسان ہے۔ اس ادارے

سے قبل ادارہ انجام کے منقولہ بیانات کے دوسرے تیسرے اور چوتھے بیانات میں اور اس ادارے آفاق

اخبار کے خط کشیدہ غیر شعوری بیان میں جس ضمیر فردشی کا ثبوت ابوالا خلاق مودودی نے دیا ہے

کیا اس کی مثال کہیں مل سکتی ہے؟ کسی معمولی پڑھے لکھے انسان سے تو کیا ایک جاہل قسم کے رند ٹاپ

اور آزاد منش لیڈر سے بھی یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ پریس کانفرنسوں کو اخبارات کے لیے ایسے

غیر شعوری اور ایمان سوز بیانات دے کر ہر خاص و عام میں اپنی رسوائی کے خود سامان پیدا کرائے۔

(مرتب)

(مرتد کی سزا ص ۳۹ بعنوان ”دورِ نبوت اور خلافت“)

(راشدہ کا طرزِ عمل)

”رد اداری“ کے موجودہ تصور کو جن لوگوں نے معیارِ حق سمجھ رکھا ہے وہ

برے فخر کے ساتھ بادشاہوں کے یہ کارنامے دادِ طلبی کے لیے غیر مسلموں

کے سامنے پیش کر سکتے ہیں کہ فلاں مسلمان بادشاہ نے غیر مسلم معبدوں اور عیسویوں کے لیے اتنی جائیدادیں وقف کیں، اور فلاں کے دور میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو اپنے اپنے دین کی چارہ کی پوری آزادی حاصل تھی۔ مگر اسلامی نقطہ نظر سے یہ سب کارنامے ان بادشاہوں کے جرائم کی فہرست میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ (مودودی)

ابوالجرائم مودودی سے کوئی پوچھنے والا ہے کہ مسلمان بادشاہوں کی رواداری کے کارنامے تجریم کی فہرست میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ مگر اسلامی جماعت کا مسلمانوں کی نمائندگی کروانے کے لیے بدقماش امیدوار کی ”حمایت“ کرنا اور اس کے برعکس ایک ایسے سچے اور سچے صحیح مسلمان نمائندہ امیدوار کی ”مخالفت“ کرنا کہ جس کا کردار اور ماضی بھی بے داغ ہو کوئی فہرست میں لکھے جانے کے قابل ہے؛ ملاحظہ فرمائیے بیانی اقتباس نمبر ۱۳۱ تا ۱۳۳۔ (مرتب)

(ماہنامہ ترجمان القرآن بابت مئی ۱۹۷۷ء جلد ۲۸ عدد ۶)

ص ۳۰ بعنوان ”اطاعتِ آمر“

امیر جماعت (مولانا مودودی) یا اپنے مقامی امیر (جماعت اسلامی) کے احکام و منشا سے بے اعتنائی برتنا ویسا ہی گناہ ہے جیسے کہ خدا اور رسول کے احکام و منشا سے بے اعتنائی برتنے کا گناہ ہوتا ہے۔

(۱۳۶)

(روندِ اجتماع جماعت اسلامی حصہ چہارم)

میں مودودی جماعت کے اُن کذاب اور دشمن دین و ایمان، وظیفہ خوار اور دجال قسم کے کور ایمان لوگوں سے پوچھتا ہوں جو عموماً قابلِ گرفت اور ناقابلِ تردید اعتراضات کے جوابات میں جب لاجواب ہو جاتے ہیں تو فوراً عزت بچانے کے لیے شاطرانہ طریقے سے کہا کرتے ہیں کہ چھوڑیے مولانا مودودی کو، آپ جماعت کی بات کریں، ہم مولانا مودودی کے متقلد نہیں ہیں ہمارا تعلق جماعت اسلامی سے ہے مولانا مودودی کی ذات سے نہیں۔ کیا وہ لوگ اس قسم کے پُر دجل جوابات سے خدا اور خدا کے

نیک اور دیندار بندوں کو دھوکا نہیں دیتے؛ جبکہ یہ عقیدہ اُن کی جماعت کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ اور کیا سادہ لوح عوام کو یہ کہہ کر دھوکہ نہیں دیا جاتا ہے؛ کہ حدیث شریف میں اطاعت امیر کی یہی تعریف بیان کی گئی ہے؛ حالانکہ حدیث شریف میں جس امیر کی اطاعت کی یہ تعریف کی گئی ہے وہ اُس امیر کی اطاعت کا حکم ہے جو صاحبِ اقتدار اور صاحبِ عدالت ہو اور کافروں کے مقابلے کے لیے فوج اور اُس کے تمام متعلقہ انتظامات بھی رکھتا ہو اور اللہ کے دین کی حقیقی معنوں میں سربلندی چاہتا ہو۔ نہ کہ مودودی کی طرح درپردہ اہندامِ دین میں مصروف و سرگرداں ہو، اور رات و دن نہ صرف حالانِ دین یعنی ادویائے کرام، محدثین، فقہائے امت، صحابہ کبار اور انبیائے عظام کے خلاف نقائص ہی تلاش اور بیان کرنے میں مصروف و منہمک رہتا ہو بلکہ قرآنِ کریم کے معانی اور مفہوم میں تحریف و تغیر اور حدودِ اللہ کی تردید و تنسیخ کرنے میں بھی جھجک محسوس نہ کرتا ہو اور جس کو نہ صرف حصولِ اعزاز و اکرام ہی کی بدھنسی ہو گئی ہو بلکہ دین و دنیا کے ہر دور، ہر زمانے، ہر طبقے، ہر گروہ، ہر شعبے، ہر مذہب اور ہر مسلک کی بڑی سے بڑی شخصیتوں کی عیب جوئی کا ہیضہ بھی ہو گیا ہو! حدیث شریف میں تو ایسے باطل امیروں کی بیخ کنی کرنے اور اُن سے بچنے اور بچانے (مرتب)

ضمیمہ

(رسائل مسائل جلد اول ص ۲۲۳ بعنوان ”جماعتِ اسلامی اور اُس کی تحریک“)

دعوت اور ایکشن کے معاملہ میں ہماری پوزیشن کو صاف صاف ذہن نشین کر لیجیے پیش آمدہ انتخابات یا آئندہ آنے والے (۱۳۷۷) اسی طرح کے انتخابات کی اہمیت جو کچھ ہوا اور اُن کا جیسا کچھ بھی اثر ہماری قوم یا ہمارے ملک پر پڑتا ہو بہر حال ایک با اصول جماعت ہونے کی حیثیت سے ہمارے لیے یہ ناممکن ہے کہ کسی وقتی مصلحت کی بناء پر ہم اُن اصولوں کی قربانی گوارا کریں جن پر ہم ایمان لائے ہیں موجودہ کافرانہ نظام کے خلاف ہماری لڑائی ہی اس بنیاد پر ہے کہ یہ نظام حاکمیتِ جمہور کے اصول پر قائم ہوا ہے اور جمہور جس پارلیمنٹ یا سبلی کو منتخب کریں یہ اس کو قانون بنانے کا غیر مشروط حق دیتا ہے جس کے لیے کوئی بالاتر سند اس کو تسلیم نہیں ہے بخلاف اس کے ہمارے عقیدہ توحید کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ حاکمیتِ جمہور کی نہیں بلکہ خدا کی ہو اور آخری سند خدا کی کتاب کو مانا جائے اور قانون سازی جو کچھ بھی ہو کتابِ الہی کے تحت ہو نہ کہ اس سے بے نیاز۔ یہ ایک اصولی معاملہ ہے جس کا تعلق دین و مہاجر

ایمان اور ہمارے اساسی عقیدے سے ہے۔ اگر ہندوستان کے علماء اور عاتقہ مسلمین اس حقیقت سے ذمہ دل رہتے رہے ہوں اور وقتی مصطفیٰ ان کے لیے مقصیاتی ایمانی سے اہم ترین گئی ہوں تو ایسی جو اب بھی وہ خود اپنے خدا کے سامنے کریں گے۔ لیکن ہم کسی خدا کے لیے لایع اور کسی نقصان کے اندیشے سے اس اصولی مسئلے میں موجودہ نظام کے ساتھ کسی قسم کی مصالحت نہیں کرتے۔ آپ خود ہی سوچ لیجیے کہ توحید کا یہ عقیدہ رکھتے ہوئے آخر ہم کس طرح انتخابات میں حصہ لے سکتے ہیں؟ کیا ہمارے لیے یہ جائز ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو ہم کتاب اللہ کی سند سے آزاد ہو کر قانون سازی کرنے کو شرک قرار دیں اور دوسری طرف خود اپنے دونوں سے ان لوگوں کو منتخب کرنے کی کوشش کریں جو خدا کے اختیارات غصب کرنے کے لیے اسمعیلوں میں جانا چاہتے ہیں؟ اگر ہم اپنے عقیدے میں صادق ہیں تو ہمارے لیے اس معاملے میں صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنا ساز و ساز اصول کے منوانے میں صرف کر دیں کہ حاکمیت صرف خدا کی ہے اور قانون سازی کتاب الہی کی سند پر مبنی ہونی چاہیے۔ جب تک یہ اصول نہ مان لیا جائے ہم کسی انتخاب اور کسی ملنے دہی کو حلال نہیں سمجھتے۔ (مودودی) غور فرمایا آپ نے ابوالعقاد مودودی کے پختہ اور غیر متزلزل ایمان اور مستحکم و مضبوط عقیدے پر ابوالعقاد مودودی کی موجودہ سیاسیات میں شرکت اور مجتہدانہ سرگرمیوں سے صاف ظاہر اور واضح ہو رہا ہے کہ ابوالعقاد مودودی کا اب وہ بنیادی عقیدہ توحید جن پر وہ فرضی ایمان لائے ہوئے تھے وقت کی اہم ترین مصطلحات کے پیش نظر ختم ہو گیا ہے اس لیے کہ موجودہ اور سابقہ سیاسیات اور نظام جمہوریت میں یا پارلیمنٹ اور اسمبلی کے طریقہ انتخاب میں یا عوام کی مذہبی اور عملی زندگیوں میں کسی قسم کا کوئی ایسا صحت مندانہ تغیر نہیں ہوا ہے جن کو ابوالعقاد مودودی کے پیش کردہ شرعی احکام کی رو سے شرعی یا رو بہ اصلاح ہی کہا جاسکے بلکہ باقوال مودودی اور بہ اقتباسات مودودی سیاسی اور مذہبی حالات پہلے سے بھی کہیں زیادہ بد سے بدتر ہو چکے ہیں کیونکہ بہ اقوالی مودودی اور بہ احادیث مودودی اب بھی حاکمیت خدا کی نہیں اُسی جمہور کی ہو گی۔ لیکن آج ابوالایمان مودودی کی نظر میں وہ وقتی مصطفیٰ بھی مقصیاتی ایمانی سے زیادہ ایسی اہم ترین گئی ہیں کہ کتاب اللہ کی سند سے آزاد ہو کر انہی انجمنہ عظیمہ والے نسلی مسلمانوں کے دونوں سے زہریلے ترین ممبران کو خدا کے اختیارات غصب کرانے اور شرک کا قانون سازی کرانے کے لیے خود بھی منتخب کرانے پر تے ہوئے ہیں اور اپنی اور اپنے صالحین کی قوت ضائع کرنے کی حماقت میں مبتلا ہو کر خود بھی ایسے اونچے درجے کی کافرانہ اسٹیٹ بنانے میں مصروف و منہمک ہو گئے ہیں جس کا اقتباس نمبر ۱۲ میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ لیجئے اب مودودی کی تازہ ترین قلابازی ملاحظہ فرمائیے جس میں حاملان دین قدیم کی پیشانی پر نہایت خوبصورت کلنگ کاٹیک لگا کر اپنا اور اپنے صالحین کے تجدد اور اجتہاد کا علم بلند کر رہے ہیں۔

(ترجمان القرآن اکتوبر ۱۹۶۹ء ص ۱۳۶ جلد ۳۴، عدد ۶)

(۱۳۸) اب ہم کو اس امر میں کوئی شک باقی نہیں رہا ہے کہ ہماری اجتماعی زندگی اور قومی سیاست کو جن چیزوں نے سب بڑھ کر

۱۔ مناسب اور انتہائی مناسب ہو گا اگر اقتباس نمبر ۱۰۲ سے ۱۳۴ تک بغور اور بستکار

ملاحظہ فرما کر میرے اس تبصرے کو ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

گذا کیا ہے ان میں سے ایک یہ امید داری اور پارٹی ٹکٹ کا طریقہ ہے۔ اسی بنا پر جماعت اسلامی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس ناپاک طریق انتخاب کی جڑ کاٹ دی جائے۔ یہ جماعت نہ اپنے پارٹی ٹکٹ پر آدمی کھڑا کرے گی، نہ اپنے ارکان کو آزاد امیدوار کی حیثیت سے کھڑا ہونے کی اجازت دے گی، نہ کسی ایسے شخص کی تائید کرے گی جو خود امیدوار ہو اور اپنے لیے ووٹ حاصل کرنے کی کوشش کرے خواہ انفرادی طور پر یا کسی پارٹی کے ٹکٹ پر۔ یہی نہیں بلکہ جماعت اپنی انتخابی جدوجہد میں خاص طور پر یہ بات عوام الناس کے ذہن نشین کرے گی کہ امیدوار بن کر ٹکٹنا اور اپنے حق میں ووٹ مانگنا آدمی کے غیر صالح اور نااہل ہونے کی پہلی اور کھلی ہوئی علامت ہے۔ ایسا آدمی جب کبھی اور جہاں کہیں سامنے آئے لوگوں کو کھڑا سمجھ لینا چاہیے کہ یہ ایک خطرناک شخص ہے اس کو ووٹ دینا اپنے حق میں کانٹے بونا ہے۔ (مودودی)

ابے ابو الفراموش مودودی کے سابقہ عقائد ان کی ۱۵۷ء کی تحریروں کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے (مرتب)
(اسلامی ریاست ص ۳۲ بحوالہ ترجمان الفت ران فروری ۱۳۵۲ء)

(۱۳۹) ہم سے پوچھا گیا ہے کہ آخر وہ کون سے اسلامی اصول یا احکام ہیں جو عورتوں کی رکنیت مجالس قانون سازی میں مانع ہیں؟ اور قرآن و حدیث کے وہ کون سے ارشادات ہیں جو ان مجالس کو صرف مردوں کے لیے مخصوص قرار دیتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دینے سے قبل ضروری ہے کہ ہم ان مجالس کی صحیح نوعیت اچھی طرح واضح کر دیں جن کی رکنیت کے لیے عورتوں کے استحقاق پر گفتگو کی جا رہی ہے۔ ان مجالس کا نام مجالس قانون ساز رکھنے سے یہ غلط فہمی واقع ہوتی ہے کہ ان کا کام صرف قانون بنانا ہے، اور پھر یہ غلط فہمی ذہن میں رکھ کر جب آدمی دیکھتا ہے کہ عہد صحابہ میں خواتین بھی قانونی مسائل پر بحث، گفتگو، بظہار رائے، سب کچھ کرتی تھیں اور بسا اوقات خود خلفاء ان سے رائے لیتے اور اس سے لحاظ کرتے تھے، تو اسے حیرت ہوتی ہے کہ آج اسلامی اصولوں کا نام لے کر اس قسم کی مجالس میں عورتوں کی شرکت کو غلط کیسے کہا جاسکتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ موجودہ زمانے میں جو مجالس اس نام سے موسوم کی جاتی ہیں ان کا کام محض قانون سازی کرنا نہیں ہے بلکہ علاوہ پوری ملکی سیاست کو کنٹرول کرتی ہیں، وہی وزارتیں بناتی اور توڑتی ہیں، وہی نظم و نسق کی پالیسی طے کرتی ہیں، وہی مالیات اور معاشیات کے مسائل طے کرتی ہیں اور انہیں کے ہاتھوں میں صلح و جنگ کی زمام کا ہوتی ہے۔ اس حیثیت سے ان مجالس کا مقام محض ایک فقید اور مفتی کا مقام نہیں ہے بلکہ پوری مملکت کے قوم کا مقام ہے۔ (مودودی)

(بحوالہ بالا ص ۳۳)

(۱۴۰) دَامُورِ كَمَالِی نَسَاء كَم فِطْنِ

الارض خیر من ظہرھا۔ (ترمذی شریف)

اور جب تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لیے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے۔ (ترجمہ مودودی)

ابن بکر سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ ایران والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بن

عن ابی بکرۃ لما بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اهل فارس ملکوا علیہم

بنت کسری قال کن تیفلح قوم و لئلا اھم
امداعہ - (بخاری، ترمذی، نسائی، احمد)

لیا ہے تو آپ نے فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جس
نے اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کیے ہوں۔

یہ دونوں حدیثیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد الربّ جال قوّا موّن علی النّساء کی ٹھیک ٹھیک تفسیر بیان کرتی ہیں
اور ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیاست اور ملک داری عورت کے دائرہ عمل سے خارج ہے (مودودی)
(۱۴۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کا دعویٰ لے کر اٹھنے اور جنگ
جمل میں خود مقابلہ کرنے کی خبر پر حضرت ام سلمہؓ نے جو خط لکھ کر حضرت عائشہؓ کو کھاتھا وہ یہ ہے کہ ”آپ کے دامن کو قرآن نے
سمیٹ دیا ہے آپ اسے پھیلائیے نہیں اور کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دین میں
افراط برتنے سے منع فرمایا ہے؟“ اور یہ کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دیتی اگر وہ آپ کو اس طرح
کسی صحرائیں ایک گھاٹ سے دوسرے گھاٹ کی طرف اونٹ دوڑاتے ہوئے دیکھ لیتے؟

اور حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں جنگ جمل کے فتنے میں مبتلا ہونے سے صرف اس لیے بچ گیا کہ مجھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد یاد آگیا (جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کا کسری کی بیٹی کو بادشاہ بنانے کی خبر
سن کر فرمایا تھا) کہ ”وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کر دیے ہوں“ حضرت علیؓ
سے بڑھ کر اس زمانے میں کون شریعت کا جاننے والا تھا؟ انہوں نے صاف الفاظ میں حضرت عائشہ
کو لکھا کہ آپ کا یہ اقدام حدود شریعت سے متجاوز ہے، اور حضرت عائشہ اپنے کمال درجے کی ذہانت و
فقاہت کے باوجود اس کے جواب میں کوئی دلیل پیش نہ کر سکیں۔ حضرت علیؓ کے الفاظ یہ تھے کہ ”بلاشبہ
آپ اللہ اور اس کے رسول ہی کی خاطر غضب ناک ہو کر نکلی ہیں، مگر آپ ایک ایسے کام کے پیچھے پڑی ہیں
جس کی ذمہ داری آپ پر نہیں ڈالی گئی۔ عورتوں کو آخر جنگ اور اصلاح بین الناس سے کیا تعلق؟“
(مودودی)

(ترجمان القرآن ربع الثانی ص ۲۷ مطابق جنوری ۱۳۵۲ھ جلد ۳۹ عدد ۴)

(۱۴۲) قرآن مجید کی ایک آیت دوسری آیت سے ٹکراتی نہیں ہے بلکہ اُس کی تشریح کرتی ہے۔ جس قرآن میں
اَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ فَرَمَا لَیَا لَیَا اسی میں الرَّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بھی فرمایا
گیا ہے۔ اس لیے مجلس شوریٰ میں جو ساری ملکیت کی قوا آم ہے، عورتوں کی شمولیت کا دروازہ قرآن نے بند
کر دیا ہے۔ مزید برآں ہمارے سامنے عہد نبوی و خلافت راشدہ کا تعامل موجود ہے، جو قرآن کے منشا
کہ تعبیر کے لیے مستند ترین ذریعہ ہے۔ ہمیں تاریخ اور حدیث میں کوئی تغیر بھی ایسی نہیں ملتی کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم یا خلفاء راشدین نے کبھی عورتوں کو مجلس شوریٰ میں شامل کیا ہو۔
(مودودی)

طواوت کے پیش نظر قیاس ہذا بالاختصار اور غفٹ دیا جا رہا ہے۔ لہذا حوالوں کے مطابق

(اسلامی ریاست ص ۲۹۱) مطبوعہ باراؤلی

﴿۱۴۳﴾ الرَّجَالُ كَوَامُوتٍ عَلَى الْإِنْسَاءِ - (النساء) مرد عورتوں پر قوام ہیں۔ (ترجمہ مودودی)
 كُنْ يَصْلِحْ قَوْمَهُ قَدْ قَوَّيْنَا أَمْرَهُمْ آمَوَاتٍ - وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جو اپنے معاملات ایک
 (بخاری شریف) عورت کے سپرد کرے۔ (ترجمہ مودودی)

یہ دونوں نصوص اس باب میں قاطع ہیں کہ حکومت میں ختم داری کے مناصب (خواہ وہ صدارت ہو یا وزارت یا مجلس شوریٰ کی رکنیت یا مختلف محکموں کی ادارت) عورتوں کے سپرد نہیں کیے جاسکتے۔ اس لیے کسی اسلامی ریاست کے دستور میں عورتوں کو یہ پوزیشن دینا یا اس کے نیلے گنجائش رکھنا نصوص صریح کے خلاف ہے اور اطاعتِ خدا اور رسول کی پابندی قبول کرنے والی ریاست اس خلاف ورزی کی برسرے سے مجاہد نہیں ہے۔

(ترجمان القرآن رجب المرجب ۱۳۷۶ھ مطابق اپریل ۱۹۵۷ء جلد ۵۰ عدد ۱)

﴿۱۴۴﴾ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عمومی مصالح کے پیش نظر نصوص کو بھی نظر انداز کیا جاسکتا ہے وہ سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ ایک ایسی غلط فہمی جو بسا اوقات ایک انسان کو کھلی گمراہی کی طرف ڈھکیل دیتا ہے۔ (مودودی)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؛ کہا عقل و شعور اور دین و ایمان فروخت کرنے کی اس سے زیادہ بدترین مثال تاریخ اسلام میں تو یہ تاریخ عالم میں بھی مل سکتی ہے؛ کہ خود ہی عورت کی سربراہی کو نصوص صریح کے خلاف غیبت کوئے باوجود اور عمومی مصالح کے پیش نظر بھی نصوص صریح نظر انداز کر دینے کو کھلی گمراہی ثابت ٹھہرنے کے باوجود کس ٹھٹھائی کے ساتھ سینہ سپر ہو کر ایک ایسی عورت کی سربراہی کی تائید میں اپنی اور اپنے مہلتی حواریوں کی تمام تعلیمات کو شتہ و دد کے ساتھ صرف کر رہا ہے جس کی اسامی نا اہلیت کا پورے ملک میں خود ہی ڈھنڈورا بٹوا چکا ہے۔ لیجیے ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

ترجمان القرآن بابت جولائی اگست ستمبر ۱۹۵۷ء جلد ۳۲ عدد ۲، ۳، ۴، ۵

﴿۱۴۵﴾ اس وقت جبکہ یہ سسٹرں کچھ رہا ہوں میرے سامنے ۱۹ جنوری ۱۹۵۷ء کے ڈان کا پرچہ پڑا ہوا ہے۔ ان میں حیدرآباد (سندھ) کی ایک انجمن کے جلسہ میلاد کی روداد شائع ہوئی ہے۔ انجمن کا نام ماشاء اللہ مجلس اسوۃ رسول ہے۔ جلسہ بھی منیساہ و نبوی کا ہے لیکن آپ کو یہ سن کر تعجب ہو گا کہ اس مجلس اسوۃ رسول نے اسوۃ رسول بیان کرنے کے لیے جس مالہ کتاب و سنت اور پیکر اسوۃ رسول کو دعوت دی تھی وہ مس فطرت و جناح ہیں چنانچہ اخبار نے غالباً موقوف کی پیر دی اسوۃ رسول ہی کو نمایاں کرنے کے لیے ان کی تقریر کے ساتھ ان کی تصویر بھی شائع کی ہے تاکہ مسلمان خواتین اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں کہ اسوۃ رسول دراصل یہ ہے جس پر عقل نے پردہ ڈال دیا تھا اور جو پاکستان بننے کے بعد بے نقاب ہو کر سامنے آیا ہے۔

(مرتبہ مودودی)

غور فرمایا آپ نے؛ کہ یہ نصوص صریحہ کے خلاف مودودی نے اتنی لمبی چوڑی خطرناک اور ایمان خور
 قلابازی ہر قسم کے خوف و خطر سے بے نیاز ہو کر کیوں اور کیسے کھائی۔ دراصل بات یہ ہے کہ مودودی کو صدر
 ایوب خاں سے اس بات کا ہمہ صورت انتقام لینا ہے کہ صدر ایوب کی حکومت نے مجھے اور میرے
 چلے جانٹوں کو کیوں جیل میں ڈالا، کیوں میری جماعت کو غیرت لونی قرار دیا اور کیوں میرے مجدد خانوں
 کو تیل کیا۔ مودودی پر یہ جذبہ انتقام مستولی ہو گیا ہے اور اُسے دور ایوب میں اتنی تکلیفیں
 پہنچی ہیں کہ وہ جو شش غضب میں اندھا ہو گیا ہے اور کہتا ہے کہ اگر حق کی توار نہیں ملتی تو پرہیزگاری میں باطل
 ہی کی توار سے اپنے دشمن کا سرا ڈا دوں گا۔ چاہے ساتھ ہی میری اپنی ہمت کی رگ جان کٹ کے رجمائے
 مودودی کی اس بیماری دل کا علاج خداوند عالم کے سوا اور کسی کے پاس نہیں۔ اللہ اس کو توبہ کی توفیق
 عطا فرمائے ورنہ ڈر ہے کہ جس راہ پر وہ اس شخص اور ناپاک جذبے کے ساتھ چل رہا ہے اس میں وہ اپنے
 ان جماعتی ساتھیوں کو بھی لے ڈوبے گا جو محض خوش گمانی کے تحت غلط فہمی سے اُس کے ساتھ چل رہے
 ہیں اور قیامت کے روز اس حال میں خدا کے سامنے حاضر ہو گا کہ زندگی بھر کی تمام فریب کاریوں اور
 دجالیوں سے بھرا ہوا اس کا سیاہ نامہ اعمال اُس کے بائیں ہاتھ میں ہو گا۔ اور ایک قوم کی قوم کو گمراہی
 و ارتداد میں مبتلا کرنے کا مظلوم عقیم اُس کی گردن پر ہو گا۔

اور چونکہ مودودی کی ہوس اقتدار اور طلبِ امارت جنون کی حد تک پہنچ چکی ہے اور عقل و شعور
 بھی اللہ تعالیٰ نے سلب کر کے اُن کی مودودیاتِ عوام اور اہل دنیا پر طشت از باہم اور ظاہر کرا دی ہیں
 اس لیے اب رونو روشن کی طرح ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ مستقبل قریب میں بہت جلد
 مودودی اور مودودیت کا پختہ طریقہ پر تیار پانچم ہو جائے گا۔ (مرتب)

(ماہنامہ ترجمانِ امت اسلامیہ ۱۹۵۳ء ص ۳۲)

(۱۳۶) مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں "۳۰ فرقوں" کے اس افسانے کی حقیقت بھی کھول دوں جس
 سے خواہ مخواہ نادانانہ لوگ اپنے ذہن کو بھی الجھاتے ہیں اور دوسروں کے ذہنوں میں بھی
 الجھنیں پیدا کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلمان فرقوں کی وہ کثیر تعداد جس کا ذکر کتابوں میں
 ملتا ہے، اُس کا بہت بڑا حصہ کاغذی وجود کے سوا نہ پہلے کئی وجود رکھتا تھا اور نہ
 اب رکھتا ہے۔ (مودودی)

ابراہیم مودودی نے یہ بھی حدیث شریف کی صریح تہمین اور تنقید کی ہے جس کو
 تفصیل کے ساتھ صفحہ ۲۵، ۲۶ اور ۹۵ پر ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

مودودیّت

اکابر اسلام کے نظریے



① حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ”میرادل اس تحریک کو قبول نہیں کرتا“ (اشرف السوانح ص ۲۴ جلد آخر)

② شیخ العرب والعم حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ

”اب تک ہم نے مودودی صاحب اور ان کی جماعت نام نہاد جماعت اسلامی کی اصولی غلطیوں کا ذکر کیا ہے جو انتہائی درجہ میں گمراہی ہیں۔ اب ہم ان کی قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کی کھلی ہوئی مخالفتوں کا ذکر کریں گے۔ جن سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ مودودی صاحب کا کتاب و سنت کا بار بار ذکر فرمانا محض ڈھونگ ہے۔ وہ نہ کتاب کو مانتے ہیں اور نہ سنت کو مانتے ہیں بلکہ وہ خلاف سلف صالحین ایک نیا مذہب بنا رہے ہیں۔ اور اسی پر لوگوں کو چلا کر دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہیں“ (مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت ص ۳)

③ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہ

”ہرادران اسلام، مودودی صاحب کی تحریک کو بہ نظر غور دیکھا جائے تو ان کی کتابوں سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مودودی صاحب ایک نیا اسلام مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور نیا اسلام لوگ تب ہی قبول کریں گے جب پُرانے اسلام کے در و دیوار منہدم کر کے دکھا دیے جائیں۔ اور مسلمانوں کو اس امر کا یقین دلادیا جائے کہ ساٹھ تیرہ سو سال کا اسلام جو تم لیے پھرتے ہو، وہ ناقابل قبول، ناقابل ردنا قابل عمل ہو گیا ہے اس لیے اس نئے اسلام کو مانو اور اسی پر عمل کرو جو مودودی صاحب پیش فرما رہے ہیں

اے اللہ! میرے دل کی دعا قبول فرما۔ مودودی صاحب کو ہدایت فرما اور ان کے متبعین کو بھی اس جدید اسلام سے توبہ کی توفیق عطا فرما اور انہیں اپنا محمدی اسلام پھر نصیب فرما۔ آمین یا اللہ العالمین (حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب ص ۱۷)

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ، ناظم دارالعلوم دیوبند کا مکتوب گرامی بنام حضرت مولانا مظہر حسین صاحب مدنی جامع مسجد چکوال (خلیفہ حضرت مدنی)

”سلام مسنون! مزاج گرامی۔ سامی نامہ باعث عزت ہوا۔ میں مسلسل سفروں میں رہا۔

اس لیے جواب میں غیر معمولی تاخیر ہو گئی۔ جماعت اسلامی کے جدید فقہیات اور تفقہ کی فرعیات جو جناب نے قبلہ فرما کر ارسال فرمائیں۔ انہیں پڑھ کر افسوس ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نیا فقہ تیار ہو رہا ہے اور پرانے فقہ کا لباس اتار کر پھینکا جا رہا ہے۔ انا اللہ جماعت اسلامی کے افکار و خیالات کے بارہ میں جہاں تک میری رائے کا تعلق ہے وہ بارہ ظاہر ہو چکی ہے۔ جنوری ۱۹۷۸ء میں بھی اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں۔ اس میں نفس تحریک۔ حکومت الہی کے بارہ میں جس کا عنوان اب یہ نہیں رہا ہے عرض کیا گیا تھا کہ اس سے کسے اختلاف ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ یہ عنوان محض نہ ہو بلکہ اس کے نیچے حقیقت بھی دہی ہو جو اس عنوان کے شایانِ شان ہے۔ اور یہ کہ محض اسلامی عنوانات کافی نہیں ہیں۔ جب تک کہ وہ انہی معنوں کے ترجمان نہ ہوں جو شائع علیہ السلام نے ان عنوانوں کے نیچے رکھی ہے۔ ورنہ اس طرح کے عنوانات مستقبلِ قند کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ اب تک بکثرت بنتے رہے ہیں اور اس بیان میں اس کی کچھ امثلہ بھی پیش کر دی تھیں پھر اس کے بعد حضرت مولانا حسین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مفصل مکتوب کے مقدمہ کے طور پر احقر نے ایک تحریر لکھی تھی۔ جس میں معیارِ حق کے مسئلہ پر کلام کیا تھا۔ اس سے بھی احقر کی رائے کمرہ واضح ہو گئی تھی۔ پھر دہلی جمعیتہ العلماء کے دفتر سے ایک جماعتی بیان شائع ہوا جس پر احقر کے بھی دستخط تھے۔ اس میں اس تحریک کے اثرات (سلف

سے اعتماد اٹھ جانے، اور اُن کی عظمت کے رشتے کمزور ہو کر ان پر زبان تنقید کھل جانے وغیرہ کو، ظاہر کر کے اس سے اپنی برأت کا اعلان کیا گیا تھا۔ بہر حال کئی بار رائے ظاہر کی جا چکی ہے۔ جو اظہار خیال کے لیے کافی ہو جانی چاہیے۔ احقر کی وہ تحریرات اگر جناب کے ہاں قابل میں ہوں تو نکلوائی جائیں۔ میرے پاس اس وقت موجود نہیں ہیں۔ اس لیے ان کے مضامین کی طرف تشاندہی کر دی ہے۔ امید ہے کہ مزاج سامی بعافیت ہو گا۔ دعا کا خواستگار ہوں۔ والسلام!

محمد طیب غفرلہ از دیوبند ۳۰/۸/۳۰

⑤ شیخ العلماء حضرت مولانا علامہ شمس الحق صاحب افغانی شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور ”مودودی صاحب کی تحریرات پر نگاہ ڈالی گئی۔ موصوف کے متعلق احقر کا تاثر یہ ہے کہ آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے اسلام سے مطمئن نہیں۔ اس لیے اس کو اپنے ڈھب پر لانا چاہتے ہیں۔ جس کے لیے اصلی اسلام میں ترمیم ناگزیر ہے۔ لیکن اس کا چھپنا نا بھی ضروری ہے۔ اس لیے وہ اپنی اس ترمیم کے تخریبی عمل کو انشاء پر دازی، اقامتِ دین کے نعروں، یورپی طرز کے پروپیگنڈا کے پردوں میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تخریبی عمل کے محرکات دو ہیں۔ نفسانی تعلیٰ اور فقدانِ خشیتہ اللہ اور عوام میں بھی ان دو بیماریوں میں مبتلا افراد کی کمی نہیں۔ یہی باطنی ہمرنگی دائرہ تحریک کی توسیع کا اصلی سامان ہے۔

مولانا منظر حسین صاحب اور دیگر علمائے حق نے پردوں میں اس چھپی ہوئی حقیقت کو عوام پر ظاہر کر دیا اور سعید رُوح کے لیے راہِ ہدایت کھول دی۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء وصلى الله على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين“

شمس الحق افغانی غفر اللہ عنہ

محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

④ مخدوم العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری خلیفہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ ہستم خیر المدارس طتان ۔

⑤ دو مودودی اور اس کے متبعین کے بعض مسائل خلاف اہل سنت والجماعت کے ہیں۔ سلف صالحین کی اتباع کے منکر ہیں۔ لہذا بندہ ان کو متحد سمجھتا ہے۔
اسوۃ العلماء حضرت مولانا نصیر الدین صاحب شیخ الحدیث غورغشتوی خلیفہ حضرت مولانا حنین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

”مودودی ضال اور مضل ہے (یعنی گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے)“

⑥ اُستاد العلماء حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک ضلع پشاور

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مودودی کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف اور گمراہ کن ہیں۔ مسلمان اس فتنہ سے بچنے کی کوشش کریں“

ممتاز علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی جمعیت کا عظیم ہنگامی اجلاس مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۰ء برکت ۳ بجے دن دفتر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان لاہور زیر صدارت مجاہد ملت غازی کشمیر حضرت العلامة مولانا ابوالحسنات صاحب قادری صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں باتفاق آراء پاس ہوئیں :-

① مرکزی جمعیت کا یہ خصوصی اجلاس طے کرتا ہے کہ مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے چونکہ ایک نئے مذہب فکر کی بنیاد ڈالی ہے اور امت مسلمہ کو ایک ایسی مستقل قوت اجتہاد دینے کی طرف دعوت دی ہے کہ جس کے دامن میں جمہور مسلمانوں کے دین و مذہب کے لیے پناہ کی کوئی جگہ نہیں۔ اس لیے جمعیت اُن کے ساتھ تعاون کرنے کو مسلمانان پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام کے لیے ایک خوفناک اقدام قرار دیتی ہے۔

② صرف یہی نہیں کہ مودودی جمہور مسلمانوں سے مختلف المذہب ہیں بلکہ اُن کی واضح عبارات

اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ وہ اس کوشش میں ہیں کہ قوم انہیں مجددِ اعظم اور امامِ ہمدی سمجھ لے اگر خدا نخواستہ وہ اپنے ہشن میں کامیاب ہو گئے تو وہ وقت دور نہیں کہ وہ کھلے لفظوں میں اپنے ہمدی ہونے کا اعلان کر دیں اور امتِ مسلمہ کے سامنے دہریت، مرزائیت، اشتمالیت اور اشتراکیت کی طرح مودودیّت بھی ایک عظیم الشان خوفناک فتنہ کی شکل میں نمودار ہو جائے۔ لہذا باتفاق آراء قرار پایا کہ عام المسلمین کو آنے والے خطرے سے بچانے کے لیے مولانا مودودی اور مولانا کاظمی کی اس معنی خیز گفتگو کو شائع کر دیا جائے۔

(مکالمہ کاظمی و مودودی ص ۶)

شیخ الحدیث استاد العلماء حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ کے مودودی کے ساتھ مکالمے کے بعد رفیقِ مکالمہ علماء نے جو خلاصہ شائع کیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیے:

① مودودی صاحب جمہور مسلمانوں سے مذہباً مختلف ہیں۔

② مودودی صاحب نے جمہور مفسرین و محدثین کے خلاف کتاب و سنت کے غلط معنی لے کر ایک نئے مذہب کی بنیاد قائم کی ہے جس کے پیرو جماعتِ اسلامی کے پردہ میں چھپے ہوئے ہیں۔

③ مودودی صاحب اپنے آپ کو ایک مجددِ کامل اور ہمدی تصور کرتے ہیں مگر کسی مصلحت کے ماتحت وہ ابھی اس کا اعلان نہیں کرتے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی خاص وقت میں اس کا اعلان کر کے امتِ مسلمہ کے لیے ایک نئے عظیم الشان فتنے کا دروازہ کھول دیں اس لیے اُن کی تحریک میں شامل ہونا یا اُن سے تعاون کرنا، اپنے دین مذہب کو خطرے میں ڈالنا ہے۔

(مکالمہ کاظمی و مودودی ص ۴۴)

اس خلاصہ پر مندرجہ ذیل علماء کرام کے دستخط ہیں :-

- ۱۔ حضرت مولانا ارشد صاحب پناہوی نائب ناظم جمعیت
- ۲۔ ملک ممتاز صاحب میننگ ایڈیٹر نیوز پریس آف پاکستان لاہور

- ۲۔ حضرت مولانا سید محمود احمد صاحب رضوی ایڈیٹر رضوان لاہور
- ۳۔ حضرت مولانا شاہ عبدالاحد صاحب ناظم نشریات
- ۵۔ حضرت مولانا غلام محمد صاحب ترجم صدر جمعیت (سابق صوبہ پنجاب)

○ فاضل اہل حضرت مولانا سید حسین الدین صاحب مدظلہ خطیب عظیم مسجد سبزینڈی راولپنڈی

”مودودی اس حد کا خوفناک اور خطرناک ڈھونگ ہے“ مزید ارشاد فرمایا کہ ”مختلف مکاتب فکر کا یہ متفقہ نظریہ ہے کہ جماعت اسلامی کی زیادہ تر سرگرمیوں کا مقصد ملک میں انتشار پیدا کرنا ہے“

○ جامع المعقول حضرت مولانا پیر غلام جانیان صاحب مدظلہ، معینی شاہ جمالی و خطیب مرکزی جامع مسجد ڈیرہ غازی خان

”جناب مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا موجودہ طرز عمل مملکتِ حندو اور پاکستان میں تفریقِ بین المسلمین کا ایک عظیم فتنہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مودودی صاحب کی مؤلفات کے مطالعہ کرنے سے (مجھے) یہ امر ثابت ہوا ہے کہ جناب مودودی صاحب کے عقائد، متعلقہ شانِ رسالت، ولایت، امامت، عقائدِ حقہ، جمہورِ مسلمانان اور علماء اکابرین و عارفین کے بالکل متضاد ہے۔“

○ خطیب اعظم حضرت مولانا علامہ محمد شریف صاحب مدظلہ نوری مدیر ”الحیب“ لاہور

”میں نے مودودی صاحب کے لٹریچر کا با تفصیل مطالعہ کیا ہے۔ اسلام کی جو تعبیر مودودی صاحب کی کتابوں میں کی گئی ہے، میں علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ یہ اسلام وہ نہیں جس پر صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ دین اور علمائے کرام

وصوفیائے اسلام عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ اس لیے مودودی صاحب نے اُن پر شدید اعتراضات کیے ہیں۔ صحابہ سے لے کر بزرگانِ دین تک معاف نہیں کیا چونکہ مودودی صاحب کو یہ نام تھا و اسلام پھیلانے کے لیے ایک جماعت کی ضرورت تھی چنانچہ انہوں نے کئی سال پہلے جماعتِ اسلامی کے نام سے ایک گروہ بنالیا جو آج دین و ملک کے لیے سخت خطرے کا باعث ہے۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام دین پسند حضرات متحد ہو کر اس پر دے کو اکھاڑ دیں۔“

○ قاضی اہل کامل الامم حضرت مولانا صاحبزادہ فیض علی صاحب فیضی مدظلہ

خلیب اعظم جامع مسجد راد پینڈی

”رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے جو اسلام پھیلا ہے وہ جناب مودودی صاحب کے اسلام سے قطعاً مختلف ہے۔ مودودی صاحب کا اسلام جاگیر داری کا محافظ اور اور زرعی اصلاحات کے خلاف ہے۔ آج ہمارے اقتصادی مسائل کا حل اسلام کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ مودودی ازم کے پاس ان مسائل کا کوئی علاج موجود نہیں پاکستان کے محب وطن شہریوں کو مودودی صاحب کے ناپاک عزائم سے ہوشیار رہنا چاہیے۔“

○ حافظ الحدیث حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب صدر آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس

”میں برادرانِ اہلحدیث سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خاص وبائی امراض سے اپنے کو بچائیں۔ ورنہ یہ بیماری اُن کو ہی نہیں بلکہ پوری جماعت (اہلحدیث) کو ہلاک اور تباہ و برباد کر دے گی۔ محض زور سے آئین کہہ دینا، اور رفع یدین کر لینا اہلحدیثیت نہیں ہے جب تک کہ اپنے عقائد کو درست نہیں کر لیں گے اور سلف الصالحین کے طریقے کو اختیار نہیں کریں گے، دین و نجات کا ملنا مشکل ہے۔ پس اس جدید جماعتِ اسلامی

کے تفتے کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور اس کے زور کو ہر جگہ سے ختم کریں۔“

○ شیخ الحدیث، ترجمان السنن حضرت العلامة مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی مدظلہ
ناظم اعلیٰ جمعیتہ اہلحدیث پاکستان (گوجرانوالہ)
”مولانا مودودی صاحب کا ایک ایک لفظ اُن کے ذہنی انتشار کی بہت ہی بُرے
طریقے پر غمازی کر رہا ہے اور جب حال یہ ہے تو کچھ
خفتہ راختہ کے کمند بیدار
ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مولانا مودودی قادیانی شاعری کا لبادہ زیب تن فرماتے
ہیں۔ اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ جماعت اسلامی سے جماعت اہلحدیث کا تصادم
بالکل قدرتی امر ہے۔“

○ عاشق حدیث حضرت مولانا محمد داؤد صاحب راز مدظلہ ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث
ہند (ممبئی)

”جس جماعت (جماعت اسلامی) کا بانی صحیح بخاری شریف کے متعلق یہ عقیدہ
رکھتا ہو کہ اُس کی ساری حدیثوں کو صحیح جاننا کسی شریف آدمی کا کام نہیں۔“ جماعت
اہلحدیث کا اس جماعت سے تصادم بالکل قدرتی امر ہے۔“

○ علامۃ العصر ابو الحقائق حضرت مولانا عبد الغفور صاحب ہزاروی مدظلہ
”یہ جماعت، اسلام کا نام اپنے ذاتی اغراض کے لیے استعمال کر رہی ہے۔“

علماء تونسہ شریف کا تردیدی بیان

آج مؤرخہ ۱۴/۳/۱۶ کو ایک کتاب ”مولانا مودودی اور جماعت اسلامی۔ ۸۰ علماء کی نظریں“ مرتبہ عارف دہلوی ملتان، نظر سے گزری جس میں ہمارے نام کے دستخط درج ہیں کہ ہم مودودی صاحب اور ان کی جماعت اسلامی کے مؤید و موافق ہیں۔ حالانکہ ہمارا خیال مودودی اور ان کی جماعت کے متعلق وہی ہے جو شیخنا المحترم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مرحوم و مغفور کا تھا کہ ”یہ جماعت گمراہ اور صحابہ کرامؓ اور سلف الصالحینؓ کے خلاف ہے لہذا مودودی اور ان کی جماعت سے تمام مسلمانوں کو پرہیز کرنا چاہیے۔ فقط ۱۶/۳/۱۶“

دستخط علماء کرام

- ★ ممتاز الدین حضرت مولانا خان محمد صاحب صدر مدرس مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف
- ★ حضرت مولانا حافظ احمد بخش صاحب مدرس مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف
- ★ حضرت مولانا عبدالستار صاحب مدرس مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخان

حضرت مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی سیوہادی

مودودی صاحب کو یہ کہنا یا سمجھنا کہ وہ جاہل ہیں میرے نزدیک گناہ کے مرادف ہے۔ البتہ مجھ کو اس کہنے میں ذرا بھی تردد نہیں ہے کہ موصوف کا علم غیر تحقیقی ہے اور پیر و مند پر مبنی ہے جس کا ثبوت مودودی ٹیچر میں کافی سے زیادہ پایا جاتا ہے، آگے چل کر یہ بھی معلوم ہو گا کہ تناقض تضاد اور اختلاف بیان ہر مسلمی مسئلے میں موجود ہے اور یہ کوئی بہت بڑا عیب یا جرم نہیں ہے، کیونکہ اس گروہ کو معلوم ہی ہو گا کہ اختلاف اور تناقض انسانی کلام کا ہی خاصہ ہے۔ وَكُنَّا كَانْ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوْ جَدُّوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۖ نہ کہ اللہ اور رسول کے کلام میں۔

غور طلب بات ہے کہ مودودی صاحب جب ایک فلسفی، ایک مورخ اور ایک اچھے خاصے مصنف بن سکتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے کلام میں اختلاف اور تضاد کو نہ مانا جائے اور ان کی جملہ تحریروں کو عیب سے پاک اور خلاف مسلک اہل سنت والجماعت خیالات کو حق تسلیم کیا جائے۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ مودودی ٹیچر پر جس قدر گرفت کی گئی یا اس کے اندر گمراہی کے پھیننے کی نشاندہی کی گئی تو پوری پارٹی برہم ہو کر دماغی توازن کھو بیٹھی اور کبھی بھی سنجیدگی سے آخرت کی باز پرس اور جواب دہی کا خوف اس کے لیے تازیانہ رحمت بننے نہیں پایا بلکہ اس کے برعکس عامر صاحب عثمانی جیسے معاشی ضرورت سے مجبور جن کا نہ تو مطالعہ وسیع اور نہ علم و خرد، کہ جس سے گہراور پیشینہ میں تمیز کر سکتے غم ٹھونک کر میدان میں اتر آئے، وہ بے چارے کیا جانیں کہ اس خار زار اور سنگ لاخ زمین میں سودا بھی برہنہ پا موجود ہے۔ (ماخوذ از ”دیوبند کا ایک نادان دوست“)

۱۔ ترجمہ :- اور اگر ہوتا (یہ کلام) کسی اور کا، تو ضرور پاتے اس میں بہت تفاوت۔ (سورۃ النساء) ۲۔ عامر عثمانی مودودی جماعت کے بڑے سرگرم کارکن، اور ہندوستان میں مودودی جماعت کے ماہنامہ ”رسالہ تجلی“ کے چیف ایڈیٹر ہیں جن کو ”دیوبند کا ایک نادان دوست“ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ۱۲۔

شورش کشمیری

(مدیر ہفت روزہ "چٹانے" بابت ۲۴ جون ۱۹۶۳ء)

”مولانا ابوالاعلیٰ مودودی جو اسلامی نظام برپا کرنے کے سیاسی داعی ہیں، ان کے ساتھ ایک بھی دینی پیشوا نہیں، وہ اپنا چرخ تنہا جلانا چاہتے ہیں اور علما و ائمہ ہیں کہ ان کے ساتھ ایک قدم بھی چلنے کو تیار نہیں، جو لوگ فہم دین کے معاملے میں ممتاز تھے اور ان کے ساتھ تھے اب ایک ایک کر کے کٹ چکے ہیں۔ ہمیں اس میں گونا گوں خطرات نظر آ رہے ہیں جو خود مولانا کی دعوت کے حق میں مفید نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ مولانا کی سیاسی شخصیت اپنی دینی تنہائی کا غیر شعوری طور پر ان لوگوں سے انتقام لینے کی دھن میں اپنا وجود ہی کھو بیٹھے، آگے چلے کہ شوہر شے صاحب کا مودودی صاحب کے بارے میں مزید ایک قابل قدر فیصلہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔“

”حق یہ ہے کہ مولانا دین کے سوالوں کو دینی لوگوں ہی کی معرفت حل کیا کریں۔ غالباً انہوں نے اپنی شخصیت کی وسعت کے زیر اثر اس پر کبھی غور نہیں کیا، کہ وہ دینی جماعتوں اور دینی اہلکاروں سے بلند و بالا ہونے کی کوشش میں اسلام کی اصل طاقت سے محروم ہو گئے ہیں جس گروہ کو ساتھ لے کر وہ چل سکتے تھے، وہ ان کے ساتھ نہیں، اور جس گروہ کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اس کا سیاسی ضمیر ان کی دعوت سے مطمئن نہیں بلکہ وہ انہیں سیاسی طور پر استعمال کر رہا ہے۔“

اس کے بعد ۲۴ جنوری ۱۹۶۵ء کے شمارے میں سے شوہر شے صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-
 ”مولانا ابوالاعلیٰ مودودی یا ان کے متبعین نے اسلام کو اپنی میراث بنا رکھا ہے اور بزم خویش اس دہم میں مبتلا ہیں کہ اسلام کو جس طرح وہ سمجھتے ہیں اور کوئی نہیں سمجھتا۔ گویا باقی سب کے لیے اسلامیت کے باب میں فہم و نظر کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔“

ردِ مودیت میں پاکستان سے شائع ہونے والی کتابوں کی ضروری تفصیل

نمبر شمار	اسکے کتبِ ردِ مودیت	قاطع مودیت مصنفین	کتابوں کے طبع یا شائع کرنے والے ناشرین کے پتے
۱	جماعتِ اسلامی پر ایک نظر	شیخ محمد اقبال ایم اے	ملک دین محمد اینڈ سنز بل روڈ لاہور
۲	مولانا مودودی کی تحریکِ اسلامی	پروفیسر محمد سرور	محمد صدیق سندھ ساگر اکادمی لاہور
۳	جماعتِ اسلامی اور اسلامی دستور	"	"
۴	جماعتِ اسلامی کا رخ کردار	چودھری حبیب احمد	"
۵	مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت	شیخ الاسلام مولانا مدنی	مدنی کتب خانہ قصر ادب گنیت روڈ لاہور
۶	مودودی جماعت پر ایک تنقیدی نظر	مولانا مظہر حسین	امیر جمعیتہ العلماء اسلام چکوال ضلع جلم
۷	ایضاح فتاویٰ	مولانا عبدالحق نافع	مولوی انوار الدین تاجر کتب
۸	صراطِ مستقیم	مولانا عبد السلام خطیب	زیارت کا صاحب نوشہرہ ضلع پشاور
۹	سبیل المؤمنین	"	قاضی عبد السلام خطیب جامع مسجد نوشہرہ صدر ضلع پشاور
۱۰	جماعتِ اسلامی کا نظریہ حدیث	مولانا محمد اسماعیل	کتب خانہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور
۱۱	حق پرست علماء کی مودیت ناراضگی	مولانا احمد علی لاہوری	مکتبہ خدام الدین اندرون شیر نوالہ گیٹ
۱۲	عہد حاضر کے دینی فتنے	مولانا احمد علی، مولانا ظفر احمد	مکتبہ مقبول عام پریس چوک انگوٹھ لاہور
۱۳	ردِ مودودیت	مولانا عبد الرشید عراقی	"
۱۴	مودودیت کا عکس	مولانا محمد شفیع الرحمن بریلوی	"
۱۵	حق و باطل کا معرکہ	مولانا تقی احمد خاں میکش	"
۱۶	عجائبِ شرعی حقیقت	مولانا قاضی شمس الدین نقشبندی	اجنس نشر و ثقافت اسلام آباد حقیقیہ پاکستان

۱۸	بیباک محاسبہ	مولانا قاضی شمس الدین نقشبندی	مکتبہ مقبول عام پریس چوک انگلن لاہور
۱۹	مودودیٹ کا پوسٹ مارٹم	مولانا خلیل اللہ پانی پتی	" " "
۲۰	اسلام اور معاشی اصلاحات	مولانا تفضل احمد خاں میکیش	" " "
۲۱	مکالمہ کاظمی و مودودی	مولانا سید احمد سعید کاظمی	" " "
۲۲	آئینہ مودودیٹ	مولانا شفیع الرحمن بریلوی	" " "
۲۳	فتنہ مودودیٹ	مولانا ابوالمظفر صاحب نذر	حاجی محمد یوسف ادبی پریس کراچی
۲۴	جماعت اسلامی کا پس منظر	مولانا ثناء اللہ امرتسری	کتب خانہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور
۲۵	حقائق مودودیٹ	"	" " "
۲۶	دارھی کی شرعی حیثیت	شیخ الاسلام مولانا مدنی	مکتبہ کیمیہ بیرون بوہڑ دروازہ ملتان شہر
۲۷	مودودیٹ اور مزائیت	مولانا ابوالمظفر صاحب نذر	مالک قادری دینانی میڈیکل ایل میٹھا درپڑی
۲۸	مودودی عقائد پر ایک نظر	حافظ محمد گوندلوی	مکتبہ سلفیہ اردو بازار گوجرانوالہ
۲۹	تنقید المسائل	"	" " "
۳۰	مودودیٹ کا نصب العین	مولانا لال حسین اختر	انجمن تحفظ ختم نبوت جلیوت ضلع جھنگ
۳۱	نظریہ باطل	اختر حسین سواتی	ہدرسہ عربیہ سید و شریفیہ ریاست سوات
۳۲	مودودی کی ہوس اقتدار منظم	الہام لنگری لاہوری	" " "
۳۳	دعوت غور و فکر	مولانا سراج الدین	مولانا علاء الدین مدنی نمائندہ پریس ملیچان
۳۴	فتنہ مودودیٹ	ایچ ایس آر سرگودھی	ایچ ایس آر بلاک ۱۰ سرگودھا
۳۵	فتنوں کی روک تھام	حافظ محمد سعید	حافظ محمد سعید بلاک ۱۰
۳۶	مودودیات	فیروز الدین منصور	قومی دارالاشاعت، سہ نسبت روڈ لاہور
۳۷	مودودی ایک آمر کی حیثیت میں	"	" " "
۳۸	مولانا مودودی سے خطاب	مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری	مکتبہ سعودیہ حدیث منزل کراچی

مولانا مودودی اور جماعت اسلامی	ممتاز علی عاصی	مکتبہ جدید چوک ہماری مسلم مسجد لاہور
مودودی شہ پارے		مکتبہ دارۃ تحفظ پاکستان سول کوارٹر چشادھند
جناب مودودی اور ایک ہزار		خطیب جامع مسجد منی فرید آباد
علامہ امت حصہ اول	مولانا منظور احمد شاہ خطیب	ملتان شہر
مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے		
بعض اکابر سے میری خط و کتابت	ڈاکٹر احمد حسن کمال	مکتبہ تعمیر حیات اردو بازار لاہور
مودودی مذہب	مولانا قاضی مظہر حسین	
تقریب مودودی کا پس منظر	مولانا ابوالمنظر صاحب نذر	شعبہ نشر و اشاعت مجلس تحفظ اسلام کراچی
مودودی مسلک پر نقد و نظر	مولانا سید امین الحق خطیب	حکیم جمال الدین اندرون شیرازہ گیٹ لاہور
مولانا مودودی اور مودودیت	علامہ حبیب الدین	ادارۃ اہل قلم پاکستانی نیوٹاؤن کراچی
جماعت اسلامی اور قومی پرلین	سردار محمد صادق صاحب	۵۳ ایمپرس روڈ لاہور
جماعت اسلامی کا کردار	پروفیسر محمد شجاع الدین	ادارۃ اہل قلم پاکستانی نیوٹاؤن کراچی
عورت کی حکومت قرآنی احکام کے	رانا عبدالحیہ صاحب چیمبرلین	ادینچی مسجد اندرون بجائی گیٹ لاہور
قطعی خلاف ہے۔		
کیا عورت سربراہ مملکت بن سکتی ہے		
عورت کی امارت	علامہ ابوالفضیاء محمد باقر صاحب	انجمن حزب الرحمن بصیر پور ضلع مظفر
مودودی سیاست کے کرشمے	مولانا قاضی مظہر حسین صاحب	مکتبہ تعمیر حیات اردو بازار لاہور

سوائے آخر کی ۴ کتابوں کے باقی تمام مندرجہ بالا مطبوعہ کتب خانہ حبیب اللہ خان وزیر داخلہ پاکستان کے

بیانات سے قبل کی شائع شدہ ہیں

نوٹ :- اگر مودودی اور جماعت مودودی کی بدعتیہ کی اور بے راہبری معوجہجات بدل طور پر اور بالاختصار معلوم کرنا مقصود ہو تو مندرجہ بالا پاکستانی کتب کی فہرست سے شروع کی دست کتابیں اور ہندوستانی کتب کی فہرست سے شروع کی بارہ کتب دیے گئے ہوں سے طلب فرمائیے۔ ان ۲۲ کتابوں میں ٹھوس اور بنیادی اختلافات کی گرفت اہمام و تفہیم کے رنگ میں محققانہ، ناصحانہ اور عالمانہ انداز میں کی گئی ہے اور اگر تبلیغ یا مناظروں اور اراک المظالم کے لیے تجویز مقصود ہو تو تمام کتب کا تمہیا کرنا بے حد ضروری اور مفید ہو گا۔

دودویٹ میں ہندوستان سے شائع ہونے والی کتابوں کی ضروری تفصیل

نمبر شمار	اسمائے کتب دودویٹ	قاری دودویٹ مصنفین	کتابوں کے طے یا شائع کرنے والوں کے پتے
۱	جماعت اسلامی پر تبصرہ حصہ اول	مولانا عبدالصمد رحمانی	ادارہ نشر و اشاعت دارالعلوم دیوبند ضلع بہاول
۲	" " " دوم	"	" " "
۳	جماعت اسلامی کا دینی رخ حصہ اول	"	" " "
۴	" " " دوم	"	" " "
۵	" " " سوم	"	" " "
۶	" " " چہارم	"	" " "
۷	جماعت اسلامی کے دینی رجحانات	مولانا ظفر الدین	" " "
۸	دیوبند کا ایک نادان دوست	مولانا نجم الدین اصلاحی	" " "
۹	ایمان و عمل	شیخ الاسلام مولانا مدنی	" " "
۱۰	مکتوب ہدایت	"	" " "
۱۱	ائمینہ تحریک دودویٹ	مولانا سید ہندی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند	" " "
۱۲	کشف حقیقت	مفتی مظاہر علوم سہارنپور	" " "
۱۳	اعفار اللہ	شیخ الاسلام مولانا مدنی	" " "
۱۴	مسلمان اگرچہ بے عمل ہو	"	" " "
۱۵	مکتوبات ثلاثہ	مولانا عبدالرشید محمود	" " "
۱۶	حقیقت معراج	مولانا محمد سالم	" " "
۱۷	دارالعلوم کے ایک فتوے کی حقیقت	قاری محمد طیب صاحب دارالعلوم دیوبند	" " "

۱۸	قول فیصل (کلام طیب)	قاری محمد طیب صاحب مکتب دارالعلوم دیوبند	ادارہ نشر و اشاعت دارالعلوم دیوبند ضلع سہانپور
۱۹	درر مشورہ حصہ اول	مولانا سید محمد میاں غلام جمعیتہ العلماء ہند	" " " "
۲۰	" " دوم	" " "	" " " "
۲۱	دو ضروری مسئلے	" " "	" " " "
۲۲	مودودی مذہب حصہ اول	مولانا عزیز احمد قاسمی بی اے	" " " "
۲۳	" " دوم	" " "	" " " "
۲۴	تنبیحات	حضرت مولانا سید حسن صاحب	ادارہ نشر و اشاعت دارالعلوم دیوبند ایڈیا
۲۵	تجنیس کی غلطی	مولانا وحید الدین خان	اسلامک بکسٹنگ ہاؤس بدلتہ اعظم گڑھ
۲۶	تحریک جماعت اسلامی اور مسک احادیث	مولانا محمد داؤد راز	مکتبہ اشاعت دینیات مومن پورہ بمبئی
۲۷	نیا مذہب	" " "	" " " "
۲۸	کامل النصاب	مفتی محمد محبوب علی خاں قادری	مفتی اہلسنت بمبئی جامع مسجد اہلسنت مدنی پورہ بمبئی
۲۹	قبر معبودی پر جہارت مودودی	" " "	" " " "
۳۰	نعرہ حقانیت	" " "	رضوی کتب خانہ بازار صندل خانہ بریلی
۳۱	مودودی کا الٹا مذہب	" " "	" " " "
۳۲	آئینہ مودودیت	مفتی رضوان الرحمن	" " " "
۳۳	اظہار حقیقت	حضرت مولانا مفتی حمید حسن صاحب	صوفی محمد اسماعیل صاحب مالیر کولہ (مشرقی پنجاب)
۳۴	بصیرت	" " "	" " " "
۳۵	اجتماع گنگوہ	مولانا حکیم عبدالرشید محمود	حکیم عبدالرشید محمود گنگوہ ضلع سہانپور

اگر ہندوستان کی ان مطبوعات میں سے معقول اور اہم تر کتابوں کا مطالعہ مقصود ہو تو

شروع کی بارہ کتابیں یعنی ”مکتوب ہدایت“ تک کے لیے مع خرچہ محصول ڈاک کل بارہ روپے بذریعہ منی آرڈر بنام حاجی شوکت علی صاحب یوپی سوڈا اور ٹریڈنگ کمپنی، ناٹھ روڈ لاہور“ بھیج کر رسید منی آرڈر اور کتابوں کے نام ایک سے بارہ تک لکھ کر بذریعہ لفافہ یا رجسٹری ”ادارہ نشر و اشاعت دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور“ بھیج دیجیے، گھر بیٹھے مطلوبہ کتابیں پہنچ جائیں گی اور بقیہ کتب بھی اگر ممکن ہو تو قیمت معلوم کر کے ضرور منگائی جائیں تاکہ کلی طور پر انکشاف حقیقت اور حقیقی مودودییت واضح ہو سکے علمائے کرام اور دیندار اور غیر حضرات کے ذمے یہ ایک ضروری فرض ہے کہ وہ ہر مرحلے میں ایک ایک دارالمطالعہ کھولائیں اور یہ تمام ہندو پاک کی مطبوعات اور دیگر تمام متعلقہ دینی اور ضروری کتب بصورت تبلیغ ہتھیار کے دارالمطالعوں میں رکھوائیں تاکہ نیک اور مخلص دیندار طبقہ مودودی کے دہل و فریب اور اس کے ایمان خور باطل اجتہاد سے نہ صرف محفوظ رہ سکیں بلکہ اُس کی اور تمام جدید فتنوں کی کامیاب صورت میں خود بھی بیخ کنی کر سکیں اور متحد ہو کر حکومت سے اُن تمام گمراہ کن مطبوعات کو بھی ضبط و تلف کرانے کی استعداد پیش کر سکیں جن سے ملک ملت اور اسلام کے استحکام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا یقینی اور عظیم خطرہ لاحق ہے۔

(مرتب)

مودودی تحریک کا تفصیلی جائزہ لینے کے لئے حسبِ ذیل کتب ضرور دیکھیے :

- ۱۔ مولانا مودودی اور جماعت اسلامی، ایک جائزہ مختار علی عاضی ۲/۲۵
- ۲۔ مودودییت اور موجودہ سیاسی شکش محمد صفدر میر ۳/-
- ۳۔ تحریک جماعت اسلامی، ایک تحقیقی مطالعہ ڈاکٹر اسرار احمد ۳/۱۶
- ۴۔ مولانا مودودی کے تصورات فیروز الدین منصور ۲/۵۰

عیدِ الفرست اور حقائقِ طلبِ مخلصین کے لیے

انحشافات

—: ملیے:—

پیش کردہ

مودودی کے گمراہ کن اقتباسات

—: کے:—

خلاصوں کی مختصر

فہرست

اسے فرست میں اُن ۱۴۶۔ اقتباسات کے خلاصے یا نئے موضوعات پیش کیے گئے ہیں جو مودودی اور مودودی کے ہم مسلک جماعتوں کی مطبوعہ تحریروں اور تفسیروں اور مطبوعہ بیانون سے لے کر کتاب (کنکشن) میں مفصل حوالہ جات اور واضح تبصروں کے ساتھ ایسے مستحکم انداز میں پیش کیے گئے ہیں کہ جن کو مودودی یا مودودی جماعت کا کوئی رکن بھی از اول تا آخر انکشافات میں پیش کردہ تمام اقتباسات کو کسی بھی سہ جماعتی مسئلہ فیصل بورڈ یا عدالت عالیہ کے سامنے آکر جھٹلانے اور تردید کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا اور یہی اُن کے مخرب اسلام اور مفسد دین و ملت ہونے کا نہایت واضح اور ناقابل تردید ثبوت ہے۔

پڑھیے انکشافات از اول تا آخر

(۱۴۶)

دیانت کے ساتھ بنظر غائر مودودیت کا مطالعہ کر کے عوام پر

اپنی بے باک حق گوئی کا ثبوت دیجئے۔

ناشر:

مسعود الحسن نظام دار الشریعہ

پیشوا سٹی (مغربی پاکستان)

انکشافانے میں پیش کردہ اقتباسات کے خلاصوں یا ان کے موضوعات کی مفصل فہرست

صفحہ نمبر	اقتباسات کا خلاصہ یا موضوع	اقتباس نمبر
۱۱	حق کے ماننے والوں سے جب خلافِ حق اقوال کا صدور ہوتا ہے تو ان کے ساتھ منکرین کی طرح نرم برتاؤ نہیں کیا جاتا بلکہ اللہ اور رسولؐ نے اپنوں کے ساتھ سخت لب و لہجہ بھی اختیار کیا ہے اور تند و تیز الفاظ سے بھی کام لیا ہے۔ (خلاصہ)	۱
۲۱	حدود اللہ کے نفاذ کے لیے مودودی صاحب کا اختراعی قاعدہ تکیہ میں کریم کی حرأت (موضوع)	۲
۲۳	رجم اور کوڑوں کی سزا گندے حالات کے لیے اللہ تعالیٰ نے مقرر ہی نہیں کی (خلاصہ)	۳
۲۴	چوروں کے لیے ہاتھ کاٹنا ہی نہیں بعض حالات میں قید کی سزا بھی عظیم ہے۔	۴
۲۵	قرآن کریم کے واضح احکام کے باوجود سات آسمانوں سے انکار (موضوع)	۵
۲۸	”بنی اسرائیل کی قوم پر رفع طور سے انکار“	۶
۲۹	”رفع طور کی غلط تاویل“	۷
۳۲	تفسیر تفہیم القرآن سے پڑھنے والوں کے دلوں پر وہی اثر ہو گا جو مستہ آن ان پر ڈالنا چاہتا ہے۔ (خلاصہ)	۸
۹	دوسروں کے تراجم قرآن بے روح و بے جان ہیں اور قرآن کی ادبی تند و تیز سپرٹ سے محروم ہیں اور ان کے پڑھنے سے نہ کسی کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں نہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں، نہ جذبات میں کوئی طوفان برپا ہوتا ہے اور نہ کوئی چیز	

عقل و فکر کو تسخیر کرتی ہوئی قلب و جگر تک ہی اترتی نظر آتی ہے۔ بہر حال آجکل جتنے بھی قرآن کے تراجم ہیں ان میں ردائی عبارت، زورِ بیان، بلاغتِ زبان اور تاثیرِ کلام کا فقدان ہے۔

۳۳

(خلاصہ)

ترجمے میں عربی نہیں کی ترجمانی اُردو میں ہو، تاکہ قرآنِ کریم کا شامانہ وقار اور زورِ بیان منعکس ہو۔

۳۴

(خلاصہ)

مودودی صاحب کے کیے ہوئے بھونڈے اور غلط ترجمے کا ایک ادنیٰ سامونہ

۳۵

(موضوع)

۳۶

"

زکریا علیہ السلام کی نبوت کا انکار۔

۱۲

یہ غلط اور بے اصل بات ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس غیب سے جو نفیس آتی تھیں ان میں گرمی کا میوہ جاڑے میں اور جاڑے کا گرمی میں آتا تھا۔

۱۳

۳۷

(خلاصہ)

۳۸

اور گرمی کا میوہ جاڑے میں اور جاڑے کا گرمی میں عجب تہہ ہو سکتا ہے نعمت نہیں۔

۱۴

۳۹

سلف صرف انبیاء ہو سکتے ہیں جن پر ایمان لانے کی مسلمانوں کو تکلیف دی گئی ہے۔

۱۵

یوسف علیہ السلام کی شہادت دینے والا گوارے کا بچہ نہیں بلکہ جانبدار آدمی

۱۶

۴۰

(خلاصہ)

تھا یا جج اور کوئی مجسٹریٹ تھا۔

کلام اللہ کے خلاف عیسے علیہ السلام کے رفعِ جہانی میں اختلاف پیدا کرنے

۱۷

۴۱

(موضوع)

کی جرات۔

عیسے علیہ السلام کے رفعِ جہانی کے مسئلہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں محل چھوڑ دیا

۱۸

۴۲

(خلاصہ)

ہے اس لیے اسے محل ہی چھوڑ دینا چاہیے۔

کانا دتال وغیرہ سب افسانے ہیں۔

۱۹

۴۵

"

ساڑھے تیرہ سو سال کے طویل عرصہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کانے دتال

۲۰

- ۲۵ (خلاصہ) والی پیشین گوئی غلط ثابت کر دی۔
- ۲۱ یہ غلط ہے کہ بخاری میں جتنی حدیثیں ہیں اُن کے مضامین بھی جوں کے توں صحیح ہیں۔
- ۲۴ (خلاصہ) حدیث صحیح ہے روایات کی سند بھی قوی ہے اور روایات کی صحت میں کلام ہی نہیں کیا جاسکتا مگر حدیث کا مضمون صریح عقل کے خلاف ہے۔ (خلاصہ)
- ۲۲ مجد د کمال کا مقام خالی ہے سچ تک کوئی مجد د کمال پیدا نہیں ہوا مگر عقل چاہتی ہے ہر مرتبہ کمال کا مقام خالی ہے دنیا کے حالات کی رفتار متقاضی ہے کہ ایسا "لیڈر" پیدا ہو۔ (خلاصہ)
- ۲۵ مجد د والی حدیث شریف کا ترجمہ۔ (موضوع)
- ۲۶ ضروری نہیں کہ مجد د ایک ہی شخص ہو ایک ہی صدی میں متعدد اشخاص، متعدد گروہ اور متعدد جماعتیں اور متعدد ممالک میں بہت سے مجد د ہو سکتے ہیں۔ (خلاصہ)
- ۲۷ مجد د کمال کی وہ خود پسند صفات تھیں جو مودودی کی جماعت والے مودودی میں ثابت کیا کرتے ہیں اور بنگراد کتابوں اور اپنے رسالوں میں لکھا کرتے ہیں۔ (موضوع)
- ۲۸ حدیث میں من کا لفظ اس بات کا متقاضی ہے کہ متعدد اشخاص بھی مجد د ہو سکتے ہیں۔ (خلاصہ)
- ۲۹ شاہ ولی اللہ اور مجد د الف ثانی کی منت نئے نئے پیدا کرنے والی وہ غلطیاں جن کو نشر کیے بغیر میں کسی حالت میں بھی باز نہیں رہ سکتا۔ (خلاصہ)
- ۳۰ مسلمان لوگ سمجھتے ہیں کہ امام مہدی مولویانہ، صوفیانہ وضع قطع کے آدمی ہوں گے اور تسبیح اٹھ میں لیے یکایک کسی مدرسے یا خانقاہ کے حجرے سے برآمد ہوں گے اور برآمد ہوتے ہی انا اللہ ہی کا اعلان کر دیں گے۔ علماء اور مشائخ کتابوں میں لکھی ہوئی علامتوں کے ذریعہ اُن کے جسم کی ساخت سے شناخت کر لیں گے اور اعلان جہاد کر دیں گے۔ چلے کھینچے ہوئے سب پرانے طرز کے بقیۃ السلف درپوش اُن کے

جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے۔ برکت اور روحانی تصرف سے، بیوقوفوں اور دھیفوں کے زور سے میدان جیتے جائیں گے۔ جس کافر پر نظر مار دیں گے تڑپ کر بے ہوش ہو جائے گا اور محض بددعا کی تاثیر سے ٹینگوں اور ہوائی جہازوں میں کیڑے ڈال دیں گے (خلاصہ)

۵۴

۳۱

آنے والا ہمدی تو جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا اپنے عہد کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید ثابت ہوگا (بہ ایس ہمد) اُسے خود بھی اپنے ہمدی ہونے کی خبر نہ ہوگی۔ اس کی موت کے بعد اس کے کارناموں سے دنیا کو معلوم ہوگا کہ یہی تھا وہ خلافت کو منہاج النبوتہ پر قائم کرنے والا جس کی آمد کا مژدہ سنایا گیا تھا۔ ہمدی کے کام میں کرامات، خوارق، کشف و الہامات اور چٹوں اور مجاہدوں کی کوئی جگہ نہیں ہوگی وہ خالص اسلام کی بنیادوں پر ایک نیا مذہب فکر پیدا کرے گا۔ ایک زبردست تحریک اٹھائے گا جو بیک وقت تہذیبی بھی ہوگی اور سیاسی بھی، جاہلیت اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ اس کو کچلنے کی کوشش کرے گی بالآخر وہ جاہلی اقتدار کو الٹ کر پھینک دے گا اور ایک ایسا زبردست اسلامی اسٹیٹ قائم کرے گا جس میں ایک طرف اسلام کی پوری روح کارفرما ہوگی اور دوسری طرف سائنٹیفک ترقی اور کمال پر پہنچ جائے گی۔ (خلاصہ)

۵۵

۵۷

۳۲

ہمدی ہر وہ سردار لیڈر اور امیر ہو سکتا ہے جو راہ راست پر ہو۔

۳۳

مجھے یہ توقع نہیں کہ حضور نے ایسی بات کہی ہوگی کہ ہمدی کی بیعت کے وقت آسمان سے

۵۹

یہ ندا آئے گی۔ هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا (خلاصہ)

۳۴

تفسیر تفہیم القرآن چھاپنے اور کم سے کم قیمتوں پر فروخت کرنے اور زیادہ سے زیادہ شائع

کرنے کا حق کسی کو نہیں۔ تاکہ ۸ روپے کی بجائے ۲۸ روپے میں فروخت کرنے کے مواقع مجھے

اور میرے مقربین کو ہی حاصل رہیں (پڑھیے اقتباسات ۳۴ سے اقتباس ۳۵ تک معہ

مکمل تبصرہ، اور داد دیجیے مودودی صاحب کی دلیری اور جرأت و جسارت کی)

۶۰

(خلاصہ و موضوع)

- ۳۵ خانہ کعبہ اور حرم پاک کی دھڑاں توہین۔ ارض بیت اللہ کو عبادت کی روح سے خارج
 بنانے کی جرات، منتہین کعبہ کو ہر دو اور بنارس کے پندتوں اور جوگیوں کا خطاب
 دینے کی جسارت، حج کے فضائل اور مناسک بیان کرنے والے علماء کرام کو دلال اور
 سفری ایجنٹ ظاہر کرنے کی ناقابل برداشت ذلیل ترین جرات اور جسارت (موضوع) ۴۳
- ۳۶ میں نہ مناسک الہدیت کو تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حقیت
 اور شافیت کا ہی پابند ہوں۔ (خلاصہ) ۴۵
- ۳۷ میں بزرگان سلف کے خیالات اور کاموں کو اگر حکمت عملی کے بھی خلاف پاتا ہوں
 تب بھی ان کو صاف صاف نادرست کہہ دیتا ہوں۔ (خلاصہ) ۴۵
- ۳۸ نہ صرف اسوۂ رسول سے روگردانی اور آثارِ صحابہ سے ہی انکار، بلکہ پیغمبرِ خدا اور
 صحابہ کرام کی وضع قطع اختیار کرنے کو بھی قدیم تمدن کا ایک تاریخی ڈرامہ قرار دینے
 کی جرات۔ (موضوع اور خلاصہ) ۴۴
- ۳۹ مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ اور ان کے خلفاء کے کاموں میں سب سے پہلی غلطی
 یہ تھی کہ انہوں نے مسلمانوں کو تصوف کی غذا دی جبکہ تصوف سے مکمل پرہیز کرانے
 کی ضرورت تھی۔ (خلاصہ) ۴۷
- ۴۰ متقوفانہ رموز و اشارات اور متقوفانہ زبان کا استعمال اور متقوفانہ طریقے سے
 مشابہت رکھنے والے طریقوں سے پرہیز ضروری ہے۔ (خلاصہ) ۴۷
- ۴۱ مسلمانوں کو تصوف کی، انیوں کا چمکا ایسا لگا دیا گیا ہے کہ اس کے قریب جاتے ہی پھر
 وہی پنیاجیم یاد آجاتی ہے جو صدیوں ان کو تھپک تھپک کر سلاتی رہی۔ (خلاصہ) ۴۷
- ۴۲ تجذیبِ دین کا کام کرنے والوں کے لیے لازم ہے کہ متقوفین کی زبان و اصطلاحات
 رموز و اشارات، لباس و اطوار، پیری مریدی اور ہر اس چیز سے جو اس قسم کی یاد
 قاذوہ کرنے والی ہو مسلمانوں کو اس طرح پرہیز کر لے جیسے ذیابیطس کے مریض کو شکرست۔ (خلاصہ) ۴۸

- ۴۳ کوئی سعی محض پاکیزہ خواہشات اور اچھی نیتوں کی بنا پر کامیاب نہیں ہو سکتی اور
۶۸ نہ محض نفوسِ قدسیہ کی برکتیں ہی اس کو بار آور کر سکتی ہیں۔ (خلاصہ)
- ۴۴ آدمی خدا اور وحی رسول و انجیل کو ماننا ہو یا نہیں طہارتِ نفس، نیتِ خیر اور
عملِ صالح سے آراستہ ہو یا نہیں، اچھے مقصد کے لیے کام کر رہا ہو یا بُرے مقصد
کے لیے، قطع نظر اس سے کہ کسی میں ایمان ہو یا نہیں اس کی زندگی پاک ہو یا ناپاک
اس کی سعی کا مقصد اچھا ہو یا بُرا، جو شخص اور جو گروہ بھی اپنے اندر وہ صفات رکھتا
۶۹ ہو گا جو دنیا میں کامیابی کے لیے ناگزیر ہیں وہ یقیناً کامیاب ہو گا۔ (خلاصہ)
- ۴۵ خدا کی اٹل اور بے لاگ سنت کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں ایسے کافروں
کو ہی منصبِ امانت پر ترجیح دی جائے جو اسلامی اخلاقیات سے عاری سہی مگر
کچھ از کم بنیادی اخلاقیات اور مادی وسائل کے استعمال میں تو وہ مسلمانوں سے
۷۰ بڑھے ہوئے ہیں اور انتظامِ دنیا کے لیے اپنے کو اہلِ ترثابت کر رہے ہیں۔ (خلاصہ)
- ۴۶ تقویٰ، تقویٰ، ڈاڑھیوں کے طول، لباس کی تراش و خراش، تسبیح گردانی اور
تہجد خوانی سے ایمان کی کمزوریاں دور نہیں ہو سکتیں۔ (خلاصہ)
- ۴۷ کیا ڈاڑھیوں کے طول، ٹخنوں اور پائپچوں کے فاصلے، تسبیحوں کی گردش، اوراد و
وظائف، لوافل اور مراقبوں کے مشاغل وغیرہ کو دیکھ کر ہی اللہ تعالیٰ دھوکا کھا جائیگا؟
۷۱ کہ آپ اس کے سچے وفادار اور جان نثار ہیں۔ (خلاصہ)
- ۴۸ انبیاء، اولیا، شہداء، صالحین، مجاہدین، اقطاب، ابدال، علماء، مشائخ اور ظلّ اللہوں
کی خدائی بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی ہی رہی۔ (خلاصہ)
- ۴۹ اسلامی وضع قطع اور شباهت کا اور تزکیہ نفس کے لیے روحانی تربیت کا سوال
۷۱ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ ابھی ہم دین بھی پیدا نہیں ہوئے۔ (خلاصہ)
- ۵۰ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور انبیاء دنیا میں ڈاڑھیاں رکھوانے اور ڈھکے ہونے

ٹخنے کھلوانے کے لیے مبعوث کیے تھے یا اُن چند سنتوں کو جاری کرانے کے لیے انبیاء

کی ضرورت پیش آئی تھی جن کے اہتمام کا آپ لوگوں میں بہت خبر چلا رہتا ہے۔ (خلاصہ) ۷۲

۵۱

دین میں جن چیزوں کو میں مقدم اور مؤخر کر رہا ہوں وہ واقعی مقدم اور مؤخر ہیں اور جو

باتیں میری تقریر کو سن کر لوگ کرتے ہیں اس سے تو مجھے پورا یقین ہو گیا ہے کہ فی الواقع

وہ لوگ دین کے کسی کام کے نہیں ہیں۔ اُن کا ہمارے نزدیک انا اُن کے دور رہنے

بلکہ مخالفت کرنے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ (خلاصہ) ۷۳

۵۲

میں اسوہ اور سنت اور بدعت وغیرہ اصطلاحات کے اُن مفہومات کو غلط، بلکہ دین

میں تحریف کا موجب سمجھتا ہوں جو بالعموم آپ حضرات کے ہاں رائج ہیں آپ کا یہ خیال

غلط ہے کہ عینی بڑی ڈاڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے اتنی ہی بڑی ڈاڑھی

سنت رسول یا اسوہ رسول ہے، اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر

اُن کے اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین

ہے۔ جس سے نہایت بُرے نتائج پہلے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی

ظاہر ہوتے کا خطرہ ہے۔ (خلاصہ) ۷۴

۵۳

جہاں تک حقائق علمیہ کا تعلق ہے اسلام کو مغربی علوم و فنون سے کوئی دشمنی نہیں

ہے بلکہ اسلام اُن کا دوست اور وہ اسلام کے دوست ہیں۔ (خلاصہ) ۷۵

۵۴

ممالکِ یورپ کی شان میں عظیم قسم کا ایک تعریفی مقالہ، یورپ کی حکومتوں اور اُن

کے رہنماؤں اور لیڈروں کی ہادیانہ و مُصلحانہ اور پیغمبرانہ مراتب کی تعریفیں (موضوع) ۷۵

۵۵

شاہِ دلی اللہ شاہ عبدالعزیز اور شاہ اسماعیل شہید کے نقائص اور کمزوریاں اور

ان کے مقابلے میں اہلِ یورپ کی پیغمبرانہ مراتب کی تعریفیں۔ (موضوع) ۷۶

۵۶

اس اقتباس سے مندرجہ بالا اقتباسات نمبر ۴۳، ۴۴ اور ۵۵ کی زبردست

ترویید و تہذیبِ ملاحظہ فرمائیے اور غور فرمائیے کہ لومہ لومہ کو کاٹ رہا ہے

- ۸۰ یا لکڑی لوسے کو کاٹ رہی ہے؟ (مودودی صاحب خود اپنے دام میں)۔ (موضوع)
- ۵۷ قیامت کے دن جب اللہ پوچھے گا کہ تم کو قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا تھا، تم پر کس نے فرض کیا کہ تم ان دونوں کو چھوڑ کر انسانوں کی مکھی ہوئی
- ۸۲ کتابوں کو کافی سمجھو، اس باز پرس کے جواب میں امید نہیں کہ کسی عالم دین کو کنز الدقائق اور ہدایہ دعا لکیری کے مصنفین کے دامنوں میں پناہ مل سکے گی (خلاصہ)
- ۵۸ آٹومیک طریقے پر اپنے کو مَبْعُوثٌ مِنَ اللہ ظاہر کرنے کا ایک غیبی انداز بیان
- ۸۴ (موضوع)
- ۵۹ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی پر بہتان اور الزام اور ان کی توہین۔ "
- ۶۰ علماء کرام پر بلا استثناء بہتان اور عوام کو درغلانے اور فقہ سے بدظن کرنے کے لیے مودودی صاحب کا تبیسانہ حربہ
- ۸۵ (موضوع)
- ۶۱ علماء اسلام نے "عقائد" محض ایک دھرم کے نزعات بنا کر رکھ دیے ہیں اور علماء نے اس مسخ شدہ مذہبیت میں اسلامی شریعت کو ایک منجمد شاستر بنا کر رکھ دیا ہے
- ۸۵ (خلاصہ)
- ۶۲ عبادات اور چند خاص مذہبی اعمال کو ٹھیک ناپ تول کے ساتھ انجام دیتے رہنے کو گناہ زندگی کا کفارہ (یعنی نجات اخروی کا ذریعہ) سمجھنے والی ذہنیت نے انبیاء کی امتوں کے ایک گروہ کو مراقبہ، مکاشفہ، پتہ کشی و ریاضت اوراد و وظائف، احزاب، اعمال اور مقامات روحانی کی سیر اور حقیقت کی فطنیانہ
- ۸۶ تعبیروں یعنی وحدۃ الوجود کے پھردوں میں ڈال دیا ہے۔ (خلاصہ)
- ۶۳ تنقید و تحقیق کی صلاحیت پیدا ہونے کے بعد پہلا کام جو میں نے کیا وہ یہ تھا کہ اُس بے روح مذہبیت کا قتل وہ اپنی گردن سے اتار پھینکا جو مجھے میراث میں ملی تھی۔
- ۸۶ (خلاصہ)

علماء کرام اس امر کو بھول جائیں کہ وہ ہدایہ اور بدائع کے زماؤ تصنیف میں نہیں بلکہ
نت نئی سائنٹیفک ایجادات اور تیز رفتار تمدنی انقلابات کے دور میں رہتے
ہیں۔ قدم قدم پر عالمگیری اور تاتارخانی کو لاکر سب راہ بنانے کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ
نئے زمانے کے مسلمان قرآن و حدیث چھوڑ کر جدھر چاہیں گے چل نکلیں گے۔ جس طرح
ترک اور ایرانی چل نکلے۔ (خلاصہ)

۸۶

کالجوں اور یونیورسٹی کی تعلیم غیر اسلامی حکومت کے لیے تو سیکرٹری اور وزراء پیدا
کر سکتی ہے مگر اسلامی عدالتوں کے لیے جیسا کہ اس اور اسلامی پولس کے لیے ایک کانسٹیبل
پیدا نہیں کر سکتی اور عربی کے یہ دینی مدارس والے بھی جو سرے سے زمین کی حرکت
کے قابل ہی نہیں ہیں وہ بھی اس قدر ناکارہ ہیں کہ اسلامی حکومت کے لیے ایک قاضی
ایک وزیر مال، ایک وزیر جنگ، ایک ناظم تعلیمات اور ایک سفیر بھی مہیا نہیں کر سکتے

۸۸

(خلاصہ)

۸۸

(موضوع)

ترکی کے علماء اور مشائخ کی دُرگت اور اُن پر ناجائز بہتان۔

۸۹

(خلاصہ)

نوجوان ترکوں سے زیادہ گنہگار تو ترکی کے علماء اور مشائخ ہیں۔

۹۸

فقہ کی تمام کتابوں کے خلاف لایعنی بکواس کے بعد تفسیر و حدیث کے تمام ذخیرہ کو

۸۹

(موضوع)

بیکار قرار دینے کی جرات اور جبارت

۹۹

احادیث و تفاسیر اور مترجموں و شارحوں سے بے نیاز ہو کر بغیر استاد کے محض مطالعہ

۹۰

(خلاصہ)

کے ذریعہ اسلامی رُوح اور اسلامی بصیرت حاصل کرنا چاہیے۔

۹۰

قرآن سمجھنے، اسلامی رُوح حاصل کرنے اور عربیت میں ترقی کرنے کے لیے کسی تفسیر

۹۰

(خلاصہ)

کی حاجت نہیں بنظر غائر مطالعہ کیا ہوا ایک پروفیسر کافی ہے جو طرز جدید پر قرآن پڑھانے

اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔

۹۱

اصول فقہ، احکام فقہ، اسلامی معاشیات، اسلام کے اصول و عمران اور حکمت قرآن

- پہچیدہ کتابیں لکھوانا نہایت ضروری ہیں (لیکن انسانوں سے نہیں کسی دوسری مخلوق سے)
- کیونکہ انسانوں کی کبھی ہونٹی کتابوں پر عمل کرنے کی وجہ سے جب قیامت کو اللہ تعالیٰ
- بازپرس کریں گے تو ان مصنفین کے دامنوں میں پناہ نہ مل سکے گی) (دیکھیے صفحہ ۸۲ پر اقتباس نمبر ۵۰) (خلاصہ) ۹۰
- روحانی اور علم باطن کی بحث میں تصوف کے خلاف ایک تلبیسی فتویٰ۔ (موضوع) ۹۲
- میڈیکل کالجوں اور ہسپتالوں میں اور رائج الوقت گریڈ کالجوں میں لڑکیوں کو بھیجنے ۹۳
- اور تعظیم حاصل کرانے اور معلومات بنانے سے بہتر توجہ ہے کہ ان کو قبروں میں دفن کر دیا
- جائے۔ (اس اقتباس کے تبصرے میں بتایا گیا ہے کہ مسٹر دودھی نے اپنی لڑکیوں کو
- ایم اے اور بی اے اُن ہی رائج الوقت کالجوں میں بھیج کر کرایا ہے) (خلاصہ) ۹۴
- کسی صحابی کو بھی تنقید سے بالاتر نہ سمجھا جائے اور نہ بغیر جانچ پر کھے کسی صحابی رسول ۹۵
- کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہونا چاہیے۔ (خلاصہ)
- (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بے معنی ہے) کیونکہ اس زمانے میں بھی (صحابہ) ۹۵
- کے درجے کے معیاری مسلمان بن سکتے ہیں۔ (خلاصہ) ۹۶
- جب غیرت اور حمیت کا طوفان جوش مارتا ہے تو بڑے بڑے ارباب عزم و قنانت ۹۷
- کے پاؤں بھی اُس کی زد میں آکر اکٹڑ جاتے ہیں۔ اسلام کا یہ نازک ترین
- مقابلہ ہے اور اتنا نازک ہے کہ ایک مرتبہ صدیقی اگر جیسا بے نفس متورع اور سراپا
- بلئیت انسان بھی اُس کو پورا کرنے سے چوک گیا۔ (خلاصہ) ۹۸
- حضرت عسکے قلب سے وہ جذبہ اکابر پرستی جو زمانہ جاہلیت کی پیداوار تھا، آنحضرت ۹۹
- صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک بھی پوری طرح محو نہ ہو سکا تھا۔ (خلاصہ) ۹۸
- (۱) حضرت عثمانؓ اُن تمام خصوصیات کے حامل نہیں تھے جو اُن کے جلیل القدر پیش روں ۱۰۰
- کو عطا ہوئی تھیں۔ اس لیے اُن کے زمانہ خلافت میں جاہلیت کو اسلامی نظام اجتماع
- کے اندر گھسنے کا موقع مل گیا (۲) حضرت علیؓ نے اسلام کے سیاسی اقتدار کو جاہلیت

کے تسلط سے نجات دلانے کی انتہائی کوشش کی مگر اُن کی جان کی قربانی بھی اس انقلاب معکوس کو نہ روک سکی۔

۹۹ (خلاصہ)

حضرت خالد جیسے صاحب فہم انسان کو بھی غیر اسلامی جذبے کے حدود کی تمیز مشکل ہو گئی اور نفس کے میلانات سے نہ بچ سکے۔

۱۰۰ (خلاصہ)

برسوں کی تعلیم و تربیت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو میدان جنگ میں لائے مگر پھر بھی صحابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی اصل اسپرٹ کو سمجھنے میں بار بار غلطیاں کر جاتے تھے۔

۱۰۰ (خلاصہ)

بسا اوقات صحابہ کرام پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا اور وہ ایک دوسرے پر چوٹیں کر جایا کرتے تھے۔

۱۰۰ (خلاصہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی تھی اُس کی وجہ یہی تو تھی کہ آپ کر بہترین انسانی مواد مل گیا تھا۔

۱۰۳ (خلاصہ)

قرآن کریم نجات کے لیے نہیں بلکہ ہدایت کے لیے ہے۔

۱۰۴ (خلاصہ)

قرآن کی عبارت پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آتا ہے اور جو اثر میرے دل پر پڑتا ہے اسے حتی الامکان صحت کے ساتھ اپنی زبان میں منتقل کر دیتا ہوں۔ (خلاصہ)

۱۰۵ (خلاصہ)

دنیا میں جو کچھ دیا جاتا ہے وہ کسی عمل نیک کا انعام نہیں اور جو مصائب یا شدائد پیش آتے ہیں وہ کسی عمل بد کی سزا نہیں بلکہ آپ سے آپ ظاہر ہونے والے نتائج ہیں۔

۱۰۶ (خلاصہ)

مشقہ کو مطلقاً حرام قرار دینے یا مطلقاً مباح ٹھہرانے میں سنیوں اور شیعوں کے درمیان بحث اور مناظرے نے بیجا شدت پیدا کر دی ورنہ امر حق معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں بسا اوقات انسان کو ایسے اضطراری حالات پیش آ جاتے ہیں جس میں زنا کی نسبت مشقہ کر لینا بہتر ہے اور باہم خود ہی بغیر گواہوں بغیر کچھ معاوضہ ادا کیے اور بغیر تعین مدت ایجاب و

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

- ۱۰۸ قبول کر کے ایک مہم مدت کے لیے عارضی نکاح کر لینا چاہیے۔ (خلاصہ)
- ۸۷ خلع کے مسئلے میں تاضی کے لیے یہ سوال متیقح طلب ہی نہیں کہ عورت جائز ضرورت کی بنا پر خلع چاہتی ہے یا خواہشات نفسانی کے لیے۔ (خلاصہ)
- ۱۱۰ خلع کی مدت صرف ایک حیض ہے۔
- ۸۸ (نعوذ باللہ) بسا اوقات پیغمبروں کو بھی نفس شریک کی رہنمائی کے خطرے پیش آئے ہیں
- ۱۱۱ (خلاصہ)
- ۹۰ ہم دراصل ایسا گروہ تیار کرنا چاہتے ہیں جو زہد و تقویٰ میں اصطلاحی زاہدوں اور متقیوں سے بڑھ کر ہو اور دنیا کے انتظامات اور معاملات کو عام دنیا داروں سے زیادہ سمجھنے اور چلانے کی صلاحیت اور اعلیٰ قابلیت رکھتے ہوں۔ (خلاصہ)
- ۹۱ سینما بجائے خود جائز ہے علمی یا ادعائی فلم دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، سینما کے پردے پر جو تصویریں نظر آتی ہیں وہ تصویر نہیں بلکہ پرچھائی ہے۔ میرے نزدیک
- ۹۲ سینما بجائے خود مباح ہے۔ (خلاصہ)
- ۹۳ شادی بیاہ کا تعلق پاکستانی دہندوستانی مسلمانوں کے درمیان دارالاسلام اور دارالکفر ہونے کی وجہ سے قرآن کی منشاء کے خلاف ہے۔ (خلاصہ)
- ۹۴ ان پڑھ عوام ہوں یا دستار بند علماء، خرقہ پوش مشائخ ہوں یا کالج اور یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ، ان سب کے خیالات اور طور طریقے ایک دوسرے سے بدبہا مختلف ہیں مگر اسلام کی حقیقت اور اُس کی رُوح سے ناواقف ہونے میں یہ سب کے سب یکساں ہیں۔ (خلاصہ)
- ۹۵ غالب کا آبائی پیشہ ان سے تعلق رکھنے والوں کے لیے بھی باعثِ شرم و عار تھا لیکن غالب بجائے ڈوب مرنے کے اُس پر فخر کرتا تھا۔ (خلاصہ)
- ۹۶ پیشہ سپاہ گری کوئی قابلِ فخر بات نہیں بلکہ اُس سے تعلق رکھنے والوں کیلئے

۱۱۸ بھی باعث ننگ ہے لیکن غالب اسے خاندانی مفاخر میں شمار کرتا تھا (خلاصہ)
 ۹۷ لکھ کے قریب حجاز کے ساحل سے گذر جانے کے باوجود جو لوگ حج نہیں کرتے وہ قطعاً
 مسلمان نہیں، جھوٹ کہتے ہیں اگر وہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں قرآن سے جاہل ہیں
 ۱۱۹ جو انہیں مسلمان سمجھتا ہے۔ (خلاصہ)

۹۸ اسلام اب کہیں نہیں، مسلمانوں میں نہ اسلامی سیرت ہے، نہ اسلامی اخلاق،
 نہ اسلامی افکار، نہ اسلامی جذبہ، حقیقی اسلامی رُوح نہ اُن کی مسجدوں میں ہے
 نہ مدرسوں میں، نہ خانقاہوں میں۔ مسلمانوں کی افسردہ، جامد اور پسماندہ تہذیب کا مقابلہ
 ایک ایسی تہذیب سے ہے جس میں زندگی ہے، حرکت ہے، روشنی علم ہے، گرمی عمل ہے
 ۱۲۰ (خلاصہ)

۹۹ اجتہاد ضروری ہے اور علماء اجتہاد کو اپنے اوپر حرام کر چکے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات
 اور اُس کے قوانین بیان کرنے کا جو طریقہ ہمارے علماء نے اختیار کر رکھا ہے وہ قابل
 ۱۲۰ نفرت اور مدائے بے ہنگام ہے۔ (خلاصہ)

۱۰۰ مسلمانوں کے رہنماؤں میں کہیں فرنگیت ہے، کہیں نہرو اور گاندھی کا اتباع،
 کہیں مجبوں اور علمائوں میں سیاہ دل اور گندے اخلاق پٹے ہوئے ہیں، عمل
 ۱۲۱ میں بدکاریاں، خیانتیں، فدا ریاں اور نفسانی اغراض کی بندگیاں بھری ہوئی ہیں (خلاصہ)
 ۱۰۱ آپ اگر چاہیں قَالَ اللہ وَقَالَ الرَّسُولُ میں مشغول رہیں آپ کی ڈاڑھیاں
 یقیناً زبردستی نہیں مونڈی جائیں گی نہ آپ کی عبا ضبط کی جائے گی نہ آپ کی تسبیح
 چھینی جائے گی، نہ آپ کی زبان، درس قرآن و حدیث سے روکی جائے گی۔ مگر
 اس کے معنی یہ نہیں کہ آئندہ نسل کو بھی اس غلط فہمی میں مبتلا رہنے دیا جائے گا کہ
 اسلام ہی سچا دین ہے اور تمام مذاہب سے برتر اور اصل ہے مذہبی آزادی کا یہ
 پروانہ لے کر جو صاحب خوش ہونا چاہتے ہیں وہ خوش ہو لیں۔ ہمیں تو اس پروانے

۱۲۲ (خلاصہ) کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۱۲۳ مختصر ترین خلاصہ :- محض نسلی مسلمانوں کا وہ انبوہ عظیم جس سے

۱۲۴ کے ۹۹۹ فی ہزار افراد اسلام اور حق و باطل کی تیز سے قطعاً محروم ہیں اور جن کے

۱۲۵ دو ٹوں سے زہریلے دودھ کے زہریلے ترین مکھن کی طرح کافرانہ حکومت ہی

۱۲۶ نہیں بلکہ ہر کافرانہ حکومت سے بھی بدتر، افغانستان، ایران، ترکی، عراق و مصر تک

جیسی کافرانہ حکومت ہی بن سکتی ہے جیسا کہ اسلامی کیریٹر اور اسلامی ذہنیت

اور فکر سے محروم دو ٹوں کے ذریعہ پارلیمنٹ اور اسمبلی میں بھیجنے کے لیے

مسلمان قلم کے بھی غیر منتخب نہیں ہو سکتے۔

۱۲۷ سابقہ مسلم بادشاہوں کی جن روادارانہ خدمات و کارگزاریوں کو سراہا جاتا ہے وہ تو جہانم کی

۱۲۸ فرست میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ (خلاصہ)

۱۲۹ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے مقامی امیروں کی طرف سے بے اعتنائی برتنا ویسا ہی

۱۳۰ گناہ ہے جیسا خدا اور رسول کی طرف سے بے اعتنائی برتنے کا گناہ۔ (خلاصہ)

۱۳۱ مودودی کا صدر رقی انتخابات سے قبل مدجہ طریقہ انتخابات کو غیر شرعی اور مملکت کے کسی بھی شعبے میں عورت

۱۳۲ کی شمولیت اور اس کی سرپرستی کو مخصوص صریحہ کھلاف بصورت حرمت بادی بدلائل ثابت کرنا (خلاصہ)

۱۳۳ بہر حال جب قارئین حضرات ان تمام اقتباسات کو با التفصیل اور مکمل طور پر ملاحظہ

فرمائیں گے تب مودودی صاحب کی تحریف قرآن، توہین رسالت، تنقیص صحابہ، تضحیک

سلف الصالحین، تذلیل اکابرین امت اور تخریب ملک و ملت جیسی ناقابل برداشت جہرات

بحسارت کا اور ان کی اس پس دریدہ دہنی و بد لگامی اور غیر شعوری قلمی ہفوات کا بھی اندازہ ہو سکے

گا جس میں انہوں نے دین و دنیا کے ہر دور، ہر حکومت، ہر زمانے، ہر طبقے، ہر گروہ، ہر

جماعت، ہر ادارے، ہر شعبے، ہر مسلک، ہر عقیدے اور ہر مکتب فکر کے ہر بڑے سے بڑے

عظیم المرتبت انسان کی تضحیک و تذلیل و تہلیل و توہین کی ہے، پورے یقین اور وثوق سے

ہی نہیں بلکہ دعوے سے کہا جاسکتا ہے کہ تاریخ عالم میں بھی مودودی کی دریدہ و دہنی اور مخصوص

بد لگامی اور اس کی اسلام کش اور گمراہ و شویہ ذہنیت کا جواب تلاش نہیں کیا جاسکتا (مرتب)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

—۸۶—

مودودی اور مودودیوں کے منہ پر ایک

لازوال اور ائمہ ط

غیبی مہر ط

(مع اضافات)

مودودیت کا ایک تازہ دستاویزی دہل

نیک نیت حضرات کی خدمت میں

اسے غیبی تھپڑ میں صدیق الحسن گیلانی (ناظم شعبہ پارلیمانی امور جماعت مودودی) کے نوٹس (بنام قاری عبد الحمید مصنف انکشافات) سے ثابت کیا گیا ہے کہ ضمیر اور ایمان کے دشمن مودودی نے خود ہی دوسروں کی عبارتوں کو توڑ موڑ کر اور سیاق و سباق سے کانٹ چھانٹ کر اصل مفہوم کے خلاف پُر دجل و پُر فریب طریقے پر پیش کر کے عوام کو گمراہ کرنے کے باہر اور عادی مجرم ہیں۔

اسے غیبی تھپڑ میں پیش کردہ الزامات کو غلط ثابت کرنے کے لیے مودودی اور تمام مودودیوں کو عام اور کھلا چیلنج ہے کہ اگر جرأت، ہمت، صداقت اور دیانت حاصل ہے تو آؤ جلسہ عام میں فیصلہ بورڈ کے سامنے، اور ثابت کر کے دکھلاؤ کہ غیبی تھپڑ میں پیش کردہ الزامات غلط ہیں یا توڑ موڑ کر یا سیاق و سباق سے کانٹ چھانٹ کر یا اصل مفہوم کے خلاف درج کیے گئے ہیں۔

لیجیے! ناظم شعبہ پارلیمانی امور جماعت مودودیہ کا پُر دجل نوٹس ملاحظہ فرمائیے۔

(بذریعہ جوابی رجسٹری)

نوٹس

بنام: قاری عبد الحمید صاحب - دار التبلیغ بنوں

منجانب: - سید صدیق الحسن گیلانی ناظم شعبہ پارلیمانی امور - ۵ اے ذیلدار پارک

اچھرہ لاہور

بذریعہ نوٹس ہذا آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ:-

آپ نے ایک کتاب بعنوان "انکشافات" غالباً خان حبیب اللہ خان صاحب وزیر داخلہ پاکستان کے ایما پر تصنیف فرمائی تھی جو کنول آرٹ پریس انارکلی لاہور میں طبع ہو کر تیس پہلی کیشنر ۱۳/۱۳ شاہ عالم بائلیٹ لاہور سے شائع کی گئی اور جسے حکومت پاکستان کے محکمہ اطلاعات نے تمام ملک میں تقسیم کیا ہے۔

یہ کتاب اس وقت تصنیف، شائع اور تقسیم کی گئی جب جماعت اسلامی کو غیر قانونی طور پر حکومت نے غیر قانونی قرار دیا تھا اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو تمام مرکزی مجلس شوریٰ کے ارکان سمیت نظر بند کر دیا گیا تھا۔ میں بھی ان نظر بندوں میں شامل تھا اور ۹ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو جب ہائی کورٹ کے احکام کے تحت میری اور تمام دوسرے جماعت اسلامی کے نظر بندوں کی نظر بندی کو ناجائز قرار دیا گیا تو میں رہا ہوا۔

آپ نے اس کتاب کے صفحہ ۲۱ پر یہ چیلنج پیش کیا ہے کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب خود یا ان کا کوئی رفیق اگر تاریخ رہائی سے تین ماہ کے اندر اندر اس کتاب میں مولانا مودودی صاحب کی تصنیفات میں سے دیے گئے حوالوں اور اقتباسات میں سے یہ ثابت کر دے کہ کوئی ایک اقتباس اور حوالہ بھی غلط ہے یا سیاق و سباق سے کاٹ کر اسے غلط معنی پہنائے گئے ہیں۔ تو آپ ایسی ہر تبلیغ و بددیانتی کے لیے مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد ادا کریں گے۔

جاں تک سیاق و سباق سے کاٹ کر انہیں من مانے معنی پہنانے کا تعلق ہے اس معاملے میں تو آپ نے دل کھول کر ہیرا پھیری کی ہے لیکن سر دست میں اس بحث میں پڑنے سے گریز کرتا ہوں البتہ مندرجہ ذیل حوالوں کے متعلق صراحت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ عبارتیں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی سہ سے نہیں ہیں اور ان کے لکھنے والے مولانا صدر الدین اصلاحی مدرس مدرسہ الاصلاح سرگرمی (ہندستان)

ہیں اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ترجمان القرآن اکتوبر ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۲۹ پر صراحت کر چکے ہیں کہ یہ عبارتیں ان کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔ یہ تحریریں ان کی نہیں ہیں۔

حوالہ نمبر ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰

مجھے جیل سے آئے ہوئے ابھی پورے تین ماہ نہیں گزرے اور آپ کی طرف سے مقرر کردہ میعاد کے اندر میں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ چار حوالے آپ نے غلط درج کیے ہیں اس لیے اخلاقاً اور قانوناً آپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ مبلغ چار ہزار روپے پندرہ روز کے اندر اندر مجھے ادا کر کے باقاعدہ رسید حاصل کر لیں ورنہ مجھے قانونی چارہ جوئی کرنا پڑے گی اس صورت میں یہ مقدمہ لاہور کی کسی عدالت مجاز میں دائر کیا جائیگا۔ اور یہ نہ صرف آپ کی بلکہ اُن سرکاری افسروں اور وزراء کی ذلت و رسوائی کا بھی باعث ہوگا جنہوں نے اس ملک کے شریف شہریوں کو بالکل ناجائز اور غیر قانونی طور پر جیلوں میں بند کر کے ان پر کمپوٹر اچالنے اور ہتھکنڈے لگانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ والسلام دستخط صدیقی الحسن گیلانی ۳۰/۱۱/۱۹۶۳

نوٹس نمبر ۲۔ اس نوٹس کی نقل:- (۱) خان حبیب اللہ خان صاحب وزیر داخلہ پاکستان راولپنڈی (۲) سیکرٹری محکمہ اطلاعات حکومت پاکستان۔ راولپنڈی (۳) سیکرٹری محکمہ اطلاعات حکومت مغربی پاکستان لاہور (۴) جناب رشید مرتضیٰ صاحب ایڈووکیٹ لاہور (قانونی مشیر نوٹس دہندہ) (۵) منیجر نئی پبی کیشنری ۱۳ شاہ عالم مارکیٹ لاہور (۶) اخبارات کوارسالی کہ دی گئی ہیں۔ دستخط:- صدیقی الحسن گیلانی

مرکز جماعت اسلامی پاکستان - ۵ اے فیلڈ پارک اچھرہ لاہور

ابے قارئین حضرات، نوٹس بالا اور اس کے بعد جواب نوٹس کے خط کشیدہ محیط کلمات اور جملوں پر غور فرما کر خود ہی فیصلہ کریں کہ صدیقی الحسن گیلانی نے کس قدر فریب اور بددیانتی سے کام لیا۔ درحقیقت صدیقی الحسن گیلانی نے عوام کے ذہنوں پر صرف یہ اثر ڈالنے کے لیے کہ واقعی

مودودیوں نے مصنف انکشافات کا چیلنج قبول کر کے انکشافات کو غلط اور مصنف انکشافات کو خوب ثابت کر دیا حالانکہ بحمد اللہ تعالیٰ مودودیوں کے اس دجل و فریب سے مصنف انکشافات کے یہ صرف یہ چاروں ۶۲-۶۵-۶۶-۶۸ والے اقتباسات ہی غیر مستند شدہ اور صحیح ثابت ہو گئے بلکہ انکشافات کے پہلے ایڈیشن کے بقایا تمام ۱۳۰- اقتباسات کی بھی بتائید حتیٰ ایسی نچتہ صحت اور تصدیق ہو گئی کہ اب مودودیوں کو سوائے سر پٹینے یا توبہ کرنے اور قوم سے معافیاں مانگنے کے دوسرا کوئی راستہ وقت اور رسوائی سے نہیں بچا سکتا۔ اے اللہ تمام نیک نیت اور گم کردہ راہ بجائیوں کو مودودیت کے فتنے سے بچا اور ان سب کو توبہ کی توفیق نصیب فرما۔ (آمین)

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر : کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار ترباتی

جوابِ نوٹس اور نوٹس

حق و صداقت اور ایمان و دیانت سے محروم گیلانی صاحب انجات دے اللہ تعالیٰ آپ کو گمراہی اور گمراہوں سے، اور ہدایت بخشے اللہ تعالیٰ آپ کو۔ انکشافات پڑھنے کے بعد، اللہ کے حضور میں مودودیت سے توبہ کرنے اور قوم سے معافیاں مانگنے کے بجائے آپ نے اپنی حقیقی سرشت دکھلانا شروع کر دی، بے شک فرمانِ نبویؐ مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ (یعنی جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت بخشیں اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دیں اُسے کوئی ہدایت پر نہیں لاسکتا) بالکل حق اور صحیح فرمان ہے۔ افسوس اور ہزار افسوس ہے آپ کی اس بد بختی پر۔ آپ کا ۱۴ کا تحریر کردہ پندرہ روزہ میعادِ نوٹس قبل از اعلان انتخاب صدر مملکت مورخہ ۲۵ کو بوقت ۱۱ بجے دن (میری غیر موجودگی میں جبکہ میں انکشافات کے دوسرے

ایڈیشن کی تصحیح کے لیے لاہور گیا ہوا تھا) ناظم دارالاستیعاب بنوں نے وصول کیا جو ۱۰ جنوری ۱۹۵۷ء کو یعنی ۷ جنوری کے سہ روزہ انجاریا لایا لاہور کی اشاعت کے بعد میرے علم میں آیا جس میں آپ نے اپنی اسلام کش اور فتنہ پرور ذہنیت کے ثبوت میں انکشافات کے صفحہ ۱۱ کے چیلنج کی صاف ستھری اور سلجھی ہوئی واضح عبارت کو جس غلط انداز میں مسخ کر کے چار ہزار روپے حاصل کرنے کے لیے لایعنی راہ نکالنے کی کوشش کی ہے۔ کم سے کم پڑھے لکھے دیانت دار اور خوف خدا رکھنے والے شریف لوگوں میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ درحقیقت آپ نے اپنے فتنی دجل و فریب کے ذبیحہ نہ صرف میری بے باک حق گوئی کو بدنام کرنے کی یہ ناکام کوشش کی ہے بلکہ محض فاطمہ جناح کی کامیابی کی لایعنی امیدوں میں رہ کر مجھے مرعوب کرنے کی بھی لہجہ حاصل اور فریب خوردہ کوشش کی ہے۔ ہائے مقدس آٹاں کی ہزاروں امیدوں والی موہوم صدر ہائے

نہ چھننے پائے تھے تنکے کہ گر گئی بجلی

بنا نہ تھا کہ لگی آگ آشیانے میں

لیجیے! آپ کے لایعنی اور چھپورے نوٹس کا خاطر خواہ جواب ارسال ہے۔ ذرا گوش ہوش سے پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کیجیے! میں نے تو ایمان و دیانت اور ضمیر و غیرت فروخت کر دینے والے ڈھیٹ قسم کے فتنی اعظم مودودی کو چیلنج کیا تھا، نہ کہ ایرے غیرے نکتہ خیرے دودویسے والے ٹکلیاے اور غبوط الحواس بے ضمیرے لالچی اچکوں کو۔ البتہ فتنی اعظم ڈھیٹ مودودی کو جیل میں مقید رہنے کی صورت میں بہ امر مجبوری کسی دوسرے کی وساطت سے ثابت کرنے کی اجازت دی تھی اور رہائی کے بعد تین ماہ کے اندر اندر اگر ان کے اقتباسات کو توڑ موڑ کر یا مفہوم کے خلاف مسخ کر کے پیش کیا گیا ہو تو ان کو جلسہ عام میں ثابت کرنے اور انعام یا جرمانہ حاصل کرنے کا حق دیا گیا تھا جس کو فتنی اعظم ڈھیٹ مودودی قبول کرنے کی جرأت اور ہمت نہ کر سکا۔

(۲) اور آپ کے یہ چاروں روشن معاشق اقتباسات ۷۴ - ۷۵ - ۷۶

۸، نبرات خواہ کسی کے بھی لکھے ہوئے ہیں مگر حزب اسلام مودودی کے ہی تو منتخب، پسندیدہ اور ترتیب دلوہ ہیں۔ جیسا کہ انھوں نے اپنے ماہنامے رسالہ ترجمان القرآن میں اپنا اختراعی اسلام اور اپنا مجہول اور گمراہ کن مسلک و عقیدہ ظاہر اور رائج کرنے کے لیے (ترتیب دے کر ان کو شائع کیا ہے جس کا ایک بین اور واضح ثبوت یہ بھی ہے کہ جو بد لگام انسان صحابہ کرام اور اہل بیت علیہم السلام

۱۔ ناخرین حضرات نوٹ فرمائیں کہ اب یہ چاروں (۴۲-۴۵-۴۷-۴۸) اقتباسات انکشافات کے ذریعے

ایڈیشن سے جدید اضافوں کے باعث علی الترتیب ۴۶-۴۷-۴۸-۴۹ میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ ۱۲

۲۔ صحابہ کرام پر تنقید کرنا دستورِ جماعت مودودی دفعہ ۶ میں بصورتِ عقیدہ شامل ہے۔ جس کے بغیر جماعت مودودی کا رکن ہی کوئی شخص نہیں بنایا جاسکتا (جیسا کہ انکشافات کے صفحہ ۹۵ پر اصل عبارت بالتفصیل مع حوالیات درج ہے۔ خلافت شاہی)

۳۔ شکوۃ شریف اور ترمذی شریف وغیرہ صحاح ستہ کی ایک مشہور اور مشفق علیہ حدیث کے متعلق مودودی اپنی کتاب "اسلامی ریاست" کے صفحہ ۳۲۶ میں لکھتا ہے کہ "مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں تشریفوں کے اس انسانے کی حقیقت بھی کھول دوں جس سے خواہ مخواہ نادانف لوگ اپنے ذہن کو بھی الجھاتے ہیں اور دوسروں کے ذہنوں میں بھی الجھنیں پیدا کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلمان فرقوں کی وہ کثیر تعداد جس کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے اس کا بہت بڑا حصہ کاغذی وجود کے سوانہ پہلے کوئی وجود رکھتا تھا اور نہ اب رکھتا ہے" (انکشافات کے صفحہ ۹۵ پر احادیث رسول مع حوالہ و مکمل تبصرہ اور فیصلہ کن تفصیل پڑھیے - ۱۲) اور رسائلِ مسائل جلد اول صفحہ ۲۶ پر مودودی لکھتا ہے کہ "یہ کا نا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں" اور خدا آگے چل کر صفحہ ۲۹ پر نہایت بے باکی اور جرأت کے ساتھ حدیث رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ کہہ کر جھٹلاتا ہے کہ "کیا یہ واقعہ نہیں کہ سارے تیرہ سو سال گزر چکے ہیں اور ابھی تک دجال نہیں آیا..." اور رسائلِ مسائل جلد دوم صفحہ ۳۳ پر مودودی کی ایک مزید تنقیدی چٹری ملاحظہ فرمائیے! لکھتا ہے کہ یہ دعویٰ کہ ناصح نہیں کہ بخارہی میں جتنی احادیث درج ہیں ان کے مضامین کہ بھی جو کاترں بلا تنقید قبول کر لینا چاہیے" ۱۲ (انکشافات کے صفحہ ۲۵ اور ۲۶ پر مودودی کی یہ اصل عبارتیں بالتفصیل مع حوالہ جات درج ہیں ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲)

کے فرمانوں پر تنقید کرنے اور ان میں متقیوں نکالنے سے نہ چوکتا ہو، وہ صدر الدین اصلاحی کے ان مکروہ اور قبیح وقابل مواخذہ اقتباسات پر (متفق اور مؤید المسک ہوئے بغیر) کیسے خاموش رہ سکتا ہے؟ جیسا کہ آج تک نہ صرف مودودی بلکہ مودودی کی فتنہ انگیز اور نقاد ٹولی کے کسی بھی فرد نے "ترجمان القرآن" کے کسی بھی شمارے میں صدر الدین اصلاحی (سہراہو معتد اعلیٰ جماعت مودودی ہندوستان) کے ان چاروں ملعون اقتباسات کے خلاف کوئی تنقیدی یا اصلاحی مضمون نہیں لکھا۔ جب کہ ہر چار اطراف سے صدر الدین اصلاحی کے ان اقتباسات پر مسلسل لے دے ہو رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج تک تقریباً تمام ایسی مودودی مصنفین نے ان چاروں اقتباسات کو فتنہ انگیز مودودی سے ہی منسوب کر کے اپنی اپنی کتابوں میں پیش کیا ہے۔

لیجیے حق پرست، صداقت شعار اور نیک نیت عوام کو آپ کے دائمی شاطرانہ دجل و فریب سے بچانے کے لیے انکشافات کے صفحہ ۲۱ والے چیلنج کی مکمل عبارت من و عن درج کرتا ہوں۔ تاکہ حق پرست و صداقت شعار عوام ۱۰ جنوری ۶۵ کے ہفت روزہ شہب اور ۶ مارچ ۶۵ کے سہ روزہ اخبار ایٹیا لاہور میں شائع شدہ آپ کے نوٹس کی مسخ اور ملعون عبارت سے ملا کر موازنہ کر سکیں اور دیکھ سکیں کہ مصنف انکشافات نے فی الحقیقت اپنے چیلنج میں مودودی کے سوا کسی ایسے غیرے نہ تو خیرے اور لالچی اُچکتے کو مخاطب نہیں کیا تھا۔

چیلنج کی مکمل اصل عبارت

"اور مسٹر مودودی کی دائمی شاطرانہ پہلو تھی کا بھانڈا پھوٹنے اور پردہ چاک کرنے کے لیے بیابانگ دُہل کھل کر (بتائید حق چیلنج بھی کرتا ہوں کہ مسٹر مودودی اگر بحالت موجودہ خود (جیسا کہ اُن کو اجازت حاصل ہے) یا کسی کی وساطت سے) یا رہائی کے بعد تین ماہ

کے اندر اندر میری اس کتاب میں پیش کردہ مانعہ و آفتاباں کو اپنی اصل عبارتوں کے خلاف یہ ثابت کر دیں کہ میری عبارتوں کو توڑ موڑ کر پیش کیا گیا ہے یا عبارتوں کو ان کے مفہوم کے خلاف پیش کیا گیا ہے تو ان کو ہر ایسے مسخ شدہ اقتباس پر ایک ایک ہزار روپیہ علی الاعلان جلسہ عام میں حاصل کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہوگا۔

یہ تھی چیلنج کی وہ اصل عبارت جس میں صرف بمسٹر مودودی کو ہی تین ماہ کے اندر اندر محض اپنی ہی اصل عبارتوں کے خلاف یہ ثابت کرنے کے لیے کہ میری عبارتوں کو توڑ موڑ کر یا مفہوم کے خلاف مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے۔ ایک ایک ہزار روپیہ جلسہ عام میں حاصل کرنے کا حق دیا گیا تھا۔

لہذا بجواب نوٹس آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر آپ کے سینے میں ایمان کا کوئی ذرہ یا شائبہ ہے، اگر آپ کے دل میں حق و صداقت اور انصاف و دیانت یا شرافت اور انسانیت کا کوئی وصف یا خوفِ خدا موجود ہے تو پندرہ دن کے اندر اندر ہلا تاخیر مزید سہ روزہ اخبار ایشیا اور ہفت روزہ شہاب لاہور میں اپنے اس لایعنی نوٹس کی حماقت کا صاف اور واضح الفاظ میں معافی نامہ شائع کر دیں۔ (اور بہت ہی مناسب ہوگا اگر ساتھ ہی مودودی کی غلامی پر لعنت اور پھٹکار بھیج کر صحیح معنوں میں محمد ﷺ کے صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور غلامی قبولی کو لینے کا بھی اعلان کر دیں) ورنہ یاد رکھیں اور ذہن نشین کر لیں کہ میں کسی گمراہ طاقت کی دھونس میں آجانے والا نہیں ہوں اور مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوالی یا مولانا احمد علی صاحب لاہوری یا پیر صاحب آف دیول شریف کی طرح بخش دینے اور درگزر کرنے والے اور خاموش صفت جمالی صوفی نہیں ہوں۔ میں فتنہ مودودیت کی بیخ کنی کو جزو ایمان سمجھتا ہوں اس لیے فتنہ مودودیت کی بیخ کنی کے لیے (بتائید حق) زندگی وقف کر چکا ہوں۔ نیز فتنہ مودودیت کی صحیح اور قطعی بیخ کنی کے لیے خان جمیب اللہ خان وزیر داخلہ پاکستان، قاری عبد الحمید کے محتاج

ہو سکتے ہیں، قاری عبد الحمید اُن کا محتاج نہیں ہے۔ میں مودودی یا مودودیوں کی طرح نہیں ہوں، میں حصول اقتدار یا دولت کے لالچ میں دین و ایمان اور ضمیر و غیرت فروخت کر دینے والوں پر لعنت بھیجتا ہوں اور اسی لیے اور صرف اسی لیے مودودی اور اُس کے پرقتلہ حواریوں کا لحاظ کرنا بھی گناہ اور کفر سمجھتا ہوں۔ فقط ۲۰/۵ خادم الاسلاف، باطل شکن، قانع مودودیت (قاری) عبد الحمید بریلوی غفرلہ عنہ، ولوالدیہ صدر دارالتبلیغ بنوں ۱۴/۹/۴۲ھ

۱۔ اور مودودیوں کا یہ الزام اور پروپیگنڈا کہ مصنف "انکشافات" کو حکومت سے امداد مل رہی ہے بالکل غلط ہے بنیاد اور الزام محض ہے۔ لیکن اگر مملکت اسلامیہ پاکستان کے ادارہ قومی تحقیق و حوالہ نے کتاب انکشافات خرید کر ملک کے ذی علم اور محقق لوگوں میں یہ افادہ ملک و ملت ایک اسلام کش، فتنہ پرور و فتنہ انگیز اور مفید دین و ملت گروہ کی سرکوبی اور اس کی بیخ کنی کیلئے تقسیم کی ہے تو اس میں مصنف انکشافات کے لیے بُرائی یا اعتراض کی کوئی بات ہے۔ یہ ترانہائی تعریف کی بات ہے۔ البتہ بُرائی اور اعتراض کی بات تو جب تھی کہ مودودی اور مودودیوں کی طرح مصنف انکشافات بھی دشمن اسلام مغربی ممالک سے مملکت اسلامیہ اور ملت اسلامیہ پاکستان میں انتشار پھیلانے اور اسلام کو مسخ اور تباہ کرنے کے لیے اسلام ہی کی تبلیغ و اشاعت کے حیلوں اور کتابوں کی فروختگی کے بہانوں سے بے پناہ اور کثیر رقوم اور امدادیں وصول کرتے تو بے شک یہ اعتراض اور بُرائی ہی نہیں بلکہ قابل لعنت اور پشکار کی بات ہوتی۔ ۱۲

علماء اسلام، وکلاء اور زعمائے ملک کی خدمت میں؟

کیا فقط اسلام اور اقامت دین کا سہارا لے کر انتشار پھیلانے والا تحریک پسند مودودی گروہ اسلام اور مملکت اسلامیہ پاکستان کا باغی نہیں ہے؟

کیا محترمہ فاطمہ جناح کی صدارتی مہم میں مودودی کی ضمیر اور ایمان فروش اور اسلام کش فریب کاریوں کا پردہ چاک نہیں ہوا؟

کیا محترمہ فاطمہ جناح کی صدارتی مہم، اسلام اور ملک و ملت کے باغی مودودی اور مودودیوں کے منہ پر ایک غیبی تھپڑ ثابت نہیں ہوئی؟

کیا اسلام اور ملک و ملت کے ایسے عظیم فتنہ انگیز، فریب کاروں اور باغیوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنا یا ان کا لحاظ کرنا گناہ اور کفر نہیں ہے؟

کیا مودودی نے جیل جانے سے قبل اپنی تصنیفات میں قرآن و حدیث اور تاریخی تجربات سے نہایت ہی مستحکم استدلال کے ساتھ یہ ثابت نہیں کیا تھا کہ:

① پاکستان دارالاسلام اور ہندوستان دارالکفر ہے، اس لیے ہندوستان اور پاکستان کے مسلمانوں کے درمیان بیاہ شادی قرآن کریم کے خلاف ہے۔ (مودودی از رسائل و مسائل جلد دوم ص ۱۶۶)

② اسلام میں سیاست اور انتظام ملکی کی ذمہ داری صرف مردوں پر ڈالی گئی ہے اور یہ فرائض عورتوں کے دائرہ عمل سے خارج ہیں۔ (مودودی از ماہنامہ ترجمان القرآن بابت اگست ۱۹۵۶ء ص ۱۸)

③ از روئے احادیث نبوی، سیاست اور ملک وازی عورت کے دائرہ عمل سے خارج ہے۔

(مودودی از ماہنامہ ترجمان القرآن بابت ستمبر ۱۹۵۶ء ص ۱۸)

④ بعض قومیں ایسی ہیں جن میں عورتوں کو مردوں پر قوام بنایا گیا ہے مگر ہمیں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ اس قسم کی قوموں سے کوئی قوم تہذیب و تمدن کے کسی اعلیٰ مرتبہ پر پہنچی ہو۔ کم از کم تاریخی معلومات کے ریکارڈ میں تو کسی ایسی قوم کا نشان پایا نہیں جاتا جس نے عورت

کو حاکم بنایا ہو پھر دنیا میں عزت اور طاقت حاصل کی ہو یا کوئی کار نمایاں انجام دیا ہو۔
(مودودی از پردہ ص ۱۹۳)

۵ عورت کو مردانہ کاموں کے لیے تیار کرنا عین اقمنائے فطرت اور وضع فطرت کے خلاف ہے اور یہ چیز نہ انسانیت کے لیے مفید ہے نہ خود عورت کے لیے.... تمدن کے ان شعبوں میں عورت کو گھسیٹ لانا خود اس کو بھی ضائع کرنا ہے اور ان شعبوں کو بھی۔

(مودودی از پردہ ص ۲۱۱ و ص ۲۱۲)

۶ انتخابات میں عورتوں کے ووٹ صرف مردوں کے لیے ہی استعمال کیے جاسکتے ہیں عورتوں کے لیے نہیں۔
(مودودی۔ از انتخابی جدوجہد ص ۳۲)

۷ صد مملکت مرد ہونا چاہیے چونکہ قرآن کہتا ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ (سورۃ النساء ۳۴) ترجمہ: مرد عورتوں پر قوام ہیں۔ (مودودی۔ از ماہنامہ ترجمان القرآن بابت جنوری ۱۹۵۳ ص ۲)

۸ کیا اللہ تعالیٰ کے متعلق آپ کا یہ گمان ہے کہ وہ ایک گھبر میں تو عورت کو قوام نہ بنا سکا مگر کئی لاکھ گھروں کے مجبرے پر اسے قوام بنا دے گا؟ (مودودی۔ از ماہنامہ ترجمان القرآن بابت ستمبر ۱۹۵۲ ص ۱)

۹ مجلس شوریٰ میں جو ساری مملکت کی قوام ہے عورتوں کی شمولیت کا دروازہ قرآن نے بند کر دیا ہے۔ مزید برآں ہمارے سامنے عہد نبوی و خلافت راشدہ کا تعامل موجود ہے جو قرآن کی منشا کی

تعبیر کے لیے مستند ترین ذریعہ ہے۔ ہمیں تاریخ اور حدیث میں کوئی نظیر بھی ایسی نہیں ملتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے کبھی عورتوں کو مجلس شوریٰ میں شامل کیا ہو۔

(مودودی۔ از ماہنامہ ترجمان القرآن بابت جنوری ۱۹۵۳ ص ۲۶)

۱۰ مملکت میں ذمہ داری کے مناصب (خواہ وہ صدارت ہو یا وزارت) یا مجلس شوریٰ کی رکنیت یا مختلف محکموں کی ادارت (عورتوں کے سپرد نہیں کیے جاسکتے۔ اس لیے کسی اسلامی ریاست

کے دستور میں عورتوں کو یہ پوزیشن دینا، یا اس کے لیے گنجائش رکھنا نصوص صریحہ کے خلاف ہے۔
(مودودی۔ از ماہنامہ ترجمان القرآن بابت اکتوبر و نومبر ۱۹۵۲ ص ۴۶)

۱۱ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عمومی مصالح کے پیش نظر نصوص کو بھی نظر انداز کیا جاسکتا ہے وہ سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ ایک ایسی غلط فہمی جو بسا اوقات ایک انسان کو کھلی گمراہی کی طرف

حکیل دیتی ہے (مودودی)۔ ازماہنامہ ترجمان القرآن بابت اپریل ۱۹۵۸ء ص ۶۴

(۱) اور جب تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لیے اُس کی پیٹھ سے بہتر ہے۔ (یعنی زمین پر چلنے سے زمین میں دفن ہو جانا بہتر ہے)

(ب) وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کیے ہوں (مودودی)۔ ازماہنامہ ترجمان القرآن بابت ستمبر ۱۹۵۲ء ص ۷

لیکن جیل جانے کے بعد محض صدر ایوب خان سے اپنا اور جماعتی انتقام لینے کی خاطر اپنے ہی ثابت کردہ ان تمام (قرآن و حدیث اور تاریخی تجربات سے مانگو) احکامات کو بغیر کسی خوف و خطر یکسر نظر انداز کر کے فاطمہ جناح کی حمایت میں تن من و حق سے بر اقوال خود اُن نسلے مسلمانوں کے انبوه عظیم کے ساتھ ہو لیے جن کے ۹۹۹ فی ہزار افراد اسلام اور حق و باطل کے تیز سے قطعاً محروم ہیں اور بر اقوال خود ان لوگوں کے ساتھ ہو لیے جن کے اسلام سے کیر کٹر اور اسلام سے ذہنیت اور فکر سے محروم و موٹوں کے ذریعہ پارلیمنٹ اور اسمبلی میں بھیجنے کے لیے مسلمانانہ قسم کے ممبر منتخب ہوئے نہیں ہو سکتے اور بر اقوال خود ان لوگوں کے ساتھ ہو لیے جن کے و موٹوں سے زہریلے دودھ کے زہریلے ترین مکھن کے طرح کافرانہ حکومت ہے نہیں بلکہ ہر کافرانہ حکومت سے زیادہ بدتر افغانستان، ایران، ترکے عراق اور مصر جیسے کافرانہ حکومت ہے بنے سکتے ہیں۔

(پڑھیے انتخابات معالجات و تبصرہ)

یہ وہ الزامات ہیں جن کو مودودی یا مودودی جماعت کا کوئی رکن کسی بھی مجتہدہ سے جماعتی فیصلہ اور دیا عدالت کے سامنے آکر نہیں جھٹلا سکتا۔ لہذا اگر یہ الزامات اور یہ اقتباسات صحیح اور ناقابل تردید ہیں تو کیوں نہ مودودی اور مودودی جماعت کے تمام سرکردہ اور قلم برداران پیچیدہ لوگوں کو نہ صرف قانونی شکنجے میں کنے کے لیے حسب ضابطہ عدالت عالیہ

سے رجوع کیا جائے؟ بلکہ اس گروہ سے مقاطعے کا بھی اعلان کیا جائے۔ اور کیوں نہ
ان کی اسلام اور مملکت اسلامیہ میں تخریب اور انتشار پھیلانے والی ایسی تمام کتب
کو بھی ضبط و تلف کرانے کی حکومت سے استدعا کی جائے۔؟

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۹ جنوری ۱۹۶۵ء

ناشد: مسعود الحسن ناظم دار التبلیغ - بنوں سٹی (مغربی پاکستان)

”محاسبہ مودودی“

محاسبہ مودودی میں مصنف موصوف نے کتاب انکشافات کے تالیف مودودی
صاحب کے نام نہاد عقیدہ توحید اور ان کی اسلام کش مغربیت نواز ذہنیت
کا جسدیم المثال محاسبہ کیا ہے وہ فی الحقیقت ایک ایسا عظیم اور فیصلہ کن محاسبہ
ہے جس کا مودودی صاحب اور ان کے تمام جماعتی رفقاء (سوائے حواس کھو بیٹھنے
کے) ساری زندگی اکٹھے ہو کر اور سر جوڑ کر بھی کوئی معقول یا قابل تسلیم صحیح تردیدی
جواب پیدا نہیں کر سکتے اور یہی وجہ ہے کہ مودودی صاحب مصنف انکشافات
کے تجویز کردہ (علمائے دیوبند، بریلی اور اہل حدیث پر مشتمل) سہ جماعتی فیصل بورڈ کے
قیام سے بھی گریز کرتے رہے ہیں۔ پڑھیے ”محاسبہ مودودی“۔

قیمت: ایک روپیہ

— طلحہ کاپتہ —

مکتبہ پاکستان چوک انارکلی مقابل مسلم مسجد ۵ لاہور

دارالتبلیغ بنوں کی طرف سے شائع کردہ

انکشافات (مع اضافات)

اس مرتبہ جدید اور اہم ترین اضافوں کے ساتھ پیش کی گئی ہے جس میں :-

مودودی صاحبؒ کے خود ساختہ مذہب، اُن کے عقائد و نظریات، اُن کا مسلک، اُن کی علمیت اور قابلیت، اُن کا علمی تجربہ اور دینی تفسیر، اُن کا زہد و تقویٰ اور تقدس، اُن کی سیاسی، مذہبی اور عملی دیانت، اُن کی تضاد گوئی، اُن کا شعور اور اُن کی انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام و ائمہ عظام و فقہائے اسلام اور سلف الصالحین کی شان مبارک میں دریدہ دہنی و بد نگامی کو اُن کی کتابوں کے اقتباسات اور مکمل حوالجات کے ذریعہ بہ استدلال پیش کیا گیا ہے تاکہ :-

علمائے کرام اور مبلغین اسلام بیدار ہوں !

اور وہ نیک نیت اور دیندار لوگ بھی جو میٹر مودودی کی ظاہری شبہات اور خوش افغانی کے فریب میں گمراہ ہو رہے ہیں نہ صرف خود صحیح اور سیدھے رستے پر آسکیں بلکہ دوسروں کو بھی مودودی کے اسلام کش اور ایمان خور اجتہاد اور اُن کے دجل و فریب سے بہ استدلال آگاہ کر سکیں۔

کتاب ”انکشافات“ مع اضافات حسب ذیل پتوں سے خریدیں

• نوری کتب خانہ، بازار داتا صاحب، لاہور

• مکتبہ پاکستان چوک لوہاری مقابل مسلم مسجد لاہور

• شمشاد بک ڈپو گاڑی کھاتہ منقل سلطان ہوٹل حیدر آباد (سندھ)

علمائے کرام

کے خدمت میں

اگر آپ نے یہ کتاب از اول تا آخر باقاعدہ
تحقیق حق کی نظر سے پوری پڑھی ہے

— بتی: —

خدمت دین سمجھ کر اپنے تاثر اور اپنی صواب رائے

— سنئے: —

مطلع فرما کر احشہ عظیم حاصل کریں

خادم الاسلام باطلے شکوے

(قاری) عبید الحمید